بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ نَحۡمَدُہٗ وَنُصَلِّیۡ عَلٰی رَسُوۡلِہِ الۡکَرِیۡمِ وَعَلٰی عَبۡدِہِ الۡمَسِیۡحِ الۡمَوۡعُوۡدِ

وَلَقَدۡ نَصَرَکُمُ اللّٰہُ بِبَدۡرٍ وَّاَنۡتُمۡ اَذِلَّۃٌ

جلد 74

شمارہ 22

ہفت روزہ بدر قادیان

Weekly BADAR Qadian

ایڈیٹر منصور احمد

شرح چندہ
سالانہ 850 روپے
بیرونی ممالک
بذریعہ ہوائی ڈاک
50 پاؤنڈیا
80 ڈالرامریکن
یا 60 یورو

www.akhbarbadr.in

یکم ذوالحجہ 1446 ہجری قمری ● 29 ہجرت 1404 ہجری شمسی ● 29 مئی 2025ء

ارشاد باری تعالیٰ

یُرِیۡدُوۡنَ اَنۡ یُّطۡفِـُٔوۡا نُوۡرَ اللّٰہِ بِاَفۡوَاہِہِمۡ وَیَاۡبَی اللّٰہُ اِلَّاۤ اَنۡ یُّتِمَّ نُوۡرَہٗ وَلَوۡ کَرِہَ الۡکٰفِرُوۡنَ ﴿۳۲﴾

(سورہ توبہ:32)

ترجمہ: وہ چاہتے ہیں کہ اللہ کے نور کو اپنے مونہوں سے بجھادیں اور اللہ (ہر دوسری بات) رڈ کرتا ہے، سوائے اس کے کہ اپنے نور کو مکمل کردے خواہ کافر کیسا ہی ناپسند کریں

اخبار احمدیہ

الحمد للہ سیّدنا حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز بخیروعافیت ہیں۔

سیّدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مورخہ 23 مئی 2025 کو مسجد مبارک (اسلام آباد) یو.کے سے بصیرت افروز خطبہ جمعہ ارشاد فرمایا۔اس خطبہ جمعہ کا خلاصہ اسی شمارہ کے صفحہ 20 پر ملاحظہ فرمائیں۔

احباب کرام حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی صحت وتندرستی، فعال درازیٔ عمر، مقاصد عالیہ میں کامیابی اور خصوصی حفاظت کیلئے دُعائیں جاری رکھیں، اللہ تعالیٰ حضور انور کا ہر آن حافظ و ناصر ہو اور تائید و نصرت فرمائے۔ آمین۔

یادرکھو کہ اللہ تعالیٰ کی عادت اسی طرح پر ہے کہ انجام خدا کے بندوں کا ہی ہوتا ہے قتل کی سازشیں، کفر کے فتوے، مختلف قسم کی ایذائیں ان کا کچھ بگاڑ نہیں سکتی ہیں

ارشادات عالیہ سیّدنا حضرت مسیح موعود و مہدی معہود علیہ الصّلوٰۃ و السّلام

انسان کو ہلاک کرنے والی چیزوں میں سے ایک بدصحبت بھی ہے۔ دیکھو ابوجہل خود تو ہلاک ہوا، مگر اور بھی بہت سے لوگوں کو لے مرا جو اس کے پاس جا کر بیٹھا کرتے تھے۔ اُس کی صحبت اور مجلس میں بجز استہزا اور ہنسی ٹھٹھے کے اور کوئی ذکر ہی نہ تھا۔ یہی کہتے تھے اِنَّ ھٰذَا لَشَیۡءٌ یُّرَادُ میاں یہ دوکانداری ہے۔

اب دیکھو اور بتلاؤ کہ وہ جس کو دوکاندار اور ٹھگ کہا جاتا تھا، ساری دنیا میں اسی کا نُور ہے یا کسی اور کا بھی۔ ابوجہل مرگیا اور اس پر لعنت کے سوا کچھ نہ رہا۔ مگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی شانِ بلند کو دیکھو کہ شب و روز بلکہ ہر وقت درود پڑھا جاتا ہے اور ۹۹ کروڑ مسلمان اس کے خادم موجود ہیں۔ اگر اب ابوجہل پھر آ جاتا تو آ کر دیکھتا کہ جس کو اکیلا مکہ کی گلیوں میں پھرتا دیکھتا تھا، اور جس کی ایذا ہی میں کوئی دقیقہ باقی نہ رکھتا تھا، اس کے ساتھ جب ۹۹ کروڑ انسانوں کے مجمع کو دیکھتا حیران رہ جاتا اور یہ نظارہ ہی اس کو ہلاک کر دیتا۔ یہ ہے ثبوت آپؐ کی رسالت کی سچائی کا۔ اگر اللہ تعالیٰ ساتھ نہ ہوتا، تو یہ کامیابی نہ ہوتی۔ کس قدر کوششیں اور منصوبے آپؐ کی عداوت اور مخالفت کے کئے، مگر آخر نا کام اور نامراد ہونا پڑا۔ اس ابتدائی حالت میں جب چند آدمی آپؐ کے ساتھ تھے کون دیکھ سکتا تھا کہ یہ عظیم الشان انسان دنیا میں ہوگا اور ان مخالفوں کی سازشوں سے صحیح وسلامت بچ کر کامیاب ہوجائے گا۔ مگر یادرکھو کہ اللہ تعالیٰ کی عادت اسی طرح پر ہے کہ انجام خدا کے بندوں کا ہی ہوتا ہے۔ قتل کی سازشیں، کفر کے فتوے، مختلف قسم کی ایذائیں ان کا کچھ بگاڑ نہیں سکتی ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے سچ فرمایا ہے

یُرِیۡدُوۡنَ لِیُطۡفِـُٔوۡا نُوۡرَ اللّٰہِ بِاَفۡوَاہِہِمۡ وَ اللّٰہُ مُتِمُّ نُوۡرِہٖ وَلَوۡ کَرِہَ الۡکٰفِرُوۡنَ (الصّف:۹) یہ شریر کافر اپنے مُنہ کی پھونکوں سے نور اللہ کو بجھانا چاہتے ہیں اور اللہ اپنے نور کو کامل کرنے والا ہے۔ کافر بُرا مناتے رہیں۔

منہ کی پھونکیں کیا ہوتی ہیں؟ یہی کسی نے ٹھگ کہہ دیا، کسی نے دوکاندار اور کافر، بے دین کہہ دیا۔ غرض یہ لوگ ایسی باتوں سے چاہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے نور کو بجھادیں، مگر وہ کامیاب نہیں ہو سکتے، نور اللہ کو بجھاتے بجھاتے خود ہی جل کر ذلیل ہوجاتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ کے لوگوں کے لشکر آسمان پر ہوتے ہیں۔ منکر اور زمینی لوگ اُن کو دیکھ نہیں سکتے ہیں۔ اگر ان کو معلوم ہوجاوے اور وہ ذرا سا بھی دیکھ پائیں تو ہیبت سے ہلاک ہوجائیں، مگر یہ لشکر نظر نہیں آسکتا جب تک انسان اللہ تعالیٰ کی چادر کے نیچے نہ آئے۔ (ملفوظات جلد 2 صفحہ 68 تا 69، ایڈیشن 2018، قادیان)

ارشاد نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

جس مسلمان کے حق میں چار شخص بھلائی کی گواہی دیں اس کو اللہ جنت میں داخل کردے گا

ابوالاسود سے روایت ہے کہ میں مدینہ میں آیا اور اس میں وباتھی اور لوگ بری موت مر رہے تھے۔ میں حضرت عمرؓ کے پاس بیٹھ گیا تو اتنے میں ایک جنازہ گزرا۔ اس کی اچھی تعریف کی گئی اور حضرت عمرؓ نے کہا: واجب ہوگئی۔ پھر دوسرا جنازہ گزرا اور اس کی بھی اچھی تعریف کی گئی اور حضرت عمرؓ نے کہا: واجب ہوگئی۔ پھر تیسرا گزرا اور اس کی مذمت کی گئی، تو حضرت عمرؓ نے کہا: واجب ہوگئی۔ میں نے پوچھا: امیر المؤمنین! یہ واجب ہوگئی کیا ہے؟

انہوں نے کہا: میں نے وہی کہا جو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا۔ جس مسلمان کے حق میں چار شخص بھلائی کی گواہی دیں اس کو اللہ جنت میں داخل کردے گا۔ ہم نے پوچھا: اور تین بھی۔ آپ نے فرمایا: تین بھی۔ ہم نے کہا: دو بھی۔ آپ نے فرمایا: دو بھی۔ پھر اس کے بعد ہم نے ایک کے متعلق نہیں پوچھا۔

❀❀❀

اس شمارہ میں

خطبہ جمعہ حضور انور فرمودہ 02 مئی 2025 (مکمل متن)
خطبہ جمعہ حضور انور فرمودہ 09 مئی 2025 (مکمل متن)
نیشنل مجلس عاملہ ٹرینیڈاڈ ٹوباگو کی حضور انور سے آن لائن ملاقات
سیرت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم (از سیرت خاتم النبیین)
تذکار مہدیؑ (روایات حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ)
پیغام حضور انور بر موقعہ جلسہ سالانہ تنزانیہ
پیغام حضور انور بر موقعہ جلسہ سالانہ آئرلینڈ
خطبہ جمعہ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بطرز سوال وجواب
جنازہ حاضر وغائب، وصایا، نکاح، اعلانات
خلاصہ خطبہ جمعہ فرمودہ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ

اسلام نے یہ حکم دے دیا کہ ہر شخص لازماً اپنے اموال کا ایک حصہ زکوٰۃ کے طور پر ادا کرے تاکہ حکومت اُسے تمام بنی نوع انسان کی ضروریات کیلئے مشترکہ طور پر خرچ کرے

سیّدنا حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ سورۃ المومنون آیت نمبر 5 وَالَّذِیۡنَ ہُمۡ لِلزَّکٰوۃِ فٰعِلُوۡنَ کی تفسیر میں سیّدنا حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

پھر بتایا کہ مومن اس سے بھی ترقی کر کے اس مقام پر پہنچ جاتے ہیں کہ اپنے اموال غرباء کی ترقی کے لئے ہمیشہ خرچ کرتے رہتے ہیں۔ درحقیقت اسلام اس نظریہ کا حامل ہے کہ دنیا میں جسقدر چیزیں پائی جاتی ہیں وہ سب کی سب خدا تعالیٰ نے بنی نوع انسان کے مشترکہ فائدہ کیلئے پیدا کی ہیں۔ کسی ایک فرد کے لئے مخصوص نہیں کی گئیں اور چونکہ ہر قسم کی دولت جو دنیا میں حاصل کی جاتی ہے دوسرے لوگوں کی مدد سے حاصل کی جاتی ہے اور مزدوروں کی مزدوری ادا کرنے کے بعد بھی دولت مند کے مال میں اُن کا حق باقی رہ جاتا ہے اس لئے اسلام نے زکوٰۃ کا حکم دیا ہے تاکہ انسانی اموال دوسروں کے حقوق کی ملونی سے پاک ہوجائیں۔ مثلاً ایک کان کا مالک اگر ان تمام مزدوروں کو جو کان میں کام کرتے ہیں اُن کی پوری مزدوری بھی ادا کردے تب بھی وہ جو کچھ ادا کرے گا وہ اُن کی اُجرت ہوگی۔ حالانکہ قرآنی تعلیم کے مطابق وہ لوگ بھی اُس کان میں حصہ دار تھے۔ پس مزدوری ادا کرنے کے بعد بھی وہ حق ملکیت جو مزدوروں کو حاصل تھا ادا نہیں ہوتا۔ اُس کی ادائیگی کی ایک صورت یہ ہوسکتی تھی کہ اُن مزدوروں کو کچھ زائد رقم دے دی جاتی مگر اس طرح بھی اُن چند مزدوروں کا حق تو ادا ہوجاتا جو وہاں کام کر رہے ہیں لیکن باقی دنیا جو اس میں انہی کی طرح حصہ دار تھی اپنا حق حاصل کرنے سے محروم رہ جاتی۔ اس لئے اسلام نے یہ حکم دے دیا کہ ہر شخص لازماً اپنے اموال کا ایک حصہ زکوٰۃ کے طور پر ادا کرے۔ تاکہ حکومت اُسے تمام بنی نوع انسان کی ضروریات کیلئے مشترکہ طور پر خرچ کرے۔ اسی طرح رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ ہر کان جو دریافت کی جائے اس کا 1/5 حصہ حکومت کو ملے گا تاکہ اسے غرباء پر خرچ کیا جائے۔ اس طرح بھی اسلام نے تمام بنی نوع انسان کا زمین میں جو حصہ ہے اُس کو محفوظ کر دیا ہے۔ اسی طرح ایک زمیندار جو

باقی صفحہ نمبر 16 پر ملاحظہ فرمائیں

جمیل احمد ناصر، پرنٹر و پبلشر نے فضل عمر پرنٹنگ پریس قادیان میں چھپوا کر دفتر اخبار بدر قادیان سے شائع کیا۔ پروپرائٹر نگران بدر بورڈ قادیان

کم ازکم آپ کے تمام اراکین مجلس عاملہ موصی ہونے چاہئیں، ان کی قربانی کا معیار عام افراد جماعت سے بہت بڑھ کر ہونا چاہئے

جماعت اور ذیلی تنظیموں کے شعبہ تعلیم میں فرق ہے، جماعت کے شعبہ تعلیم کا کام سکول اور یونیورسٹی جانے والے تمام طلبہ کا ڈیٹا (data) رکھنا ہے طلبہ کا ریکارڈ رکھیں اور ان کی صحیح راہنمائی کریں اور ان کی مناسب کونسلنگ (counselling) کے لیے ایک کمیٹی تشکیل دیں تا کہ جماعت کے طلبہ کو اپنے مضامین کے انتخاب میں بہتر مواقع مل سکیں اور ان کی صحیح راہنمائی ہو، یہ شعبہ تعلیم کا کام ہے

تمام ممبران کو مقررہ شرح کے مطابق چندہ کی ادائیگی کرنی چاہئے اور ان کو چندہ کی اہمیت معلوم ہونی چاہئے اور ان کو چندہ اللہ کی محبت کے حصول کی خاطر ادا کرنا چاہئے ہمیں ان احمدیوں کے ذہنوں میں جو کما رہے ہیں یہ ڈالنا چاہئے کہ اللہ کی محبت حاصل کرنے کے لیے وہ چندہ ادا کریں

پندرہ سال یا اس سے زیادہ عمر کے واقفینِ نو کو بذات خود اپنے بانڈ (bond) کی تجدید کرنی چاہئے کہ آیا وہ اپنا وقف جاری رکھنا چاہتے ہیں یا نہیں

اپنے شعبوں کو قواعد وضوابط کی کتاب میں بیان کردہ ہدایات کے مطابق چلائیں اور پہلے سے زیادہ چاق و چوبند ہو کر کام کریں

ٹوباگو میں صرف پینسٹھ ہزار لوگ آباد ہیں لہٰذا آپ ساری آبادی کو احمدی بنانے کی کوشش کریں، آپ کو تو وہاں انقلاب برپا کر دینا چاہئے

سیّدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے ساتھ نیشنل مجلس عاملہ جماعت احمدیہ ٹرینیڈاڈ اور ٹوباگو کی (آن لائن) ملاقات اور حضور انور کی زرّیں نصائح

مورخہ 26 نومبر 2023ء کو امام جماعت احمدیہ حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے ساتھ جماعت احمدیہ ٹرینیڈاڈ اور ٹوباگو کی نیشنل مجلس عاملہ کے ممبران کی آن لائن میٹنگ منعقد ہوئی۔ حضورِ انور نے اس ملاقات کو اسلام آباد (ٹلفورڈ) میں قائم ایم ٹی اے سٹوڈیوز سے رونق بخشی جبکہ اراکینِ عاملہ جماعت ٹرینیڈاڈ اور ٹوباگو نے کووا (Couva) شہر میں واقع نیشنل ہیڈکوارٹر سے آن لائن شرکت کی۔

حضور انور نے السلام علیکم کہنے کے بعد دریافت فرمایا کہ سامنے بیٹھے ہوئے کیا تمام اراکین عاملہ ہیں؟ اس پر اثبات میں جواب دیتے ہوئے عرض کیا گیا کہ اراکین عاملہ کے علاوہ کچھ زائرین بھی موجود ہیں۔ یہ سماعت فرما کر حضور انور مسکرائے اور فرمایا کہ آپ کی کافی بڑی عاملہ ہے۔ اس کے بعد حضور انور نے دعا کروائی جس کے ساتھ میٹنگ کا باقاعدہ آغاز ہوا۔

دورانِ ملاقات اراکین نیشنل مجلس عاملہ کو اپنے شعبہ جات کا تعارف، اپنے مفوضہ کاموں اور اہداف کے حصول کے ضمن میں بروئے کار لائی گئی مساعی کی کارگزاری کی تفصیل پیش کرنے کا موقع ملا۔

نائب امیر صاحب نے سب سے پہلے اپنی رپورٹ پیش کی نیز بتایا کہ وہ بطور سیکرٹری وصایا اور آڈیٹر بھی خدمات کی توفیق پا رہے ہیں۔ یہ سماعت فرما کر حضور انور نے مسکراتے ہوئے فرمایا کہ سارے portfolios تو آپ کے پاس ہیں۔ پھر ان سے پوچھا کہ آپ کی عمر کتنی ہے؟ جس پر انہوں نے جواب دیا کہ آنے والے دنوں میں وہ ستّر برس کے ہو جائیں گے۔ حضور انور نے اس پر اظہار پذیرائی کرتے ہوئے فرمایا کہ ماشاءاللہ! اس کے باوجود آپ ان تمام شعبہ جات میں کام کرنے کی صلاحیت رکھتے ہیں۔

شعبہ وصایا کے حوالے سے اپنی رپورٹ پیش کرتے ہوئے موصوف نے بتایا کہ ہمارے کل اکیس موصیان ہیں جن میں 9 مرد اور 12 خواتین شامل ہیں۔ حضور انور نے اس پر فرمایا کہ آپ کی عورتیں مردوں سے زیادہ متّقی اور پرہیز گار ہیں۔

پھر حضور انور نے اراکین مجلس عاملہ کی جانب اشارہ کرتے ہوئے استفسار فرمایا کہ ان میں سے کتنے موصی ہیں؟ نیز موصیان کو اپنا ہاتھ بلند کرنے کے لیے ارشاد فرمایا۔ پھر حضور انور نے نشاندہی فرمائی کہ آپ کے اراکین عاملہ کے علاوہ صرف تین دیگر موصیان ہیں۔ مزید برآں اراکین عاملہ کی بابت ہدایت فرمائی کہ ان سب کو وصیت کرنی چاہیے اور اگر یہ وصیت کرتے ہیں تو اس کا مطلب ہوگا کہ آپ کے 33 فیصد کمانے والے موصی ہیں۔ حضور انور نے مزید تلقین فرمائی کہ آپ کو اپنے گھر سے کام شروع کرنا چاہیے، کم از کم آپ کے تمام اراکین مجلس عاملہ موصی ہونے چاہئیں، ان کی قربانی کا معیار عام افراد جماعت سے بہت بڑھ کر ہونا چاہیے۔

آخر پر موصوف نے آڈٹ (audit) کے حوالے سے بتایا کہ جماعت کے اکاؤنٹس ماہانہ بنیادوں پر چیک کیے جاتے ہیں۔

اس کے بعد جنرل سیکرٹری کو اپنے شعبہ کی رپورٹ پیش کرنے کا موقع ملا۔ حضور انور نے اس شعبہ کی اہمیت کو اجاگر فرمایا کہ یہ ایک بہت اہم شعبہ ہے۔ موصوف نے بتایا کہ ٹرینیڈاڈ میں سات جماعتیں ہیں اور کُل تجنید 1200 ہے۔ انہوں نے مزید بیان کیا کہ وہ تمام مجلس عاملہ کی میٹنگز میں شرکت کرتے ہیں، منٹس (minutes) لیتے اور تیار کرتے ہیں اور تفویض کردہ ذمہ داریوں کے سلسلہ میں امیر صاحب کے ساتھ مل کر کام کرتے ہیں۔

حضور انور نے دریافت فرمایا کہ کیا جماعتیں ماہانہ رپورٹس بھیجتی ہیں؟ اس پر عرض کی گئی کہ رپورٹس امیر صاحب کے پاس جاتی ہیں۔ حضور انور نے ہدایت فرمائی کہ جب رپورٹس امیر صاحب تک پہنچتی ہیں تو امیر صاحب کو چاہیے کہ وہ انہیں آپ کی طرف مارک کر دیں تا کہ آپ ان کا جائزہ لیں، تجزیہ کریں اور ان پر تبصرہ کریں اور اگر ضرورت ہو تو مختلف شعبہ جات کی رپورٹس ان کے متعلقہ سیکرٹریان کو دیا کریں تا کہ وہ ان پر تبصرہ کر سکیں۔

حضور انور نے اس بات پر زور دیا کہ اپنے نظام کو صحیح طریقے پر منظّم کریں۔

سیکرٹری تعلیم نے عرض کیا کہ ان کے پاس سیکرٹری تربیت کی بھی ذمہ داری ہے۔ انہوں نے مزید بتایا کہ وہ آن لائن کلاسز کا انعقاد کر رہے ہیں۔ یہ سن کر حضور انور نے موصوف کو توجہ دلائی کہ آپ اپنے جماعتی شعبہ تعلیم کو ذیلی تنظیم کے شعبہ تعلیم سے الجھا رہے ہیں۔ حضور انور نے جماعت کے شعبہ تعلیم کے اصولی مقاصد کا خاکہ بیان کرتے ہوئے وضاحت فرمائی کہ جماعت اور ذیلی تنظیموں کے شعبہ تعلیم میں فرق ہے، جماعت کے شعبہ تعلیم کا کام سکول اور یونیورسٹی جانے والے تمام طلبہ کا ڈیٹا (data) رکھنا ہے۔

حضور انور نے ہدایت فرمائی کہ طلبہ کا ریکارڈ رکھیں اور ان کی صحیح راہنمائی کریں اور ان کی مناسب کونسلنگ (counselling) کے لیے ایک کمیٹی تشکیل دیں تا کہ جماعت کے طلبہ کو اپنے مضامین کے انتخاب میں بہتر مواقع مل سکیں اور ان کی صحیح راہنمائی ہو، یہ شعبہ تعلیم کا کام ہے۔

حضور انور نے مزید ہدایت فرمائی کہ آپ کا جماعتی لٹریچر وغیرہ سے کوئی تعلق نہیں، لہٰذا آپ کو جماعت کے شعبہ تعلیم اور جماعت کے شعبہ تربیت میں امتیاز کرنا چاہیے۔

بحیثیت سیکرٹری تربیت آپ مختلف جماعتوں کے سیکرٹریان تربیت کے کام کی نگرانی کر سکتے ہیں اور اس بات کی نگرانی کریں کہ آیا وہ صحیح کام کر بھی رہے ہیں یا نہیں اور ان کا تربیتی پلان کیا ہے؟

جماعتی سیکرٹریان تعلیم کے حوالے سے حضور انور نے توجہ دلاتے ہوئے ہدایت فرمائی کہ انہیں نوجوانوں میں سے ہونا چاہیے تا کہ وہ طلبہ کے حالات سے واقف ہوں۔

حضور انور نے پھر دریافت فرمایا کہ کیا مجلس عاملہ منتخب ہے یا امیر صاحب کی سفارش کے مطابق بنائی گئی ہے؟ حضور انور کی خدمت میں عرض کیا گیا کہ مجلس عاملہ منتخب ہوئی تھی۔

اس پر حضور انور نے امیر صاحب کو مخاطب کر کے فرمایا کہ کیا آپ جماعت کے قواعد وضوابط نہیں پڑھتے؟ اگر آپ ایسا کرتے ہیں تو سیکرٹری تعلیم کو اپنی ذمہ داری کا علم ہونا چاہیے تھا۔ اگر وہ نہیں جانتے تو یہ آپ کی غلطی ہے۔ آپ یہاں کیا کر رہے ہیں؟ آپ مشنری ہیں، امیر ہیں، آپ کو ان کی صحیح راہنمائی کرنی چاہیے۔ آپ نے خلیفۃ المسیح کی نمائندگی صرف ایک خاموش شخصیت کے طور پر نہیں کرنی۔

سیکرٹری تربیت کو مخاطب کرتے ہوئے حضور انور نے دریافت فرمایا کہ آپ کا پلان کیا ہے؟ انہوں نے بتایا کہ ان کا پلان افراد جماعت کو جلسہ جات یوم مصلح موعود، یوم مسیحِ موعود، یوم خلافت اور سیرت النبیؐ وغیرہ کی اہمیت کے بارے میں زیادہ سے زیادہ آگاہ کرنا ہے۔

اس پر حضور انور نے تلقین فرمائی کہ یہ بھی دیکھیں کہ آپ ممبران جماعت کے دینی علم اور روحانی معیار کو بڑھانے کے لیے کس طرح سے کوشش کر سکتے ہیں۔

حضور انور نے دریافت فرمایا کہ کیا کوئی سیکرٹری تعلیم القرآن و وقف عارضی نہیں ہے؟ امیر صاحب نے عرض کیا کہ سیکرٹری تعلیم و تربیت کے پاس یہ ذمہ داری بھی ہے۔

اس پر حضور انور نے توجہ دلائی کہ موصوف کے پاس تین ذمہ داریاں ہیں۔ مجھے نہیں لگتا کہ آپ کے پاس وہاں کوئی قحط الرجال ہے، افرادی قوت یا potential کی کمی ہے، آپ کے پاس وہاں کافی اچھا potential ہے۔ آپ کو مختلف عہدوں کے لیے مختلف لوگوں کا تقرر کرنا چاہیے۔

حضور انور نے امیر صاحب کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا کہ اب آپ ضرورت پڑنے پر اور اپنے کام کو مؤثر طریقے سے سرانجام دینے کے لیے مختلف عہدوں پر مختلف لوگوں کو مقرر کریں۔ اور اگر جماعت نے ایک ہی شخص کو مختلف عہدوں کے لیے منتخب کیا ہے، تو آپ مرکز سے پوچھ سکتے ہیں، مجھ سے اجازت لے لیں کہ اگرچہ جماعت نے ایک شخص کو مختلف عہدوں کے لیے منتخب کیا ہے لیکن ہمارا خیال ہے کہ فلاں شخص اس کے لیے موزوں ہو سکتا ہے لہٰذا کسی اَور

باقی صفحہ نمبر 15 پر ملاحظہ فرمائیں

خطبہ جمعہ

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرامؓ کو غزوۂ موتہ کے حالات و واقعات سے آگاہ کرتے ہوئے حضرت خالد بن ولیدؓ کا ذکر آنے پر اپنی انگلی مبارک بلند فرمائی اور فرمایا: اے اللہ! یہ تیری تلواروں میں سے ایک تلوار ہے۔ تُو اس کی مدد فرما۔ اس روز سے حضرت خالد بن ولیدؓ کو سیف اللہ کہا جانے لگا یعنی اللہ کی تلوار

حضرت جعفرؓ پہلے مسلمان تھے جنہوں نے راہ خدا میں اپنے گھوڑے کی کونچیں کاٹیں

’’قوموں میں جھنڈے کا بڑا ادب اور احترام کیا جاتا ہے۔ بعض دفعہ دشمن سے اس کا جھنڈا چھیننے کے لیے بڑی بڑی قربانیاں کی جاتی ہیں اور بعض دفعہ اپنا جھنڈا بچانے کے لیے بڑی بڑی قربانیاں کی جاتی ہیں اور یہ شرک نہیں ہوتا‘‘ (حضرت مصلح موعودؓ)

اس وقت میں، اس دور میں احمدیوں کو کثرت سے اپنی عبادتوں کی طرف توجہ دینی چاہیے

دنیا کے عمومی حالات کے لیے دعائیں جاری رکھیں

خاص طور پر آج کل پاکستان اور ہندوستان کے جو حالات ہیں اس کے لیے دعا کریں۔ اللہ تعالیٰ ظلم کا خاتمہ کرے۔ مظلوموں کی حفاظت فرمائے۔ حکومتوں کو عقل دے کہ جنگوں کی طرف بڑھنے کی بجائے صلح اور صفائی سے معاملات طے کریں۔ بین الاقوامی معاہدوں کی پاسداری کرنے والے ہوں

غزوۂ موتہ کے حالات و واقعات کے تناظر میں نبی کریم ﷺ کی سیرتِ مبارکہ کا بیان
نیز حالیہ پاک بھارت کشیدگی کے حوالے سے دعاؤں کی تحریک

مکرم محمد آصف صاحب شہید ابن رفیق احمد صاحب آف بھلیر ضلع قصور کا ذکر خیر اور نماز جنازہ غائب

پاکستان میں دہشت گردی کرنے والوں اور جماعت کی مخالفت کرنے والوں کی جرأت بڑھتی چلی جارہی ہے۔ اللہ تعالیٰ جلد ان کی پکڑ کے سامان فرمائے

خطبہ جمعہ سیّدنا امیر المومنین حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرمودہ 02 مئی 2025ء بمطابق 02 ہجرت 1404 ہجری شمسی بمقام مسجد مبارک، اسلام آباد ٹلفورڈ (سرے)، یوکے

(خطبہ کا یہ متن ادارہ بدر ادارہ الفضل انٹرنیشنل لندن کے شکریہ کے ساتھ شائع کررہا ہے)

اَشْھَدُ اَنْ لَّا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ وَاَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ

اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ۔ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ○ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ○ مٰلِکِ یَوْمِ الدِّیْنِ ○ اِیَّاکَ نَعْبُدُ وَاِیَّاکَ نَسْتَعِیْنُ ○ اِھْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِیْمَ ○ صِرَاطَ الَّذِیْنَ اَنْعَمْتَ عَلَیْھِمْ ۙ غَیْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَیْھِمْ وَلَا الضَّآلِّیْنَ ○

غزوۂ موتہ کا ذکر ہو رہا تھا۔ اس کے بارے میں مزید تفصیل اس طرح ہے کہ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عبداللہ بن رواحہؓ کو الوداع کہا تو حضرت عبداللہؓ نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! مجھے ایسی چیز کا حکم دیں جسے میں آپ کی طرف سے یاد کرلوں۔ آپؐ نے فرمایا۔ کل تم ایسے شہر پہنچو گے جہاں سجود کم ہوتے ہیں وہاں سجود کثرت سے کرنا۔ اب یہ بہت بڑی نصیحت ہے۔ آجکل کے اس زمانے میں ہم جن ملکوں میں رہ رہے ہیں یہاں بھی یہی حال ہے اللہ تعالیٰ کو لوگ بھلا بیٹھے ہیں۔ اس وقت میں، اس دور میں احمدیوں کو کثرت سے اپنی عبادتوں کی طرف توجہ دینی چاہیے۔

پھر انہوں نے عرض کیا کہ اے اللہ کے رسولؐ! اَور وصیت فرمائیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ کا ذکر کیا کرو۔ یہ ہر اس معاملے میں جسے تم چاہو تمہارا مددگار ہوگا۔ ذکر الٰہی بہت ضروری چیز ہے۔ جب حضرت عبداللہ جانے لگے تو واپس آئے اور عرض کیا اے اللہ کے رسولؐ! اللہ وتر ہے اور وتر کو پسند کرتا ہے۔ تو آپؐ نے فرمایا سوال کرتے جاؤ گے اے ابن رواحہ! اب بس کرو۔ جب تُو عاجز آ جائے اور اگر تُو نے دس آدمیوں سے برائی کی ہو تو ایک سے نیکی کرنے سے عاجز نہ آنا۔ یعنی اتنی برائیوں کے بعد بھی اللہ تعالیٰ کی خاطر اگر نیکی کرو گے اللہ تعالیٰ کا خوف دل میں ہوگا تو اللہ تعالیٰ معاف کرنے والا ہے۔ پس اللہ تعالیٰ نیکی کرنے والوں کو بخشتا ہے اس کی رحمت بڑی وسیع ہے۔ حتی الوسع اس کوشش میں رہو کہ نیکی کرنی ہے اور برائی سے بچنا ہے۔ یہ نہیں کہ ہر دفعہ دس برائیاں کرو اور اس کے بعد کہو کہ ایک نیکی کرلی۔ نہیں۔ بلکہ حقیقی توبہ کرنے والا برائیاں کرنے کے بعد پھر برائیوں سے بچنے کی کوشش کرتا ہے اور نیکی کرتا ہے تاکہ اللہ تعالیٰ کا فضل حاصل کرنے والا بنے۔ بہرحال آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جب یہ فرمایا کہ تُو ایک سے نیکی کرنے سے عاجز نہ آنا اس پر حضرت عبداللہ نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! میں اس کے بعد آپ سے کوئی سوال نہیں کروں گا۔

(سبل الھدیٰ والرشاد جلد 6 صفحہ 146، 147 دار الکتب العلمیۃ بیروت)

لوگوں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے مقرر کردہ امراء کو الوداع کہا۔ حضرت عبداللہ بن رواحہ کو الوداع کہا گیا تو وہ رونے لگے۔ صحابہؓ نے پوچھا کہ آپ کو کیا چیز رُلا رہی ہے؟ انہوں نے کہا کہ اللہ کی قسم! مجھے نہ دنیا سے محبت ہے اور نہ ہی تم سے لیکن میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ آیت پڑھتے ہوئے سنا ہے جس میں آگ کا ذکر ہے کہ وَاِنْ مِّنْکُمْ اِلَّا وَارِدُھَا ۚ کَانَ عَلٰی رَبِّکَ حَتْمًا مَّقْضِیًّا (مریم:72)۔ یعنی اور تم میں سے کوئی نہیں مگر وہ ضرور اس پر اترنے والا ہے۔ یہ تیرے رب پر ایک طے شدہ فیصلے کے طور پر فرض ہے۔ کہنے لگے کہ یہ حالات ہونے ہیں تو میں نہیں جانتا کہ وارد ہونے کے بعد میری واپسی کیسی ہوگی۔ اس پر مسلمانوں نے کہا کہ اللہ تمہارے ساتھ ہو اور وہ اسے تم لوگوں سے دور کرے یعنی برائیوں کو اور تم لوگ ہماری طرف صالح ہونے کی حالت میں آؤ۔

(سبل الھدیٰ والرشاد جلد 6 صفحہ 145 دار الکتب العلمیۃ بیروت)

الوداع کہنے والوں نے ساروں کو دعا دی۔ یہ خوف تھا ان میں ورنہ مومن کے لیے تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وہ دوزخ میں نہیں جائے گا۔ یہاں مراد یہ ہے کہ مومن دوزخ کا حصہ اس دنیا میں کافروں کی تکالیف کی وجہ سے بھی پا لیتے ہیں اور مرنے کے بعد کی دوزخ ان سے بہت دور ہوتی ہے۔ صحابہؓ نے اس بات کو سمجھتے ہوئے کہا تھا کہ یہ دنیاوی تکلیف بھی اللہ تعالیٰ تم سے دور کرے اور تم ہماری طرف صالح ہونے کی حالت میں آؤ۔ اللہ تعالیٰ کا فضل تمہارے ساتھ ہو۔

لکھا ہے کہ حضرت عبداللہ بن رواحہؓ نماز جمعہ کے بعد مدینہ سے گئے تھے۔ حضرت ابن عباس سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مہم میں موتہ کی طرف اصحاب کو بھیجا جس میں حضرت عبداللہ بن رواحہ بھی شامل تھے۔ جمعہ کا دن تھا۔ مہم میں شامل باقی اصحاب تو روانہ ہو گئے۔ عبداللہ بن رواحہ نے کہا کہ پیچھے رہ کر جمعہ کی نماز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ادا کر کے میں ان سے جاملوں گا۔ پھر جب وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ نماز پڑھ رہے تھے تو آپؐ نے انہیں دیکھ کر فرمایا۔ تجھے کس چیز نے اپنے ساتھیوں کے ساتھ روانہ ہونے سے روک دیا؟ انہوں نے عرض کیا کہ میری خواہش تھی کہ میں آپ کے ہمراہ نماز جمعہ ادا کروں پھر ان سے جاملوں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ زمین میں جو کچھ ہے اگر تم وہ سب خرچ کر ڈالو تو جو لوگ مہم پر روانہ ہو گئے ہیں تم ان کے فضل کو نہیں پا سکتے۔ (سنن الترمذی ابواب الجمعۃ باب ماجاء فی السفر یوم الجمعۃ حدیث 527) یعنی کہ جب میں نے مہم روانہ کر دی تو تمہارا فرض تھا کہ یہ نہ کہتے کہ میں جمعہ پڑھ لوں بلکہ فوراً روانہ ہو جانا چاہیے تھا۔

حضرت خالد بن ولیدؓ کا پہلی بار مسلمانوں کے ساتھ مل کر جنگ کرنے کا ذکر ملتا ہے۔ حضرت خالد بن ولید مشہور شہسوار تھے۔ وہ بھی اس لشکر کے ایک عام سپاہی تھے۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جب اس لشکر کو اکٹھا کیا تو حضرت خالد کو اسلام میں داخل ہوئے ابھی تین ماہ ہی ہوئے تھے۔

(غزوہ مؤتہ از علامہ محمد باشمیل صفحہ 273 نفیس اکیڈمی کراچی)

جب مسلمان مدینہ سے کچھ دور پہنچے تو دشمن کو ان کی خبر ہوگئی اور وہ مقابلے کے لیے تیاری کرنے لگے۔ معلوم ہوتا ہے کہ منافقین مدینہ اور یہود نے مسلمانوں کے اکٹھا ہونے اور ان کے شام کی طرف مارچ کرنے کی خبر اڑا دی تھی تاکہ یہ جو مقابلے پہ عیسائی تھے وہ اپنا بچاؤ کا سامان کرلیں۔

شرحبیل بن عمرو جزیرہ عرب سے ملحق شام کے جنوبی علاقوں پر رومیوں کا گورنر تھا۔ اسے مدینہ کے رومی جاسوسوں سے اس لشکر کے مارچ کرنے کی اطلاع ملی۔ اس نے رومیوں کو اطلاع دینے کے لیے آدمی بھیجا کہ مسلمان شام کی

طرف مارچ کرر ہے ہیں۔ پھر وہ رومیوں کے دوست قبائل سے شام کے جنوب میں فوج اکٹھی کرنے لگا۔ پھر خود اس نے اسی وقت اپنے بھائی کو اپنے بعض آدمیوں کے ہمراہ ہراول دستے کے طور پر بھیجا کہ وہ اس کے لیے اسلامی فوج کی خبریں معلوم کریں۔ (غزوہ مؤتہ از علامہ باشمیل صفحہ 277-278 نفیس اکیڈمی کراچی)

یہ بھی لکھا ہے کہ دوسری طرف شرحبیل بن عمرو نے ایک لاکھ سے زائد افراد کا لشکر تیار کیا۔ جب مسلمان وادی القریٰ میں پہنچے تو شرحبیل نے اپنے بھائی سُدوس کو پچاس مشرکین کے ساتھ بھیجا۔ انہوں نے مسلمانوں سے جنگ کی۔ سدوس کے ساتھیوں کو شکست ہوئی اور وہ خود بھی قتل ہو گیا۔ مسلمان بھی آگے بڑھے اور شام کے علاقہ مَعان میں پہنچے۔ یہ جگہ موتہ سے پہلے واقع ہے۔ یہاں صحابہؓ کو دشمن کی کثرت اور ان کے جمع ہونے کا علم ہوا اور ان کو خبر ملی کہ ہرقل ایک لاکھ رومیوں کے ساتھ بلقاء کے علاقہ مآب میں آیا ہوا ہے اور اس کے ساتھ مختلف قبائل سے ایک لاکھ عرب بھی مل گئے ہیں۔

علامہ زرقانی کہتے ہیں کہ ممکن ہے کہ یہ ایک لاکھ کا لشکر وہی ہو جسے شرحبیل نے اکٹھا کیا تھا۔ مسلمانوں نے دو راتیں مُعان میں قیام کیا اور وہ اس معاملے پہ غور و فکر کرتے رہے۔ بعض نے کہا کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خط لکھ کر ساری خبر دے دیتے ہیں۔ آپؐ مزید لشکر بھیج کر ہماری مدد کریں یا کوئی اَور حکم فرمائیں گے جسے ہم کر گزریں گے۔ حضرت عبداللہ بن رواحہؓ نے انہیں آگے بڑھنے کے لیے ہمت دی اور کہا اے میری قوم! اللہ کی قسم جس چیز کو تم اب ناپسند کر رہے ہو اسی کے حصول کے لیے تم نکلے تھے۔ تم شہادت کی آرزو لے کر نکلے ہو۔ ہم لوگوں سے تعداد یا قوت سے جہاد نہیں کرتے۔ انہوں نے کہا کہ ہمارا جو جہاد ہوتا ہے وہ تعداد کی وجہ سے نہیں ہوتا یا طاقت کی وجہ سے نہیں ہوتا بلکہ اس دینِ حق کے ساتھ ان سے جہاد کرتے ہیں جس کے ساتھ رب تعالیٰ نے ہم کو عزت بخشی ہے۔ آگے بڑھو تمہیں دو بھلائیوں میں سے ایک نصیب ہوگی۔ غلبہ یا شہادت۔ یہ دونوں مقام برے نہیں ہیں۔ صحابہ کرام نے کہا بخدا! ابن رواحہ نے سچ کہا۔ صحابہ کرام آگے روانہ ہو گئے۔ جب تُخُوْمُ الْبَلْقَاء پہنچے تو انہیں ہرقل کے لشکر ملے جو اہل روم اور اہل عرب پر مشتمل تھے۔ یہ بستی بلقاء کی بستیوں میں سے ایک تھی جسے مشارف کہا جاتا تھا۔ دشمن قریب ہوا تو مسلمان اس بستی کی طرف ہٹ گئے جسے موتہ کہا جاتا تھا۔ وہاں ہی یہ معرکہ حق و باطل ظہور پذیر ہوا۔ مسلمانوں نے مشرکین کے لیے تیاری کی۔ حضرت ابوہریرہؓ اس جنگ میں شریک ہوئے تھے۔ وہ بیان کرتے ہیں کہ جب دشمن ہمارے قریب ہوا تو ہم نے اتنی کثیر تعداد اور اتنی عمدہ تیاری اسلحہ گھوڑے ریشم دیباج اور سونا نہ دیکھا تھا۔ یہاں تک کہ میری آنکھیں چندھیا گئیں۔ مجھے حضرت ثابتؓ بن اقرم نے کہا: ابوہریرہ! تم کثیر لشکر دیکھ رہے ہو؟ سوال کیا۔ میں نے کہا ہاں۔ انہوں نے کہا تم نے ہمارے ساتھ غزوۂ بدر میں شرکت نہیں کی۔ ہم کثرت کی وجہ سے غالب نہیں آئے تھے۔

ابن اسحاق نے لکھا ہے مسلمانوں نے مشرکین کے لیے تیاری کی اور لشکر کے دائیں اور بائیں حصے پر نگران متعین کیے گئے۔

حضرت زیدؓ کی شہادت کے بارے میں لکھا ہے۔ پھر لوگ باہم نبرد آزما ہو گئے انہوں نے سخت قتال کیا۔ حضرت زید بن حارثہؓ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے عَلَم کے ساتھ جہاد کیا یہاں تک کہ دشمن کے نیزوں کی وجہ سے جامِ شہادت نوش کر گئے۔ پھر حضرت جعفرؓ نے عَلَمِ اسلام تھاما اور جہاد کیا۔ جب قتال ان کی رکاوٹ بنا تو اپنے گھوڑے شقراء سے نیچے اتر آئے۔ اس کی کونچیں کاٹ دیں پھر جہاد کیا یہاں تک کہ وہ شہید ہو گئے۔

حضرت جعفرؓ پہلے مسلمان تھے جنہوں نے راہ خدا میں اپنے گھوڑے کی کونچیں کاٹیں۔

قبیلہ بنو مُرَّۃ بن عوف میں سے ایک شخص نے غزوۂ موتہ میں شرکت کی تھی۔ انہوں نے کہا گویا کہ مَیں اب بھی حضرت جعفر کو دیکھ رہا ہوں جب وہ اپنے شقراء گھوڑے سے نیچے اترے، اس کی کونچیں کاٹیں پھر جہاد کیا یہاں تک کہ وہ شہید ہو گئے۔ اس وقت وہ یہ اشعار پڑھ رہے تھے۔

يَا حَبَّذَا الْجَنَّةُ وَاقْتِرَابُهَا　　طَيِّبَةً وَبَارِدًا شَرَابُهَا
وَالرُّوْمُ رُوْمٌ قَدْ دَنَا عَذَابُهَا　　كَافِرَةٌ بَعِيْدَةٌ أَنْسَابُهَا
عَلَيَّ إِذْ لَاقَيْتُهَا ضِرَابُهَا

یعنی جنت اور اس کے قرب کے کیا کہنے۔ اس کا پانی کتنا پاکیزہ اور ٹھنڈا ہے۔ رومی رومی ہیں ان کا عذاب قریب آ گیا ہے۔ وہ کافر ہیں۔ اُن کا نسب بہت زیادہ دور ہے۔ مجھ پر لازم ہے کہ جب میں ان سے جنگ کروں تو انہیں ضرب لگاؤں۔ ایک روایت میں ہے۔ حضرت ابو عامر بیان کرتے ہیں کہ حضرت جعفر نے ہتھیار زیب بدن کیا پھر مشرکین پر حملہ کر دیا۔ جب انہیں خدشہ لاحق ہوا کہ وہ دشمن میں مل جائیں گے تو انہوں نے ہتھیار پھینک دیے۔ انہوں نے دشمن پر حملہ کیا اور نیزہ بازی کی حتی کہ شہید ہو گئے۔

ارشاد باری تعالیٰ

اِنَّ الَّذِیۡنَ کَفَرُوۡا سَوَآءٌ عَلَیۡہِمۡ ءَاَنۡذَرۡتَہُمۡ اَمۡ لَمۡ تُنۡذِرۡہُمۡ لَا یُؤۡمِنُوۡنَ ○

ترجمہ: یقیناً وہ لوگ جنہوں نے کفر کیا (اس حال میں کہ) برابر ہے اُن پر خواہ تُو انہیں ڈرائے یا نہ ڈرائے، وہ ایمان نہیں لائیں گے۔ (سورۃ البقرہ: 7)

طالب دعا : مقصود احمد ڈار (جماعت احمدیہ شورت، صوبہ جموں کشمیر)

ابن ہشام نے روایت کیا ہے کہ حضرت جعفر بن ابو طالبؓ نے اپنے دائیں ہاتھ میں جھنڈا تھاما۔ وہ ہاتھ کٹ گیا پھر بائیں ہاتھ میں جھنڈا تھام لیا۔ وہ بھی کٹ گیا۔ پھر اسے اپنی کہنیوں کے ساتھ سینے سے چمٹا لیا حتی کہ شہید ہو گئے۔ اس وقت ان کی عمر تینتیس سال تھی۔ ان بازوؤں کے عوض اللہ تعالیٰ نے انہیں دو پَر عطا کر دیے۔ وہ ان کے ساتھ جنت میں جہاں چاہتے اڑتے۔ یہ بھی کہا جاتا ہے کہ ایک رومی نے ان پر ایک ضرب لگائی اور انہیں دو حصوں میں تقسیم کر دیا۔

امام بخاری اور امام بیہقی نے حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے روایت کی ہے وہ بیان کرتے ہیں کہ مَیں اس غزوے میں شریک تھا۔ ہم نے حضرت جعفرؓ کو تلاش کیا۔ ہم نے انہیں شہداء میں پایا۔ ہم نے دیکھا کہ ان کے جسم پر ساٹھ سے زائد نیزوں اور تیروں کے زخم تھے۔ دوسری روایت میں ہے کہ میں نے ان کے جسم پر نیزے اور تلوار کے پچاس زخم گنے۔ ان میں سے کوئی بھی زخم ان کی پیٹھ پر نہ تھا۔ سب سامنے تھے۔ جب حضرت جعفر شہید ہو گئے تو اسلام کا جھنڈا حضرت عبداللہ بن رواحہؓ نے تھام لیا تھا۔ لکھا ہے کہ وہ اپنے گھوڑے پر آگے بڑھے، پہلے بھی بیان ہو چکا ہے کہ حضرت عبداللہ بن رواحہ حضرت جعفر کے بعد کمانڈر بنے۔ ان کے نفس میں تردّد آیا، تھوڑا سا شک پیدا ہوا، خوف پیدا ہوا تو انہوں نے یہ اشعار پڑھے۔ جن کا ترجمہ یہ ہے کہ اے نفس! میں نے قسم اٹھائی ہے کہ تو ضرور میدان جنگ میں اترے گا۔ خوشی سے اترے گا یا تجھے مجبور کیا جائے گا۔ اگر لوگ اکٹھے ہو جائیں اور کمانیں کَس لیں تو کیا ہے کہ میں تجھے دیکھتا ہوں کہ تُو جنت کو پسند نہیں کر رہا۔ تجھے بڑا شک پڑ رہا ہے۔ پھر شعروں میں ہی انہوں نے کہا کہ طویل مدت سے تُو اس پر مطمئن تھا۔ تو ایک پرانے مشکیزے سے ٹپکنے والا ایک قطرہ ہے۔ بہرحال یہ پڑھنے کے بعد وہ اپنے گھوڑے سے نیچے اترے تو حضرت ابن عمر ایک ہڈی والا گوشت لے کر آئے اور انہوں نے کہا اس سے اپنی کمر مضبوط کر لیں۔ ذرا تھوڑی سی طاقت پیدا ہو جائے گوشت کھانے سے۔ بھنا ہوا تھا۔ ان ایام میں آپ کو مشکل حالات کا سامنا کرنا پڑا ہے۔ انہوں نے وہ ہڈی والا گوشت لیا، اس سے کچھ حصہ توڑا پھر لوگوں میں ایک جانب ٹکراؤ کی آواز سنی۔ آواز سنی کہ جنگ شروع ہو چکی ہے اور تلواریں چل رہی ہیں تو اپنے نفس سے انہوں نے کہا کہ تُو ابھی بھی دنیا میں ہے۔ گوشت کھانے میں لگا ہوا ہے۔ لوگ تلواروں سے لڑ رہے ہیں۔ تو انہوں نے فوراً اس ہڈی کو اپنے ہاتھ سے پھینک دیا۔ اور اپنی تلوار تھامی۔ آگے بڑھے اور لڑائی شروع کر دی یہاں تک کہ شہید ہو گئے اور ان کے ہاتھ سے جھنڈا گر پڑا۔ مسلمان اور مشرکین باہم مل گئے۔ بعض افراد پسپا ہو گئے۔ اس پر حضرت قطبہ بن عامر پکار پکار کر کہنے لگے۔ اے قوم! پیٹھ پھیر کر قتال کرنے کی بجائے آگے بڑھ کر قتال کرنا زیادہ بہتر ہے۔ انہوں نے جوش دلایا۔ ایک روایت کے مطابق حضرت زید، جعفر اور عبداللہ رضی اللہ عنہم کو ایک ہی قبر میں دفن کیا گیا۔

حضرت ابو عامرؓ بیان کرتے ہیں کہ جب حضرت عبداللہ بن رواحہ شہید ہو گئے تو مسلمانوں کو بری طرح ہزیمت اٹھانا پڑی۔ یہ کہتے ہیں کہ مَیں نے دو افراد کو بھی اکٹھا نہ دیکھا۔ بالکل بکھر گئے تھے۔ ایک انصاری شخص نے جھنڈا اٹھا لیا۔ وہ دوڑ کر آیا، اس نے لوگوں کے آگے آ کے جھنڈا گاڑ دیا۔ پھر کہا اے لوگو! میری طرف آؤ۔ لوگ اس کے پاس جمع ہو گئے۔ جب جھنڈا آ گیا تو پھر مسلمان لوگ اکٹھے ہونے لگے۔ جب ان کی تعداد زیادہ ہو گئی تو وہ حضرت خالد بن ولیدؓ کے پاس گئے۔ حضرت خالد نے اس انصاری سے کہا میں اسے تم سے نہیں لوں گا۔ تم اس کے زیادہ مستحق ہو۔ اس انصاری نے کہا کہ اللہ کی قسم! مَیں نے اسے تمہارے لیے پکڑا ہے۔ میں نے تو پکڑا ہی آپ کے لیے ہے۔ بہرحال حضرت خالد کی امارت، مشرکین کو شکست اور اللہ تعالیٰ کا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فتح کا علم دینا اس بارے کی تفصیل بھی بیان ہوئی ہے۔

لکھا ہے کہ حضرت ابو یُسر انصاریؓ بیان کرتے ہیں کہ جب حضرت عبداللہ بن رواحہ شہید ہو گئے تو میں نے اسلام کا جھنڈا حضرت ثابت بن اقرم کو دیا۔ حضرت ثابتؓ نے حضرت خالد بن ولیدؓ سے کہا: آپ فنونِ جنگ سے مجھ سے زیادہ آشنا ہیں۔ چنانچہ وہ جھنڈا حضرت خالد بن ولید کو دے دیا گیا۔ ابنِ اسحاق کہتے ہیں کہ جب حضرت خالد بن ولیدؓ نے جھنڈا تھاما تو انہوں نے لوگوں کا دفاع کیا، انہیں سمیٹ کر اکٹھا کیا پھر اپنے لشکر کو ایک طرف ہٹا لیا اور دشمن بھی ان سے پیچھے ہٹ گیا اور وہ لوگوں کو بچا کر واپس لے آئے۔ ابن اسحاق کے مطابق یہ دور ہٹنا ہی دراصل رومیوں سے بچنا تھا کیونکہ مسلمان اس وقت دو لاکھ سے زائد رومیوں میں مل چکے تھے یعنی کہ بالکل آپس میں گتھم گتھا تھے جبکہ مسلمانوں کی کل تعداد تین ہزار تھی۔ اس اعتبار سے اس سریہ کو فتح اور نصرت کہا گیا ہے کیونکہ دشمن نے مسلمانوں کو گھیر لیا تھا۔ وہ ان پر جمع ہو چکے تھے اور عموماً ایسے حالات میں سارے مسلمان شہید ہو سکتے تھے۔ احتمال بھی یہی تھا لیکن ایسا کہنا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اس فرمان کے خلاف تھا کہ یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ تمہیں فتح عطا کر دے۔ مطلب یہی تھا کہ تم لوگ بچ تو جاؤ گے۔ فتح کے بھی کئی مختلف پہلو ہوتے ہیں۔ اکثر سیرت نگار لکھتے ہیں کہ حضرت خالد اور ان کے ساتھیوں نے دشمن کے ساتھ قتال کیا حتی کہ انہیں شکست سے دوچار کر دیا۔

حضرت ابو عامر نے بیان کیا کہ جب حضرت خالدؓ نے جھنڈا تھام لیا تو دشمن پر حملہ کر دیا۔ اللہ تعالیٰ نے دشمن کو بری طرح شکست دی۔ ایسی شکست میں نے کبھی نہ دیکھی تھی۔ حتیٰ کہ مسلمانوں نے انہیں اس طرح قتل کیا جیسے انہوں نے چاہا۔

یہ بھی روایت ہے اور حضرت خالد کی حکمت عملی کے بارے میں، جنگی حکمت عملی کے بارے میں ایک روایت یہ بھی ہے، لکھا ہے کہ حضرت خالدؓ نے موتہ میں فوج کی دوبارہ تنظیم کی اور شہسواروں کا ایک دستہ منتخب کیا اور انہیں حکم دیا کہ وہ رازداری سے راتوں رات جنوب میں جزیرۂ عرب کی جانب اسلامی فوج کے پیچھے ایسی جگہ پڑاؤ کریں جہاں

رومی نہ دیکھ سکیں۔ حضرت خالدؓ نے انہیں حکم دیا کہ متعدد دستوں میں تقسیم ہو کر اسلامی لشکر کے پیچھے سے موتہ کی طرف آئیں اور انتہائی بلند آواز سے تکبیرات بلند کریں اور اپنے گھوڑوں کو مٹی والی جگہوں پر دوڑائیں تا کہ بہت غبار اٹھے۔ ان باتوں سے حضرت خالد کا مقصد یہ تھا کہ دشمن یہ سمجھے کہ مسلمانوں کی مدد کے لیے مزید کمک آگئی ہے۔ حضرت ابن عمرؓ بیان کرتے ہیں کہ حضرت خالدؓ نے لشکر کو از سرنو منظم کرتے ہوئے لشکر کے اگلے حصے کو پیچھے اور پچھلے حصے کو آگے کر دیا اور اس طرح دائیں حصے کو بائیں اور بائیں حصے کو دائیں کر دیا۔ دشمن یہ دیکھ کر تعجب میں پڑ گیا۔ انہوں نے سمجھا کہ شاید مسلمانوں کو مدد مل گئی ہے۔ مختلف لوگ سامنے آگئے ہیں تو وہ مرعوب ہو گئے اور انہیں شکست ہو گئی۔

حضرت انسؓ سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت زیدؓ اور حضرت جعفرؓ اور حضرت ابن رواحہؓ کے شہید ہونے کا لوگوں کو بتایا اس سے پہلے کہ لوگوں کے پاس ان کی کوئی خبر آتی۔ آپؐ نے فرمایا: زیدؓ نے جھنڈا لیا اور وہ شہید ہو گئے۔ پھر جعفرؓ نے لیا وہ بھی شہید ہو گئے۔ پھر ابن رواحہؓ نے لیا وہ بھی شہید ہو گئے اور آپؐ کی آنکھیں آنسو بہا رہی تھیں۔ فرمایا یہاں تک کہ جھنڈا اللہ کی تلواروں میں سے ایک تلوار نے لیا یہاں تک کہ اللہ نے ان کو فتح دے دی۔ یہ بخاری کی روایت ہے۔ حضرت ابوقتادہؓ بیان کرتے ہیں کہ پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی انگلی مبارک بلند فرمائی اور فرمایا:

اے اللہ! یہ تیری تلواروں میں سے ایک تلوار ہے۔ تُو اس کی مدد فرما۔

اس روز سے حضرت خالد بن ولیدؓ کو سیف اللہ کہا جانے لگا، یعنی اللہ کی تلوار۔

ایک روایت کے مطابق یہ جنگ سات روز تک جاری رہی۔

(سبل الھدیٰ والرشاد جلد 6 صفحہ 147 تا 151 دار الکتب العلمیة بیروت)

(فرہنگ سیرت از سید فضل الرحمٰن صاحب، صفحہ 279)

(صحیح البخاری کتاب المغازی ، باب غزوۃ موتہ من ارض الشام، 4260، 4262)

(فتح الباری از ابن حجر، جلد 9 صفحہ 654 کتاب المغازی، باب غزوۃ المؤتہ، زیر حدیث 4262)

(ماخوذ از غزوہ موتہ از باشمیل صفحہ 328 نفیس اکیڈمی کراچی)

(شرح زرقانی جلد 3 صفحہ 343 دار الکتب العلمیة بیروت)

حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بھی اس کے بارے میں بیان فرمایا ہے۔ فرمایا کہ ”یہ پہلا لشکر تھا جو اسلام کی طرف سے عیسائیت کے مقابلہ کے لیے نکلا۔ جب یہ لشکر شام کی سرحد پر پہنچا تو اسے معلوم ہوا کہ قیصر بھی اِس طرف آیا ہوا ہے اور ایک لاکھ رومی سپاہی اس کے ساتھ ہیں اور ایک لاکھ کے قریب عرب کے عیسائی قبائل کے سپاہی بھی اس کے ساتھ ہیں۔ اس پر مسلمانوں نے چاہا کہ وہ راستہ میں ڈیرہ ڈال دیں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اطلاع دیں تا کہ اگر آپؐ نے کوئی اور مدد بھیجنی ہو تو بھیج دیں اور اگر کوئی حکم دینا ہو تو اس سے اطلاع دیں۔ جب یہ مشورہ ہو رہا تھا تو عبداللہ بن رواحہؓ جوش سے کھڑے ہو گئے اور کہا اے قوم! تم اپنے گھروں سے خدا کے راستہ میں شہید ہونے کے لیے نکلے تھے اور جس چیز کے لیے تم نکلے تھے اب اس سے گھبرا رہے ہو اور“، پھر انہوں نے کہا کہ ”ہم لوگوں سے اپنی تعداد اور اپنی قوت اور اپنی کثرت کی وجہ سے تو لڑائیاں نہیں کرتے رہے۔ ہم تو اس دین کی مدد کے لیے دشمنوں سے لڑتے رہے ہیں جو خدا تعالیٰ نے اپنے فضل سے ہمارے لیے نازل کیا ہے۔ اگر دشمن زیادہ ہے تو ہوا کرے۔ آخر دو نیکیوں میں سے ہم کو ایک ضرور ملے گی یا ہم غالب آجائیں گے یا ہم خدا کی راہ میں شہید ہو جائیں گے۔ لوگوں نے ان کی یہ بات سن کے کہا ابن رواحہؓ بالکل سچ کہتے ہیں اور فوراً کوچ کا حکم دے دیا گیا۔ جب وہ آگے بڑھے تو رومی لشکر انہیں اپنی طرف بڑھتا ہوا نظر آیا تو مسلمانوں نے موتہ کے مقام پر اپنی فوج کی صف بندی کر لی اور لڑائی شروع ہو گئی۔ تھوڑی ہی دیر میں زید بن حارثہؓ جو مسلمانوں کے کمانڈر تھے مارے گئے۔ تب اسلامی فوج کا جھنڈا جعفر بن ابی طالبؓ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا زاد بھائی“ تھے انہوں ”نے اپنے ہاتھ میں لے لیا اور فوج کی کمان سنبھال لی۔ جب انہوں نے دیکھا کہ دشمن کی فوج کا ریلا بڑھتا چلا جاتا ہے اور مسلمان اپنی تعداد کی قلت کی وجہ سے ان کے دباؤ کو برداشت نہیں کر سکتے تو آپ جوش سے گھوڑے سے کود پڑے اور اپنے گھوڑے کی ٹانگیں کاٹ دیں۔ جس کے معنی یہ تھے کہ کم سے کم میں تو اِس میدان سے بھاگنے کے لیے تیار نہیں ہوں۔ میں موت کو پسند کروں گا مگر بھاگنے کو پسند نہیں کروں گا۔ یہ ایک عربی رواج تھا۔ وہ گھوڑے کی ٹانگیں اِس لیے کاٹ دیتے تھے تا کہ وہ بغیر سوار کے اِدھر اُدھر بھاگ کر لشکر میں تباہی نہ مچائے“ گھوڑا ابھی تباہی نہ مچائے۔ اس لیے صرف اترتے نہیں تھے ان کی ٹانگیں بھی کاٹ دیتے تھے۔ ”تھوڑی دیر کی لڑائی میں آپ کا دایاں بازو کاٹا گیا۔ تب آپ نے بائیں ہاتھ سے جھنڈا پکڑ لیا۔ پھر آپ کا بایاں ہاتھ بھی کاٹا گیا تو آپ نے دونوں ہاتھ کے ٹنڈوں سے جھنڈے کو اپنے سینہ سے لگا لیا اور میدان میں کھڑے رہے یہاں تک کہ آپ شہید ہو گئے۔ تب عبداللہ بن رواحہؓ نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم کے ماتحت جھنڈے کو پکڑ لیا اور وہ بھی دشمن سے لڑتے لڑتے مارے گئے۔ اس وقت مسلمانوں کے لیے کوئی موقع نہ تھا کہ وہ مشورہ کر کے کسی کو اپنا سردار مقرر کرتے اور قریب تھا کہ دشمن کے لشکر کی کثرت کی وجہ سے مسلمان میدان چھوڑ جاتے کہ خالد بن ولید نے ایک دوست کی تحریک پر جھنڈا پکڑ لیا اور شام تک دشمن کا مقابلہ کرتے رہے۔

دوسرے دن پھر خالد اپنے تھکے ہوئے اور زخم خوردہ لشکر کو لے کر دشمن کے مقابلہ کے لیے نکلے اور انہوں نے یہ ہوشیاری کی کہ لشکر کے اگلے حصہ کو پیچھے کر دیا اور پچھلے حصہ کو آگے کر دیا اور دائیں کو بائیں اور بائیں کو دائیں اور اس طرح نعرے لگائے کہ دشمن سمجھا کہ مسلمانوں کو اَور مدد پہنچ گئی ہے۔ اس پر دشمن پیچھے ہٹ گیا اور خالدؓ اسلامی لشکر کو بچا کر واپس لے آئے۔“ دشمن خود ہی پیچھے چلا گیا۔ مسلمانوں نے پیچھا نہیں کیا۔ بہر حال یہ بھی نہیں کہ ان سے ڈرے بلکہ دشمن خود ہی ہٹ کے پیچھے چلا گیا تھا۔

”رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالیٰ نے اس واقعہ کی خبر اسی دن وحی کے ذریعہ سے دے دی اور آپ نے اعلان کر کے سب مسلمانوں کو مسجد میں جمع کیا۔ جب آپ ممبر پر چڑھے تو آپ کی آنکھوں سے آنسو بہہ رہے تھے۔ آپ نے فرمایا اے لوگو! میں تم کو اس جنگ میں جانے والے لشکر کے متعلق خبر دیتا ہوں۔ وہ لشکر یہاں سے جا کر دشمن کے مقابل کھڑا ہوا اور لڑائی شروع ہونے پر پہلے زیدؓ مارے گئے۔ پس تم لوگ زیدؓ کے لیے دعا کرو۔“ آپؐ نے فرمایا۔ ”پھر جھنڈا جعفرؓ نے لے لیا اور دشمن پر حملہ کیا یہاں تک کہ وہ بھی شہید ہو گئے پس تم ان کے لیے بھی دعا کرو۔ پھر جھنڈا عبداللہ بن رواحہؓ نے لیا اور خوب دلیری سے لشکر کو لڑایا مگر آخر وہ بھی شہید ہو گئے پس تم ان کے لیے بھی دعا کرو۔ پھر جھنڈا خالد بن ولیدؓ نے لیا۔ اس کو میں نے کمانڈر مقرر نہیں کیا تھا مگر اس نے خود ہی اپنے آپ کو کمانڈر مقرر کر لیا لیکن وہ خدا تعالیٰ کی تلواروں میں سے ایک تلوار ہے۔“

تفصیل اس کی لکھی ہے کہ دوست کی تحریک پر کس طرح یہ ہوا۔ لکھا ہے۔ ”پس وہ خدا تعالیٰ کی مدد سے اسلامی لشکر کو بحفاظت واپس لے آئے۔ آپ کی اِس تقریر کی وجہ سے خالدؓ کا نام مسلمانوں میں سیف اللہ یعنی خدا کی تلوار مشہور ہو گیا۔ چونکہ خالد آخر میں ایمان لائے تھے۔ اس لیے بعض صحابہ ان کو مذاقاً یا کسی جھگڑے کے موقع پر اس کا طعنہ دے دیا کرتے تھے۔ ایک دفعہ کسی ایسی ہی بات پر حضرت عبدالرحمن بن عوفؓ سے ان کی تکرار ہو گئی۔ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے خالد کی شکایت کی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا خالد! تم اِس شخص کو جو کہ بدر کے وقت سے اسلام کی خدمت کر رہا ہے کیوں دکھ دیتے ہو؟ اگر تم احد کے برابر بھی سونا خرچ کرو تو اِس کے برابر خدا تعالیٰ سے انعام حاصل نہیں کر سکتے۔ اِس پر خالدؓ نے کہا یا رسول اللہ! یہ مجھے طعنہ دیتے ہیں تو پھر میں بھی جواب دیتا ہوں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ تم لوگ خالد کو تکلیف نہ دیا کرو۔“ خالد کی بھی دلداری کی آپؐ نے۔ ”یہ اللہ تعالیٰ کی تلواروں میں سے ایک تلوار ہے جو خدا تعالیٰ نے کفار کی ہلاکت کے لیے کھینچی ہے۔ یہ پیشگوئی چند سالوں بعد حرف بحرف پوری ہوئی۔ جب خالد اپنے لشکر کو واپس لائے تو مدینہ کے صحابہؓ جو ساتھ نہ گئے تھے انہوں نے اس کے لشکر کو بھگوڑے کہنا شروع کیا۔ مطلب یہ تھا کہ تم کو وہیں لڑ کر مر جانا چاہیے تھا۔ واپس نہیں آنا چاہیے تھا مگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ بھگوڑے نہیں۔ بار بار لَوٹ کر دشمن پر حملہ کرنے والے سپاہی ہیں۔ اِس طرح آپ نے ان آئندہ جنگوں کی پیشگوئی فرمائی جو مسلمانوں کو شام کے ساتھ پیش آنے والی تھیں۔“ (دیباچہ تفسیر القرآن، انوار العلوم جلد 20 صفحہ 334 تا 336) اور پھر خالد بن ولید نے اپنے جوہر بھی دکھائے۔

جھنڈے کے ادب و احترام کا ذکر کرتے ہوئے حضرت مصلح موعودؓ نے ایک موقع پر فرمایا کہ ”قوموں میں جھنڈے کا بڑا ادب اور احترام کیا جاتا ہے۔ بعض دفعہ دشمن سے اس کا جھنڈا چھیننے کے لیے بڑی بڑی قربانیاں کی جاتی ہیں اور بعض دفعہ اپنا جھنڈا بچانے کے لیے بڑی بڑی قربانیاں کی جاتی ہیں اور یہ شرک نہیں ہوتا بلکہ جیسے باپ کے سامنے اس کے بیٹے کا اوپر بیٹھنا سب لوگ ناجائز سمجھتے ہیں اس لیے کہ اس طرح تمثیلی زبان میں باپ کی ہتک ہوتی ہے۔ اسی طرح تمثیلی زبان میں چونکہ قوم کا جھنڈا چھینے جانے کے معنے اس کی عزت و آبرو کے خاک میں مل جانے کے ہیں اس لیے قومیں اپنی جانیں قربان کر دیتی ہیں مگر یہ برداشت نہیں کر سکتیں کہ ان کا جھنڈا دشمن کے قبضہ میں چلا جائے“ اس لیے لوائے احمدیت، خدام الاحمدیہ وغیرہ نے بھی اپنے جھنڈوں کی حفاظت کے لیے قاعدہ بنایا ہے کہ حفاظت کے لیے خدام مقرر ہوں۔ بہر حال آپ لکھتے ہیں کہ ”...... جب کسی قوم کے افراد کے دلوں میں اس کے جھنڈے کی عظمت قائم کر دی جاتی ہے تو وہ انہیں اس بات کے لیے تیار کر دیتی ہے کہ اگر اپنے جھنڈے کی حفاظت کے لیے انہیں اپنی جانیں بھی قربان کرنی پڑیں تو بلا دریغ جانیں قربان کر دیں کیونکہ اس وقت تھوڑی سی لکڑی اور کپڑے کا سوال نہیں ہوتا بلکہ قوم کی عزت کا سوال ہوتا ہے جو تمثیلی زبان میں ایک جھنڈے کی صورت میں ان کے سامنے موجود ہوتا ہے۔“ آپؓ نے لکھا ہے کہ ”مَیں نے کئی دفعہ پہلے بھی بیان کیا ہے کہ ہمیں صحابہؓ میں بھی اس قسم کی مثال نظر آتی ہے۔ ایک جنگ میں ایک مسلمان افسر کے پاس اسلامی جھنڈا تھا وہ لوگ شاندار جھنڈے نہیں بنایا کرتے تھے بلکہ ایک معمولی سی لکڑی پر کالا کپڑا باندھ لیتے تھے مگر چاہے وہ کالا کپڑا ہوتا، چاہے اس جھنڈے کی معمولی لکڑی ہوتی، اس وقت سوال قوم کی عزت کا ہوا کرتا تھا۔ یہ نہیں دیکھا جاتا تھا کہ جھنڈا قیمتی ہے یا معمولی بلکہ وہاں صرف اس بات کو ملحوظ رکھا جاتا تھا کہ قوم کی عزت اس بات میں ہے کہ اس جھنڈے کی حفاظت کی جائے۔ بہر حال اس لڑائی میں عیسائیوں نے جن کے خلاف جنگ ہو رہی تھی خاص طور پر اس جگہ حملہ کیا جہاں مسلمانوں کا جھنڈا تھا۔ حضرت جعفرؓ کے پاس یہ جھنڈا تھا اور یہ جنگ جنگِ موتہ تھی۔ انہوں نے جب حملہ کیا تو حضرت جعفرؓ کا ایک ہاتھ کٹ گیا، انہوں نے جھٹ اس جھنڈے کو دوسرے ہاتھ میں پکڑ لیا۔ جب دشمن نے دیکھا کہ جھنڈا پھر بھی نیچا نہیں ہوا تو اس نے دوبارہ حملہ کیا۔ نتیجہ یہ ہوا کہ ان کا وہ دوسرا ہاتھ بھی کٹ

ارشاد باری تعالیٰ

خَتَمَ اللّٰہُ عَلٰی قُلُوۡبِہِمۡ وَعَلٰی سَمۡعِہِمۡ ؕ وَعَلٰۤی اَبۡصَارِہِمۡ غِشَاوَۃٌ ۫ وَّلَہُمۡ عَذَابٌ عَظِیۡمٌ ○

ترجمہ: اللہ نے ان کے دلوں پر مہر لگا دی ہے اور ان کی شنوائی پر بھی۔

اور ان کی آنکھوں پر پردہ ہے۔ اور ان کے لئے بڑا عذاب (مقدر) ہے۔ (سورۃ البقرہ: 8)

طالب دعا: محمد منیر احمد ولد مکرم غلام محمد سنوری صاحب مرحوم و افراد خاندان (صدر جماعت احمدیہ کاماریڈی)

گیا جس میں انہوں نے جھنڈا اٹھاما ہوا تھا۔ انہوں نے فوراً جھنڈے کو دونوں لاتوں سے پکڑ لیا‘‘ یہ بھی روایت میں آتا ہے۔ ’’چونکہ لاتوں سے زیادہ دیر تک جھنڈا پکڑا نہیں جا سکتا تھا اس لیے انہوں نے زور سے آواز دی کہ کوئی مسلمان آگے آئے اور اس جھنڈے کو پکڑے اور انہوں نے کہا مسلمانو! دیکھنا اسلام کا جھنڈا نیچا نہ ہو۔ اب تھا وہ کپڑے کا یا معمولی لکڑی کا جھنڈا مگر اس کا نام انہوں نے اسلام کا جھنڈا رکھا کہ گو ہے تو وہ لکڑی کا، ہے تو وہ معمولی سے کپڑے کا مگر بہر حال اسلام کا جھنڈا ہے اس لیے اس کی حفاظت ضروری ہے۔ چنانچہ ایک اور افسر نے آگے بڑھ کر اس جھنڈے کو پکڑ لیا۔ میرا خیال ہے‘‘ اپنا خیال ظاہر کر رہے ہیں ’’کہ غالباً وہ حضرت خالد بن ولید تھے‘‘ خالد بن ولید نہیں تھے ایک دوسرے صحابی نے پکڑا تھا جیسا کہ بیان ہوا ہے اور پھر وہ خالد بن ولید کو دیا گیا تھا۔

’’تو دیکھو ایک کپڑے کی چیز ہے معمولی لکڑی کی چیز ہے اور اسلام کے نزدیک اس کپڑے یا لکڑی کو کوئی خاص اہمیت حاصل نہیں مگر جس حد تک قومی اعزاز کا سوال ہے، اسلام اس سے منع نہیں کرتا۔ خالد بن ولید نے جنہوں نے وہ جھنڈا پکڑا کہا کہ یہ اسلام کا جھنڈا ہے۔ دیکھنا یہ گرنے نہ پائے اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی ان کی اس بات کو ناپسند نہیں کیا بلکہ بعض دفعہ خود رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم ایسی چیزوں کی عظمت قائم کرنے کے لیے فرما دیا کرتے تھے کہ یہ جھنڈا کون شخص لے گا۔ چنانچہ بعض لڑائیوں میں آپ نے فرمایا کہ میں جھنڈا اس شخص کے ہاتھ میں دوں گا جو اس کی عزت کو قائم کرے گا اور صحابہؓ ایک دوسرے سے بڑھ بڑھ کر اس جھنڈے کو حاصل کرنے کی کوشش کرتے تھے۔‘‘ (خطبہ جمعہ فرمودہ 23 اکتوبر 1942ء، خطبات محمود جلد 23 صفحہ 471 تا 473)

بہر حال یہ بیان ابھی جاری رہے گا۔

میں کہتا رہتا ہوں کہ دنیا کے عمومی حالات کے لیے دعائیں جاری رکھیں، خاص طور پر آج کل پاکستان اور ہندوستان کے جو حالات ہیں اس کے لیے دعا کریں۔

اللہ تعالیٰ ظلم کا خاتمہ کرے۔ مظلوموں کی حفاظت فرمائے۔ حکومتوں کو عقل دے کہ جنگوں کی طرف بڑھنے کی بجائے صلح اور صفائی سے معاملات طے کریں۔ بین الاقوامی معاہدوں کی پاسداری کرنے والے ہوں اور اللہ تعالیٰ بین الاقوامی تنظیموں کو بھی جہاں آجکل انصاف تو مشکل سے ملتا ہے لیکن اللہ تعالیٰ ان تنظیموں کو بھی توفیق دے اور دونوں طرف کے ہمدردوں اور دوستوں کو بھی توفیق دے کہ ان ملکوں کے آپس میں معاملات حل کروا سکیں۔

پاکستان کی طرف سے تو بہر حال یہ کہا جا رہا ہے اور اکثر ان کے وزیروں کے بیان آتے رہتے ہیں کہ کشمیر میں دہشت گردی کا جو واقعہ ہوا ہے اس سے ہمارا کوئی تعلق نہیں ہے اور اگر تمہیں شک ہے تو یواین کے اداروں کے ذریعہ سے اس کی تحقیق کرواؤ جو ہونی چاہیے بجائے اس کے کہ ہم لڑیں۔

ہندوستان کی حکومت کو بھی اس پر مثبت رویہ دکھانا چاہیے۔ اللہ تعالیٰ دونوں طرف کو عقل دے۔ جنگ ہوتی ہے تو دونوں طرف نقصان ہوتا ہے اور پھر صرف سپاہی نہیں بلکہ عوام اور مظلوم بھی بلا وجہ مارے جاتے ہیں۔ یہی ہم آجکل کی جنگوں میں دیکھ رہے ہیں۔ ہر جگہ یہی ہو رہا ہے بہر حال دنیا کے سب مظلوموں کے لیے دعا کریں۔ بظاہر تو دنیا تباہی کے دہانے پہ کھڑی ہے۔ اللہ تعالیٰ ہی اسے تباہی سے بچائے اور یہ اسی وقت ہو سکتا ہے جب یہ خدا تعالیٰ کی طرف جھکنے والے بن جائیں۔ اللہ تعالیٰ انہیں توفیق دے اور ہمیں بھی دعاؤں کی توفیق دے۔

اب میں جمعہ کی نماز کے بعد ایک شہید کا جنازہ پڑھاؤں گا۔

محمد آصف صاحب ابن رفیق احمد صاحب آف بھلیر ضلع قصور کو معاندین احمدیت نے 24/اپریل کو فائرنگ کر کے شہید کر دیا تھا۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیۡہِ رَاجِعُوۡنَ۔ بوقت شہادت مرحوم کی عمر انیس سال تھی۔ نوجوان لڑکے تھے۔

تفصیلات کے مطابق وقوعہ کے روز رات تقریباً پونے گیارہ بجے محمد آصف صاحب اپنے ایک احمدی ہمسائے اسنان احمد صاحب کے ہمراہ موٹر سائیکل پر گاؤں سے باہر ایک دکان سے بعض گھریلو ضروریات کی اشیاء خریدنے گئے۔ گاؤں کے دکانداروں نے بائیکاٹ کر رکھا تھا اس لیے خرید و فروخت کے لیے باہر جانا پڑتا تھا۔ گھر سے تقریباً سو میٹر کے فاصلے پر راستے میں معاندین پہلے سے تاک میں موجود تھے۔ انہوں نے ان دونوں پر فائرنگ کر دی۔ محمد آصف صاحب کے دائیں کندھے پر کمر کی طرف گولی لگی جو آر پار ہو گئی جبکہ دوسرے خادم اسنان احمد صاحب کو بائیں ٹانگ میں گولی لگی۔ حملہ آور وقوعے کے بعد بھی خوف و ہراس پھیلانے کے لیے فائرنگ کرتے رہے۔ ہمارے ان دونوں خدام نے باوجود زخمی ہونے کے ہمت اور حوصلے سے کام لیا اور وہاں سے موٹر سائیکل پر ہی نکل آئے اور کچھ فاصلہ پر آ کر گر گئے۔ موٹر سائیکل اپنا چلاتے رہے۔ پولیس موقع پر تاخیر سے پہنچی۔ اس دوران حملہ آوروں کی طرف سے فائرنگ کا سلسلہ جاری رہا جس کی وجہ سے ان دونوں کو فوری طور پر ہسپتال نہ لے جایا جا سکا۔ پولیس کے پہنچنے پر آصف صاحب کو ہسپتال لے جایا گیا تاہم اس دوران خون زیادہ بہنے کی وجہ سے محمد آصف صاحب ہسپتال پہنچتے ہی شہید ہو گئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیۡہِ رَاجِعُوۡنَ۔

وقوعے کا مقدمہ متعلقہ پولیس اسٹیشن پھول نگر ضلع قصور میں درج ہوا ہے۔ اب ان کے مقدمے درج ہونے کے بعد حالات ایسے ہی رہتے ہیں۔ کرتے کچھ نہیں یہ۔ لیکن دیکھیں اب کیا کرتے ہیں۔ تین افراد کی گرفتاری عمل میں آئی ہے جبکہ اسنان احمد صاحب جن کے پاؤں میں گولی لگی تھی وہ ابتدائی طبی امداد کے بعد اللہ تعالیٰ کے فضل سے بہتر ہیں۔

بھلیر ضلع قصور میں گذشتہ تین سال سے شدید مخالفت کا ماحول ہے۔ متعدد مرتبہ احباب جماعت کے خلاف بے بنیاد الزامات کے تحت مقدمات درج کروائے گئے۔ کئی مرتبہ احمدی احباب کو تشدد کا نشانہ بنایا گیا۔ احمدیہ قبرستان میں احمدی مرحومین کی قبروں سے کلمہ طیبہ اور دیگر آیات مٹائی گئیں۔ گاؤں میں مکمل بائیکاٹ کی کیفیت ہے۔ دکانوں سے سودا سلف خریدنے کی پابندی کے علاوہ گاؤں کے مشترکہ واٹر فلٹریشن پلانٹ سے پانی لینے کی اجازت نہیں ہے۔ بچوں کو تعلیمی ادارہ جات میں آتے جاتے تنگ کیا جاتا ہے۔ یہ تو وہاں حالات ہیں۔

شہید مرحوم کے خاندان میں احمدیت کا نفوذ ان کے پڑدادا مکرم محمد دین صاحب کے ذریعہ سے ہوا جنہوں نے 1934ء میں خلافت ثانیہ کے بابرکت دور میں قادیان جا کر جلسہ سالانہ کے موقع پر بیعت کی تھی۔ شہید مرحوم کے دادا کا نام محمد یعقوب صاحب تھا۔

شہید مرحوم اپنے والدین کے اکلوتے بیٹے تھے۔ کم گو اور وسیع حوصلے کے مالک تھے۔ ہر کسی سے محبت اور ہمدردی کا تعلق تھا۔ پنجگانہ نمازوں کے پابند تھے۔ جماعتی خدمت میں پیش پیش رہتے۔ جماعتی انتظام کے تحت ہونے والے ورزشی مقابلہ جات میں شمولیت کا بہت شوق تھا۔ حال ہی میں ضلع میں ہونے والے مقابلے میں انہوں نے پہلی پوزیشن بھی حاصل کی تھی۔ شہید مرحوم اپنی والدہ کی مکمل دیکھ بھال کرتے جو دل کی مریضہ ہیں۔ والدہ محترمہ نے بیان کیا کہ مرحوم نہایت اطاعت گزار بچہ تھا کبھی میری نافرمانی نہیں کی۔ رشتہ داروں اور عزیز و اقارب کے ساتھ ہمدردی اور پیار کرنے والے تھے۔

ان کی ہمشیرہ زاہدہ رفیق کہتی ہیں کہ میرا بھائی ہر ایک کا خیال رکھتا۔ بہت پیار کرنے والا اور ہمدرد بھائی تھا۔ شہادت کا اس کو بھی شوق تھا جو اللہ تعالیٰ نے پورا کر دیا۔ شہادت سے تین دن قبل انہوں نے خواب دیکھی کہ بھائی کو گولی لگی ہے۔ اگلے روز فون کر کے خیریت دریافت کی۔ شہادت والے دن بھی خیریت معلوم کی لیکن کہتے تھے میں مصروف ہوں تو مختصر سی بات ہوئی۔ پھر کہتی ہیں بھائی نے کہا کہ رات کو بات کریں گے مگر پوری طرح بات نہیں ہو سکی اور وہ اسی دن شہید ہوا اور اللہ کے حضور حاضر ہو گیا۔ پھر ان کی بہن کہتی ہیں کہ بھائی کی بابت خواب کی وجہ سے میں بہت پریشان تھی۔ دعا کے لیے مجھے خط بھی لکھ رہی تھیں۔ کہتی ہیں میں آپ کو خط لکھ رہی تھی۔ اور جب میں اس فقرے پہ پہنچی کہ میں نے خواب میں دیکھا ہے گولی لگی ہے تو اسی وقت کہتی ہیں مجھے اطلاع ملی کہ بھائی کو تو شہادت کا رتبہ مل گیا ہے۔

بوقت شہادت شہید مرحوم خدام الاحمدیہ ضلع قصور کی مجلس عاملہ میں شامل تھے۔ ناظم تحریک جدید تھے۔ مقامی جماعت میں نائب قائد خدام الاحمدیہ اور ناظم اطفال کی حیثیت سے بھی خدمت کی توفیق پا رہے تھے۔

پسماندگان میں والدین کے علاوہ دو ہمشیرگان یادگار چھوڑی ہیں۔

نثار احمد صاحب صدر جماعت بھلیر کہتے ہیں کہ شہید مرحوم اعلیٰ خوبیوں کے مالک، بڑے خوش اخلاق شخصیت کے مالک انسان تھے۔ خاکسار نے ان کو باکردار، خاموش طبع، خلافت سے محبت اور اطاعت کرنے والا خادم سلسلہ پایا۔ نمازوں اور چندوں میں باقاعدہ، وقار عمل، خدمت خلق، حفاظتی ڈیوٹی گویا ہر شعبہ میں مثالی کام کرنے والے اور جماعتی کاموں میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیتے تھے۔ والدین کی خدمت کرنے والا اور ان کا ہر طرح خیال رکھنے والا تھا۔

طارق احمد صاحب معلم ہیں کہتے ہیں کہ شہید مرحوم اعلیٰ خوبیوں کے مالک تھے۔ ان کے گھر ٹیلی ویژن نہیں تھا مگر میرا خطبہ جو جمعہ کا ہے وہ بڑی باقاعدگی سے اپنے فون پہ سنا کرتے تھے یا پھر میرے پاس مشن ہاؤس میں، میرے گھر میں خطبہ سننے کے لیے آ جاتے تھے۔ اور کہتے ہیں جب بھی کسی جماعتی کام کے لیے بلایا جاتا تو فوراً حاضر ہو جاتے۔ ہر کام بڑی ذمہ داری سے کرنے والے تھے۔ جماعتی مہمانوں کی بڑے شوق سے خدمت کرتے تھے۔

اللہ تعالیٰ مغفرت اور رحم کا سلوک فرمائے۔ درجات بلند کرے۔ لواحقین کو بھی صبر اور حوصلہ عطا فرمائے۔

پاکستان میں ان دہشت گردی کرنے والوں اور جماعت کی مخالفت کرنے والوں کی جو جرأت ہے وہ بڑھتی چلی جا رہی ہے۔ اللہ تعالیٰ جلد ان کی پکڑ کے سامان فرمائے۔ (الفضل انٹرنیشنل ۲۳/مئی ۲۰۲۵ء صفحہ ۲ تا ۶)

☆......☆......☆

ارشاد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم

منافقوں پر سب سے گراں نماز عشاء اور فجر ہے

کاش کہ وہ جانتے جو ثواب عشاء اور فجر کی نماز میں ہے

(صحیح بخاری، کتاب مواقیت الصلوۃ، باب ذکر العشاء)

طالب دُعا: مجلس انصار اللہ کلکتہ (صوبہ بنگال)

ارشاد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم

جس نے مسلمانوں میں سے کسی یتیم کو اپنے کھانے پینے میں شریک کیا

اللہ تعالیٰ اسے جنت میں داخل کرے گا سوائے اسکے کہ وہ ایسا گناہ کرے جو نا قابل معافی ہو

(جامع ترمذی، کتاب البر والصلہ، باب فی رحمۃ الیتیم، حدیث 1840)

طالب دُعا: خورشید احمد گنائی صاحب و اہل خانہ (امیر جماعت احمدیہ رشی نگر، صوبہ جموں کشمیر)

خطبہ جمعہ

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے غزوۂ مُؤتہ کے حالات بیان کیے اور فرمایا: اللہ نے میرے لیے زمین کو بلند کیا یہاں تک کہ میں نے ان کا معرکہ دیکھا

حضرت خالد بن ولیدؓ بیان کرتے ہیں کہ مُؤتہ کے دن میرے ہاتھ میں نو تلواریں ٹوٹیں اور صرف ایک یمنی چوڑی تلوار ہی میرے ہاتھ میں رہ گئی

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے غزوۂ مُؤتہ سے واپس لوٹنے والے صحابہ کے بارے میں فرمایا:
یہ فرار ہونے والے نہیں بلکہ کرّار ہیں یعنی پلٹ کر حملہ کرنے والے

ایک روایت میں ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمر حضرت جعفر کے بیٹے عبداللہ کو سلام کرتے تو کہتے اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا ابْنَ ذِی الْجَنَاحَیْنِ۔
کہ اے دو پروں والے کے بیٹے تم پر سلامتی ہو

غزوات اور سرایا کے بارے میں سیرت نبوی ﷺ کا بیان

حالیہ پاک بھارت جنگ کے تناظر میں احمدیوں کو آزادانہ تبصروں سے گریز کرنے اور صلح اور امن کا پیغام دینے نیز مظلومین فلسطین کے لیے دعاؤں کی تحریک

خطبہ جمعہ سیّدنا امیر المومنین حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرمودہ 09 مئی 2025ء بمطابق 09 ہجرت 1404 ہجری شمسی بمقام مسجد مبارک، اسلام آباد، ٹلفورڈ (سرے)، یوکے

(خطبہ کا یہ متن ادارہ بدر ادارہ الفضل انٹرنیشنل لندن کے شکریہ کے ساتھ شائع کر رہا ہے)

اَشْھَدُ اَنْ لَّآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ وَاَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ

اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ۔ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ○ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ○ مٰلِکِ یَوْمِ الدِّیْنِ ○ اِیَّاکَ نَعْبُدُ وَاِیَّاکَ نَسْتَعِیْنُ ○ اِھْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِیْمَ ○ صِرَاطَ الَّذِیْنَ اَنْعَمْتَ عَلَیْھِمْ ۙ غَیْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَیْھِمْ وَلَا الضَّآلِّیْنَ ○

جنگ مُؤتہ کی مزید تفصیل اس طرح بیان ہوئی ہے۔ حضرت عوف بن مالک اشجعیؓ بیان کرتے ہیں کہ میں ان لوگوں کے ہمراہ سفر میں شامل ہوا جو حضرت زید بن حارثہؓ کے ساتھ نکلے تھے۔ مجھے اہلِ یمن میں سے ایک شخص ملا۔ اس کے پاس صرف تلوار تھی۔ ایک مسلمان نے اونٹ ذبح کیا۔ اس شخص نے اس سے کچھ جلد مانگی۔ وہ اس نے اسے دے دی۔ اس کی کھال مانگی اور اسے اس نے ڈھال کی طرح بنا لیا۔ پھر کہتے ہیں ہم سفر پہ روانہ ہوئے۔ ہماری رومی لشکر سے مڈھ بھیڑ ہوئی۔ ان میں سے ایک شخص تھا جو بھورے گھوڑے پر سوار تھا۔ اس پر سنہری زین اور سنہری اسلحہ تھا وہ رومی مسلمانوں کو للکارنے لگا۔ وہ یمنی شخص اس کی طرف چٹان کے پیچھے سے آیا۔ دشمن کے گھوڑے کی کونچیں کاٹ دیں۔ جنگ ہوئی۔ رومی نیچے گر پڑا۔ وہ تلوار لے کر اس پر سوار ہو گیا اور اسے قتل کر دیا۔ مسلمان نے اس کو قتل کر دیا۔ اس کا گھوڑا اور اسلحہ لے لیا۔ جب اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو فتح عطا کی تو حضرت خالد بن ولیدؓ نے اس کی طرف پیغام بھیجا اور اس سے کچھ سامان لے لیا یعنی اس شخص کو جس نے اس رومی کو مارا تھا یہ پیغام بھیجا کہ تم سامان جمع کراؤ۔ حضرت عوف بیان کرتے ہیں کہ میں حضرت خالدؓ کے پاس آیا میں نے کہا کہ آپ کو علم ہے کہ اللہ تعالیٰ کے رسولؐ نے سامان کے بارے میں کیا فیصلہ کیا تھا؟ خالد بن ولیدؓ نئے نئے مسلمان ہوئے تھے اس لیے ان کا خیال تھا کہ شاید ان کو پتہ نہ ہو کہ اللہ تعالیٰ کے رسولؐ نے کیا فیصلہ کیا ہے کہ وہ قاتل کے لیے ہوگا یعنی جس نے دشمن کو مارا ہے اس دشمن کا سامان، مال غنیمت اسی کے پاس رہے۔ خالد بن ولیدؓ نے کہا کہ ہاں مجھے پتا ہے مگر میں نے اسے زیادہ سمجھا تھا۔ جو سامان اس نے لیا ہے وہ اس سے زیادہ تھا جو اس کو ملنا چاہیے تھا۔ یہ کہتے ہیں کہ میں نے انہیں کہا کہ یہ سامان اس شخص کو واپس کر دیں ورنہ میں یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں عرض کروں گا۔ حضرت خالدؓ نے سامان واپس کرنے سے انکار کر دیا۔ حضرت عوفؓ نے کہا کہ پھر ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ مَیں نے اس شخص کا واقعہ عرض کیا۔ حضرت خالد کا رویہ بھی عرض کیا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت خالدؓ سے پوچھا تم نے کیا کیا؟ انہوں نے عرض کیا کہ میں نے اسے کثیر مال سمجھا۔ میں نے زیادہ سمجھا اس لیے میں نے کچھ اس میں سے واپس لے لیا۔ آپؐ نے فرمایا جو کچھ اس سے لیا تھا اسے واپس کر دو۔ حضرت عوف کہتے ہیں کہ میں نے کہا خالد اب اس سے لو۔ یعنی اب تم یہ کس طرح لو گے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فیصلہ فرما دیا ہے کہ واپس کرو۔ کیا میں نے تمہیں کہا نہیں تھا کہ یہ واپس کرو۔ بہرحال جب حضرت خالد کو حضرت عوف یہ کہہ رہے تھے تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے سن لیا۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کیا ہوا؟ کہتے ہیں میں نے پھر سارا واقعہ سنایا۔ پہلے یہ بات پوری نہیں بتائی تھی اب بتایا کہ میں نے ان کو کہا تھا یہ واپس کرو لیکن انہوں نے نہیں کیا۔ اس پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم ناراض ہو گئے۔ آپؐ نے فرمایا خالد اسے سامان واپس نہ کرنا۔ آپ نے پہلے جو فرمایا تھا کہ واپس کر دو اب فرمایا کہ واپس نہ کرنا۔ پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تربیت کے لیے فرمایا کہ کیا تم میرے امراء کو اس حالت میں چھوڑنا چاہتے ہو کہ تمہارے لیے معاملے کا نکھرا ہوا حصہ ہو اور ان کی گندگی ان پر ہو۔ کہ جب ایک امیر بن گیا تو پھر تم لوگوں کا یہ کہنا کہ تمہارا فیصلہ صحیح نہیں ہے اور اس طرح جو اس کی پاکیزگی ہے یا صفائی ہے وہ تمہارے پاس آجائے اور اگر اس کا کوئی برا پہلو ہے تو وہ امراء کو مل جائے یہ تو غلط بات ہے۔ اب تم نے مجھے بات بتادی ہے تو پھر اب میں یہ پہلا حکم واپس لے رہا ہوں اور جو خالد نے کیا وہ ٹھیک کیا۔

اب یہاں امیر کا وقار قائم کرنا تھا تو آپؐ نے فرمایا اس طرح تم امیر کو طعنہ دے رہے ہو کہ تم نے پہلے غلط کام کیا۔ اس لیے آپؐ نے پہلا فیصلہ واپس لیا۔

حضرت جابرؓ سے روایت ہے کہ غزوۂ مُؤتہ میں بعض مسلمان شہید ہو گئے۔ مسلمانوں کو مشرکین کا کچھ حصہ بطور مال غنیمت ملا۔ اس سامان میں ایک انگوٹھی بھی تھی۔ ایک شخص نے اسے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں پیش کیا۔ مَیں نے اسے کہا کہ وہ انگوٹھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے عطا کر دی ہے۔ حضرت خُزَیمہ بن ثابتؓ بیان کرتے ہیں کہ میں نے مُؤتہ کی جنگ میں شرکت کی۔ رومیوں میں سے ایک شخص نے مجھے دعوتِ مبارزت دی۔ مَیں نے اس کا کام تمام کر دیا۔ اس نے خَود پہن رکھا تھا جس میں یاقوت لگے ہوئے تھے۔ میرا ارادہ وہ یاقوت تھے۔ میں نے انہیں لیا۔ جب میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں پہنچا تو میں نے آپؐ کی خدمت میں یاقوت پیش کر دیے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے وہ مجھے عطا کر دیے۔ کہتے ہیں کہ میں نے حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے زمانے میں انہیں ایک سو دینار میں بیچا۔ میں نے ان سے ایک نخلستان خریدا۔ علامہ ابن کثیر لکھتے ہیں کہ ان روایات سے عیاں ہوتا ہے کہ مسلمانوں نے مال غنیمت بھی حاصل کیا تھا۔ صرف شکست نہیں کھائی تھی، مال غنیمت حاصل کیا تھا اور شکست کا کوئی سوال نہیں تھا۔ یہ تو ایک فوجی حکمت عملی تھی جو انہوں نے اختیار کی جس سے وہ واپس ہوئے تھے۔ بہرحال کہتے ہیں کہ انہوں نے ان کے سرداروں سے مال چھینا اور ان کے امیروں کو قتل کیا۔

حضرت خالد بن ولیدؓ بیان کرتے ہیں کہ مُؤتہ کے دن میرے ہاتھ میں نو تلواریں ٹوٹیں اور صرف ایک یمنی چوڑی تلوار ہی میرے ہاتھ میں رہ گئی۔

علامہ محمد بن یوسف کہتے ہیں کہ اس روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ مسلمانوں نے مشرکین کو خوب قتل کیا تھا ورنہ وہ مشرکین سے نجات نہ پا سکتے۔ مسلمانوں کی تعداد تین ہزار جبکہ مشرکین کی تعداد دو لاکھ سے زیادہ تھی۔ یہ تنہا ہی مسلمانوں کی فوقیت کی ایک مستقل دلیل ہے۔ واللہ اعلم۔

ابن اسحاق نے روایت کیا ہے کہ حضرت قُطبَہ بن قتادہ مسلمانوں کے میمنہ کے امیر تھے انہوں نے مالک بن رَافِلَہ پر حملہ کیا وہ عیسائی بدوؤں کا امیر تھا انہوں نے اسے قتل کر دیا۔ حضرت قُطبہ اس پر فخر کرتے ہوئے عربی اشعار میں کہتے تھے کہ میں نے رافلہ بن اراش کے بیٹے کو ایسا نیزہ مارا جو اس کے اندر دور تک چلا گیا پھر وہ نیزہ ٹوٹ گیا۔ جب میں نے اس کی گردن پر کاری ضرب لگائی تو وہ جھک گیا جیسے سلم درخت جو ایک کانٹے دار درخت ہے اس کی شاخ جھکتی ہے۔ ہم نے اس کے چچا زادوں کی خواتین کو یوں ہانکا جیسے جانوروں کو ہانکا جاتا ہے۔ حضرت اَسماء بنتِ عَمیسؓ نے بیان کیا کہ جس روز حضرت جعفرؓ اور ان کے ساتھی شہید ہو گئے تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے گھر تشریف لائے۔ آپؐ نے فرمایا: میرے پاس جعفر کے بیٹوں کو لے کر آؤ۔ میں نے انہیں آپؐ کی خدمت میں پیش کر دیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں اپنے ساتھ لگایا اور آپ کی آنکھوں سے آنسو گرنے لگے۔ میں نے عرض کی اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! میرے والدین آپؐ پر نثار آپ کیوں رو رہے ہیں؟ کیا آپؐ کو حضرت جعفر اور ان کے ساتھیوں کے بارے میں کچھ علم ہوا ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہاں آج ان کے سروں پر شہادت کا تاج سج گیا ہے۔ وہ کہتی ہیں کہ میں اٹھ کر رونے لگی۔ خواتین میرے پاس جمع ہو گئیں۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اپنے اہلِ خانہ کے پاس تشریف لے گئے۔ آپؐ نے فرمایا: آلِ جعفر سے غافل نہ ہو جانا ان کے لیے کچھ کھانا بنانا۔ آج ان کے خاوند کی وفات نے انہیں مشغول کر دیا ہے۔ یعنی لوگوں کو تلقین کی کہ آج ان کے گھر میں کھانا بھجوا دینا۔

حضرت انسؓ روایت کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنے منبر پر تشریف لائے اور حضرت زیدؓ،

حضرت جعفرؓ اور ابنِ رَوَاحہؓ کی شہادت کی خبر دی وہ اس روز ہی شہید ہوئے تھے حالانکہ ظاہری طور پر ان کی شہادت کی خبر نہیں آئی تھی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اب حضرت زیدؓ نے اسلام کا جھنڈا اٹھالیا ہے۔ جب آپؐ بیان کر رہے تھے۔ وہ شہید ہو گئے۔ پھر حضرت جعفرؓ نے اسلام کا جھنڈا اٹھالیا۔ وہ بھی شہید ہو گئے۔ پھر اسلام کا جھنڈا حضرت عبداللہؓ نے تھام لیا۔ وہ بھی شہید ہو گئے۔ آپؐ کی آنکھوں سے آنسو بہ رہے تھے حتٰی کہ اسلام کا جھنڈا اللہ تعالیٰ کی تلواروں میں سے ایک تلوار نے پکڑ لیا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو فتح عطا کی۔

ایک روایت میں ہے کہ حضرت یَعْلیٰ بن اُمَیَّہؓ اہل مُوْتہ کی خبر لے کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر تم پسند کرو تو تم مجھے بتا دو۔ اور اگر تم پسند کرو تو میں تمہیں ان کے بارے میں بتا دیتا ہوں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مجھے بھی اللہ نے خبر دے دی ہے۔ تم پہلے بتانا چاہتے ہو یا میں تمہیں بتاؤں کہ کیا ہوا۔ انہوں نے عرض کیا کہ اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! آپ مجھے بتا دیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں سارا واقعہ بتا دیا۔ انہوں نے عرض کی مجھے اس ذات کی قسم! جس نے آپ کو حق کے ساتھ بھیجا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان واقعات میں ایک لفظ بھی نہیں چھوڑا۔

آپؐ نے فرمایا: اللہ نے میرے لیے زمین کو بلند کیا یہاں تک کہ مَیں نے ان کا معرکہ دیکھا۔

مَیں نے خواب میں انہیں دیکھا وہ سونے کے بستروں پر تھے۔ میں نے حضرت عبداللہ بن رَوَاحہ کا بستر دیکھا ان کے بستر میں ذرا ٹیڑھا پن تھا۔ میں نے پوچھا اس کی کیا وجہ ہے؟ مجھے کہا گیا کہ یہ دونوں سیدھے گئے لیکن عبداللہ نے کچھ تردّد کیا تھا پھر آگے گئے۔ اس کے تردّد کا ذکر پچھلے خطبہ میں ہوا ہے۔ انہوں نے خود کہا ہے کہ مجھے پہلے خیال گزرا تھا کہ میں نہ لڑوں۔

ایک روایت میں ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جعفرؓ، زیدؓ اور ابن رواحہؓ کو میرے سامنے پیش کیا گیا، وہ موتی کے خیمے میں تھے۔ میں نے حضرت زیدؓ اور حضرت ابن رواحہؓ کو دیکھا ان کی گردنوں میں خم تھا لیکن حضرت جعفرؓ سیدھے تھے ان میں خم نہ تھا مجھے بتایا گیا کہ جب ان دونوں پر موت چھا گئی تو انہوں نے اس سے اعراض کیا گویا کہ اس سے روگردانی کی مگر حضرت جعفرؓ نے اس طرح نہ کیا۔ اللہ تعالیٰ نے انہیں بازوؤں کے بدلے دو پَر عطا کیے وہ ان کے ذریعہ جنت میں جہاں چاہتے ہیں جاتے ہیں۔

ایک روایت میں ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمرؓ حضرت جعفرؓ کے بیٹے عبداللہ کو سلام کرتے تو کہتے اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا ابْنَ ذِي الْجَنَاحَيْنِ۔ کہ اے دو پروں والے کے بیٹے! تم پر سلامتی ہو۔

(سبل الھدیٰ والرشاد جلد 6 صفحہ 151 تا 154 دار الکتب العلمیۃ بیروت)

بعض مسائل بیان کرتے ہوئے ایک تفصیل میں حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ "جو مشکل مسائل ہوتے ہیں ان کو بعض لوگ سمجھتے ہیں اور بعض نہیں سمجھتے اور اس بات کی ضرورت ہوتی ہے کہ دوسرے لوگ جو باخبر ہیں انہیں وہ مسائل سمجھائیں خواہ اس وجہ سے کہ وہ خود غور نہیں کرتے" اس لیے نہیں سمجھتے "یا اس وجہ سے کہ ان کا دل کسی گناہ کی وجہ سے خدا تعالیٰ کا فضل جذب کرنے کے لیے تیار نہیں ہوتا۔ یہ مشکل مضامین بالعموم دو طرح کے ہوتے ہیں ایک علمی مضامین جو باریک فلسفے پر مبنی ہوتے ہیں مثلاً توحید ہے اس کا اتنا حصہ تو ہر شخص سمجھ سکتا ہے کہ خدا ایک ہے مگر آگے یہ صوفیانہ باریکیاں کہ کس طرح انسان کے ہر فعل پر خدا تعالیٰ کی توحید کا اثر پڑتا ہے اس کے لیے ایک عارف کی ضرورت ہوگی اور یہ مسائل دوسرے کو سمجھانے کے لیے کوئی عالم درکار ہوگا۔ ہر شخص یہ باریکیاں نہیں نکال سکتا لیکن اتنی بات ضرور سمجھ لے گا کہ قرآن دوسرے خدا کا قائل نہیں۔" اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے خدا ایک ہے۔

"دوسرے یہ مشکلات ایسے مطالب کے متعلق پیدا ہوتی ہیں جو علمی تو نہ ہوں مگر وہ اس زبان میں بیان کیے گئے ہوں جسے تشبیہ اور استعارہ کہتے ہیں"۔ بعض علمی مسائل نہیں ہیں۔ بعض اہم فقرے اور محاورے ہوتے ہیں جن کو لوگ سمجھ نہیں سکتے۔ وہ اگر بیان کیے جائیں تو بعض اس کا الٹ مطلب لے لیتے ہیں۔ آپ بیان کرتے ہیں کہ "......عوام الناس اس زبان کو نہ جاننے کی وجہ سے اس کے ایسے معنی کر لیتے ہیں جو حقیقت پر مبنی نہیں ہوتے۔" مثال دی ہے آپ نے کہ "مثلاً رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں ایک واقعہ پیش آیا جب شام کی جنگ میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت زید بن حارثہ کو سالار لشکر بنا کر بھیجا اور فرمایا کہ اگر زیدؓ مارے جائیں تو جعفر بن ابی طالب کمان لے لیں اور اگر جعفرؓ مارے جائیں تو عبداللہ بن رواحہؓ کمان لے لیں۔ تو جیسے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا ویسا ہی وقوع میں آیا اور حضرت زیدؓ اور حضرت جعفرؓ اور حضرت عبداللہؓ تینوں شہید ہو گئے اور حضرت خالد بن ولید لشکر کو اپنی کمان میں لے کر بحفاظت اسے واپس لے آئے۔ جس وقت مدینہ میں یہ خبر پہنچی تو جن عورتوں کے خاوند مارے گئے تھے یا جن والدین کے بچے اس جنگ میں شہید ہوئے تھے انہوں نے جس حد تک کہ شریعت اجازت دیتی ہے رونا شروع کر دیا۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے محض اظہار افسوس کے لیے نہ اس لیے کہ عورتیں جمع ہو کر رونا شروع کر دیں فرمایا جعفرؓ پر تو کوئی رونے والا نہیں۔" رشتہ دار تھے آپ کے۔ آپ نے افسوس کا اظہار کیا۔ حضرت مصلح موعودؓ کہتے ہیں کہ "میرے نزدیک اس فقرہ سے آپ کا یہ منشاء ہرگز نہیں تھا کہ کوئی جعفر کو روئے بلکہ مطلب یہ تھا کہ ہمارا بھائی بھی آخر اس جنگ میں مارا گیا ہے جب ہم نہیں روئے تو تمہیں بھی صبر کرنا چاہیے۔" "یہ سمجھانا چاہتے تھے آپ صلی اللہ علیہ وسلم" "کیونکہ حضرت جعفرؓ کے رشتہ دار وہاں یا تو حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم تھے یا حضرت علیؓ تھے اور یہ جس پایہ کے آدمی تھے اس کے لحاظ سے ان کی چیخیں نہیں نکل سکتی تھیں۔" "نہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی چیخیں نکل سکتی تھیں نہ حضرت علیؓ کی۔ ان کو پتہ تھا۔ صحیح ادراک تھا۔" "پس رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے غالباً اس بات کے اظہار کے لیے کہ میرا بھائی جعفرؓ بھی مارا گیا مگر میں نہیں رویا۔ فرمایا جعفرؓ پر تو کوئی رونے والا نہیں۔ انصار نے جب یہ بات سنی تو چونکہ وہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ہر بات کو پورا کرنے کا بے حد شوق رکھتے تھے اس لیے انہوں نے اپنے اپنے گھر جا کر عورتوں سے کہنا شروع کیا کہ یہاں رونا دھونا چھوڑو اور جعفرؓ کے گھر چل کر روؤ۔ چنانچہ جب سب عورتیں حضرت جعفرؓ کے گھر میں اکٹھی ہو گئیں اور سب نے ایک کہرام مچا دیا۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جب یہ آواز سنی تو فرمایا کیا ہوا؟ انصار نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم آپ نے جو فرمایا تھا کہ جعفرؓ پر کوئی رونے والا نہیں۔ اس لیے ہم نے اپنی عورتیں حضرت جعفرؓ کے گھر بھیج دی ہیں اور وہ رو رہی ہیں۔ آپؐ نے فرمایا میرا یہ مطلب تو نہیں تھا جاؤ انہیں منع کرو۔" میرا مطلب تو یہ تھا ہم نہیں روئے تم لوگ بھی صبر کرو۔ "چنانچہ ایک شخص گیا اور اس نے انہیں منع کیا۔ وہ کہنے لگیں تم ہمیں کون روکنے والے ہو؟" اس شخص کو انہوں نے کہا۔ "رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے تو آج افسوس کرتے ہوئے فرمایا ہے کہ جعفرؓ کو رونے والا کوئی نہیں اور تُو ہمیں منع کرتا ہے۔ وہ یہ جواب سن کر پھر رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا کیونکہ بعض لوگوں کو دوسروں کی ذرا ذرا سی بات پہنچانے کا شوق ہوتا ہے" حضرت مصلح موعودؓ فرماتے ہیں انہوں نے یہ کہا تو فوری طور پر آ کر اس نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں عرض کر دیا" اور عرض کیا کہ وہ مانتی نہیں" بات میری۔ "آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ان کے سروں پر مٹی ڈالو۔" یہ محاورہ ہے۔ "مطلب یہ تھا کہ چھوڑو اور انہیں کچھ نہ کہو۔ خود ہی رو دھو کے خاموش ہو جائیں گی۔ مگر اس کو خدا دے۔ اس نے اپنی چادر میں مٹی بھر لی" وہ ظاہری طور پر پورا کرنے لگ گیا" اور ان عورتوں کے سروں پر ڈالنی شروع کر دی۔ انہوں نے کہا پاگل! کیا کرتا ہے؟ وہ کہنے لگا کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے مٹی ڈالو اس لیے میں تو ضرور ڈالوں گا۔" اب ایک تمثیلی زبان ہے اس کو اس نے عملاً پورا کرنا شروع کر دیا۔ "حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو اس بات کا علم ہوا تو انہوں نے اسے ڈانٹا اور فرمایا تُو بات کو تو سمجھا ہی نہیں۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا منشاء تو یہ تھا کہ ان کا ذکر چھوڑو اور جانے دو۔ وہ خود ہی خاموش ہو جائیں گی۔ یہ مطلب تو نہیں تھا کہ تم مٹی ڈالنا شروع کر دو۔ اب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ایک استعارۃً کلام تھا مگر وہ واقع میں مٹی ڈالنے لگ گیا۔ تو بعض دفعہ لوگ استعارہ کو سمجھنے کی کوشش نہیں کرتے۔" اب یہاں دیکھیں ایک مرد تو نہیں سمجھا کیونکہ اس میں اتنی عقل نہیں تھی لیکن حضرت عائشہؓ نے اس کو سمجھایا۔" اور بعض دفعہ لفظی معنے ایسے لے لیتے ہیں جو حقیقت کے خلاف ہوتے ہیں اور اس طرح بات کہیں کی کہیں پہنچ جاتی ہے۔"

(فضائل القرآن (6) انوار العلوم جلد 14 صفحہ 351 تا 353)

اس واقعہ سے صحابہؓ کا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے عشق کا اظہار بھی ہوتا ہے جس کو حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یہ واقعہ ایک اَور جگہ اس طرح بیان فرمایا ہے کہ جب صحابہ نے اپنی عورتوں کو رونے کے لیے حضرت جعفر کے گھر بھیجا تو اس واقعہ سے صحابہ کے دلوں میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی جو محبت تھی اس کا اظہار ہوتا ہے۔ آپ کے الفاظ نے انہیں یہ سوچنے کا موقع نہیں دیا کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کیا چاہتے ہیں بلکہ انہوں نے فوراً عورتوں سے کہہ دیا کہ اپنے غم کو بھلا کر رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے غم میں شریک ہو جاؤ اس سے تم سمجھ سکتے ہو کہ ان کے دلوں میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا کیسا عشق تھا کہ وہ یہ فقرہ سن کر ہی کہ جعفر کے گھر سے تو رونے کی کوئی آواز نہیں آ رہی یہ خیال کر لیتے ہیں کہ انہوں نے اپنے رشتہ داروں کی شہادت پر رو کر غلطی کی اصل غم تو وہی ہے جو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو پہنچا ہے۔ حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ بظاہر یہ ایک چھوٹا سا واقعہ ہے مگر جذبات کے اظہار کے لیے اس سے بہتر واقعات بہت کم مل سکتے ہیں۔ یہ وہ لوگ تھے جن کی خدمات محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے تھیں۔ جن کی قربانیاں ہر لمحہ اور ہر آن رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی آنکھوں کے سامنے ہوا کرتی تھیں اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ لوگ ایسی محبت رکھتے تھے کہ جس کی نظیر کسی دنیوی رشتہ میں نہیں مل سکتی۔ پس اگر دنیا کے لحاظ سے دیکھا جائے، اگر احساسات کے لحاظ سے دیکھا جائے تو محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو ان لوگوں کے خیالات کی پاسداری زیادہ ہونی چاہیے تھی اور ہماری نسبت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت کم ہونی چاہیے تھی۔ یعنی ہم جو اس زمانے کی، بعد کے زمانے کی پیداوار ہیں۔ ہمارے سے تو بہت کم ہونی چاہیے تھی وہ تو ہر وقت محبت کا اظہار کرنے والے تھے۔ آپؐ کے سامنے تھے لیکن آپ فرماتے ہیں کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی غیر محدود محبت نے جہاں تک انسانی محبت غیر محدود ہو سکتی ہے یہ پسند نہ کیا کہ وہ تمہاری ہمتوں کو پست ہونے دیں۔ یعنی اس زمانے کے ہم لوگ جو ہیں ہماری ہمتوں کو بھی پست نہیں ہونے دیا بلکہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت نے یہ بھی پسند نہ کیا کہ وہ درمیانی امت کی ہمت کو پست ہونے دیں۔ چنانچہ ایک مجلس میں آپ نے بعد میں آنے والے لوگوں کا ذکر ان الفاظ میں فرمایا کہ میرے بھائی جو میرے بعد آنے والے ہیں وہ ایسے ہوں گے۔ صحابہؓ کو یہ سُن کر رشک پیدا ہوا اور انہوں نے عرض کیا کہ وہ بھائی ہوئے اور ہم نہ ہوئے ہم آپؐ کے ساتھ رہتے ہیں ہمیں آپ نے بھائی نہیں کہا اور ان کو جو بعد میں آنے والے ہیں ان کو آپ اپنا بھائی کہہ رہے ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم صحابہ ہو اور وہ میرے بھائی ہیں۔ تم میرے صحابی ہو وہ میرے بھائی ہیں۔ تمہیں کیا یہ کم نعمت حاصل ہے کہ تم مجھے دیکھ رہے ہو اور میرے ساتھ رہ کر خدماتِ دینیہ بجا لا رہے ہو؟ یہ بہت بڑی نعمت ہے جو تمہیں ملی ہوئی ہے اور وہ لوگ جو مجھے نہیں دیکھیں گے، بعد میں آنے والے ہیں اور وہ لوگ جو میرے بعد آئیں گے مجھے کوئی لفظ ان کے متعلق بھی تو بولنے دو۔ ان کے متعلق بھی تو مجھے کہنے دو۔ ان کے متعلق کیا لفظ استعمال کروں تا انہیں بھی تسلی ہو اور ان کے حوصلے بھی بلند ہوں۔ یہ اس طرح بعد میں آنے والوں کے حوصلے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بلند کیے۔ چنانچہ دیکھ لو! رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے تمہارے حوصلے کس قدر بڑھا دیے ہیں کہ آپؐ نے فرمایا: میں نہیں جانتا میری امت کا پہلا حصہ بہتر ہے یا آخری حصہ بہتر ہے۔

(ماخوذ از خطبات شوریٰ جلد دوم صفحہ 505 تا 507، اختتامی خطاب مجلس مشاورت 24 مارچ 1940ء)

شہدائے مُوْتہ کے بارے میں مزید اَور روایات ہیں۔ علامہ ابن کثیر کی کتاب بدایہ والنہایہ میں شہدائے مُوْتہ کا ذکر کرنے کے بعد لکھا ہے کہ ان شہداء کی تعداد بارہ تھی۔ بعض روایات میں شہداء کی تعداد زیادہ بھی بیان ہوئی ہے لیکن

بہر حال یہ بہت بڑا معجزہ ہے کہ دو لشکر آمنے سامنے ہوں۔ ایک کی تعداد تین ہزار ہو جو خدا کی راہ میں لڑ رہا ہو۔ جبکہ دوسرے لشکر کی تعداد دو لاکھ ہو جو مخالف ہے۔ ایک لاکھ آدمی رومی اور ایک لاکھ عیسائی۔ وہ ایک دوسرے کے ساتھ معرکہ آزما ہوں۔ پھر بھی مسلمانوں کے صرف بارہ افراد شہید ہوئے ہیں یا بہت تھوڑی تعداد میں افراد شہید ہوئے اور مشرکین کی کثیر تعداد واصلِ جہنم ہو۔ حضرت خالدؓ کہتے ہیں کہ اس روز میرے ہاتھوں میں نو تلواریں ٹوٹیں ایک یمنی تلوار تھی جو میرے ہاتھوں میں ٹھہر سکی۔ ان ساری تلواروں سے کتنے مشرکین واصلِ جہنم ہوئے ہوں گے۔

مسلمانوں کے مدینہ واپس آنے کے بارے میں اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے استقبال کے بارے میں لکھا ہے کہ مسلمان واپسی میں ایک بستی کے پاس سے گزرے جس کا ایک قلعہ تھا۔ جاتے ہوئے یہاں کے باشندوں نے ایک مسلمان کو شہید کر دیا تھا۔ مسلمانوں نے اس کا محاصرہ کر لیا حتیٰ کہ انہوں نے اسے فتح کر لیا۔ حضرت خالدؓ نے اس کے سرداروں کو قتل کیا۔ جب مسلمان مُؤتہ سے واپس آئے تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام نے ان کا استقبال کیا۔ جب آپ واپس آ گئے تو بعض لوگ جو تھے ان کو بڑا غصہ تھا کہ یہ شہید ہو کے کیوں نہیں آئے، یہ تو کوئی فتح نہیں ہوئی اور بعض لوگ لشکر پر مٹی پھینکنے لگے اور کہنے لگے کہ اے راہ فرار اختیار کرنے والو! تم اللہ کی راہ سے بھاگ نکلے ہو۔ انہوں نے طعنہ دیا ان کو۔ اس پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ یہ فرار ہونے والے نہیں بلکہ کَرّار ہیں یعنی پلٹ کر حملہ کرنے والے۔

حضرت عبداللہ بن عمرؓ بیان کرتے ہیں کہ جب مسلمان مُؤتہ سے واپس آئے تو مَیں بھی واپس آ گیا۔ دوسری روایت میں وہ بیان کرتے ہیں کہ ہم شرمندہ تھے کہ ہم نے راہِ فرار اختیار کی ہے۔ ہمارا یہ خیال تھا کہ ہم وہاں چھوڑ کے آ گئے۔ حالانکہ دشمن تو وہاں سے خود ہی پیچھے ہٹ گیا تھا اور انہوں نے ان کا پیچھا نہیں کیا بلکہ انہوں نے موقع غنیمت جانا اور واپس آ گئے اور یہ حکمت عملی تھی اچھی لیکن اس کو بھی بعض لوگوں نے راہِ فرار سمجھا۔ وہ کہتے ہیں کہ ہم شرمندہ تھے کہ ہم نے راہِ فرار اختیار کیا۔ ایک صحابی کہتے ہیں کہ ہم نے کہا کہ اگر ہم مدینہ گئے تو ہمیں قتل کر دیا جائے گا۔ ہم رات کے وقت مدینہ میں داخل ہو کر چھپ گئے۔ بعض اتنے شرمندہ تھے کہ رات کو داخل ہوئے اور چھپ گئے مگر کہتے ہیں کہ ہم نے کہا کہ کاش! ہم آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو جائیں۔ آپؐ کی خدمت میں معذرت پیش کریں۔ اگر تو وہ توبہ قبول ہو گئی تو بہتر ورنہ ہم چلے جائیں گے یعنی پھر جنگ کے لیے تیار ہو کر چلے جائیں گے یا وہاں سے چلے جائیں گے۔ ہم نماز فجر سے پہلے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو گئے۔ آپ نے دریافت کیا کون ہے؟ ہم نے جواب دیا راہ فرار اختیار کرنے والے۔ شرمندہ تھے خود ہی کہہ دیا ہم وہ ہیں جو وہاں سے دوڑ آئے ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا نہیں تم پلٹ کر حملہ کرنے والے ہو۔ مَیں تمہارا گروہ ہوں یا فرمایا: میں ہر مسلمان کا گروہ ہوں۔ اس پر ہم نے آپؐ کے ہاتھوں کو چوم لیا۔

(سبل الھدیٰ والرشاد جلد 6 صفحہ 154 تا 156 دار الکتب العلمیۃ بیروت)

(غزوات النبیؐ از ابوالکلام آزاد صفحہ 177 ناشر سٹی بک پوائنٹ کراچی)

بڑی شفقت کا سلوک فرمایا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے۔

پھر ایک سریہ کا ذکر ہے یہ سریّہ حضرت عمرو بن عاصؓ کہلاتا ہے۔ یہ سریہ جُمادی الثانی آٹھ ہجری میں ہوا۔ یہ بھی کہا جاتا ہے کہ یہ سریہ سات ہجری میں ہوا۔ ابن اسحاق کے علاوہ سب اس پر متفق ہیں کہ یہ سریہ غزوہ مُؤتہ کے بعد ہوا اور غزوہ مُؤتہ جُمادَی الاُولیٰ آٹھ ہجری میں ہوا تھا۔

اس سریّہ کا سبب یہ بنا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خبر ملی کہ بنو قُضَاعَہ کا ایک گروہ مدینہ کے اطراف میں حملہ کرنے کے لیے اکٹھا ہو رہا ہے۔ بنو قُضَاعَہ، قحطانیوں کا ایک قبیلہ تھا جو مدینہ سے دس دن کے فاصلے پر وادی القریٰ سے آگے آباد تھا۔

اس کے بارے میں مزید بیان ہوا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی سرکوبی کے لیے حضرت عمرو بن عاصؓ کو روانہ فرمایا۔ حضرت عمرو بن عاصؓ مکہ کے ایک سردار عاص بن وَائِل کے بیٹے تھے انہوں نے سات ہجری میں یا دوسری روایت کے مطابق آٹھ ہجری میں اسلام قبول کیا تھا۔

حضرت عمروؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے پیغام بھیجا کہ میں اپنے کپڑے اور ہتھیار لے لوں اور فرمایا کہ اے عمرو! میں سچاہتا ہوں کہ تمہیں ایک لشکر پر امیر بنا کر بھیجوں۔ اللہ تمہیں مال غنیمت بھی دے گا اور تمہاری حفاظت بھی کرے گا۔ حضرت عَمروؓ نے عرض کیا کہ مَیں نے مال کی غرض سے تو اسلام قبول نہیں کیا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: نیک آدمی کے لیے حلال مال کا ہونا کیا ہی اچھا ہے۔ تم نے تو نہیں قبول کیا لیکن اللہ تعالیٰ دے تو بہت ہی اچھی بات ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عمرو کی زیر قیادت مہاجرین اور انصار پر مشتمل تین سو افراد کا لشکر تیار کیا جن میں تیس گھڑ سوار تھے۔ آپ نے حضرت عمروؓ کے لیے ایک سفید رنگ کا جھنڈا باندھا اور ساتھ ایک سیاہ رنگ کا جھنڈا بھی دیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عمرو کو نصیحت فرمائی کہ رستے میں بنو بَلِیّ، عُذْرَہ، بَلْقَیْن میں سے کوئی ان کے پاس سے گزرے تو اپنے ساتھ شامل کرنے کی کوشش کریں۔

حضرت عمرو جنگ میں خاص مہارت رکھتے تھے اور فنونِ حرب سے بھی آگاہی رکھتے تھے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں ان کی جنگی مہارت کی وجہ سے امیر بنایا تھا۔

(شرح الزرقانی علی المواھب اللدنیہ جلد 3 صفحہ 357 تا 359، 361 دار الکتب العلمیۃ بیروت)

(اسد الغابہ جلد 4 صفحہ 232 دار الکتب العلمیۃ بیروت)

(فرہنگ سیرت صفحہ 237 زیر لفظ قضاعہ)

حضرت عمرو کو اس سریہ پر بھیجنے کی ایک وجہ یہ بھی تھی کہ چونکہ ان کی دادی کا تعلق قبیلہ بَلِیّ سے تھا۔ اس لیے بنو بَلِیّ سے اچھے تعلقات استوار کرنے کے لیے آپ ایک اچھا ذریعہ ہو سکتے تھے۔

(سیرۃ ابن ہشام صفحہ 879 دار الکتب العلمیۃ بیروت)

اسلامی لشکر روانہ ہوا۔ یہ رات سفر کرتا تھا اور دن کے وقت چھپ جاتا تھا یہاں تک کہ وہ قبیلہ جُذَام کے علاقے میں سَلَاسِل نام کے ایک چشمہ کے قریب پہنچ گیا۔ اس چشمہ کی مناسبت سے اس سریہ کو سریہ ذات سَلَاسِل بھی کہا جاتا ہے۔ (سبل الھدیٰ والرشاد جلد 6 صفحہ 167 دار الکتب العلمیۃ بیروت)

مدینہ سے مزید کمک منگوانے کا ذکر بھی ملتا ہے کہ چشمہ کے قریب پہنچنے پر مسلمانوں کو علم ہوا کہ دشمن کا لشکر بہت بڑا ہے۔ حضرت عمروؓ نے مزید امداد کے لیے حضرت رافع بن مَکِیْث کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف بھیجا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابوعُبَیْدہ بن جَرّاحؓ کے لیے جھنڈا تیار کیا اور دو سو مہاجرین اور انصار کا لشکر ان کے ساتھ روانہ کیا۔ حضرت ابوبکرؓ اور حضرت عمرؓ بھی ان میں شامل تھے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابوعبیدہؓ کو روانہ کرتے ہوئے نصیحت فرمائی کہ پہنچنے کے بعد حضرت عمروؓ کے ساتھ شامل ہو جائیں اور ایک ہی لشکر بن جائیں اور باہم اختلاف نہ کریں۔ اس کا مقصد یہ تھا کہ دونوں اتفاق سے رہیں اور آپس میں اختلاف نہ ہو اور حضرت عمروؓ ہی کمانڈر رہوں گے۔

اس کی تفصیل میں لکھا ہے کہ اس موقع پر ایک دفعہ مسلمانوں نے آگ جلانے کے لیے لکڑیاں جمع کیں تاکہ وہ سردی سے بچنے کے لیے آگ تاپ سکیں لیکن حضرت عمرو نے انہیں منع کر دیا۔ ایک روایت میں ہے کہ جب حضرت عمرو نے آگ جلانے سے منع کیا تو حضرت عمرؓ کو غصہ آیا اور ان کے پاس جانا چاہا لیکن حضرت ابوبکرؓ نے انہیں روک دیا اور بتایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں ان کی جنگی مہارت کی وجہ سے ہی امیر بنایا ہے۔

(شرح الزرقانی علی المواھب اللدنیہ جلد 3 صفحہ 359 تا 361 دار الکتب العلمیۃ بیروت)

(سبل الھدیٰ والرشاد جلد 6 صفحہ 168 دار الکتب العلمیۃ بیروت)

حضرت عمروؓ جب واپس آئے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بتایا کہ میں نے آگ جلانا اس لیے ناپسند کیا کہ دشمن ہماری کم تعداد دیکھ کر مزید کمک منگوا کر ہم پر حملہ نہ کر دے۔ اس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی تعریف کی۔

(السیرۃ الحلبیہ جلد 3 صفحہ 269 دار الکتب العلمیۃ بیروت)

بہر حال تفصیل میں لکھا ہے کہ مسلمان وہاں سے چل پڑے یہاں تک کہ دشمن کے علاقے میں پہنچ کر اسے روند ڈالا اور اس پر غالب آ گئے۔ یہاں تک کہ جب مسلمان اس جگہ پہنچے جہاں انہیں دشمن کے جمع ہونے کی خبر ملی تھی تو دشمن مسلمانوں کی خبر پا کر بھاگ گئے اور منتشر ہو گئے۔ مسلمانوں نے ان کا پیچھا کیا تو دشمن کے ایک چھوٹے سے گروہ سے ان کا مقابلہ ہوا جس پر انہوں نے حملہ کر کے انہیں شکست دی اور باقی سب بھاگ گئے۔ مسلمان چند دن یہاں ٹھہرے رہے اور جہاں بھی دشمن کے کسی گروہ کے متعلق سنتے تو اس سے مقابلہ کے لیے گھڑ سوار بھیجتے جو ان سے مقابلہ کرتے اور بکریاں اور اونٹ لے کر واپس آتے۔ مسلمان واپس مدینہ آنے کے لیے روانہ ہو گئے۔ حضرت عمرو نے عوف بن مالک اشجعی کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آگے روانہ کیا تاکہ ان کی واپسی، سلامتی اور جنگ کے حالات کے متعلق آپؐ کو آگاہ کریں۔

(سبل الھدیٰ والرشاد جلد 6 صفحہ 168 دار الکتب العلمیۃ بیروت)

پھر ایک سریّہ حضرت ابوعُبَیْدہ بن جَرّاحؓ ہے۔ یہ سریہ رجب آٹھ ہجری میں ہوا۔ حضرت مرزا بشیر احمد صاحبؓ نے اپنی کتاب کے آخر میں مجوزہ عناوین درج کیے ہیں اس کے مطابق سریہ حضرت ابوعبیدہ رجب آٹھ ہجری بمطابق نومبر 629ء میں ہوا۔ (سیرت خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم از حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحبؓ صفحہ 840)

اس سریہ کے دیگر نام بھی ہیں۔ اس سریہ کو سریہ سِیْفُ الْبَحْر اور سریہ خَبَط بھی کہا جاتا ہے۔ سِیْفُ الْبَحْر کے معنی ساحل سمندر کے ہیں۔ اس سریہ میں چونکہ صحابہ بحیرۂ احمر Red Sea کے ساحل پر جا کر ٹھہرے تھے اس لیے اسے سریہ سِیْفُ الْبَحْر کہا جاتا ہے۔ اسے سریہ خَبَط یعنی پتے کھانے والا لشکر اس لیے کہا جاتا ہے کیونکہ اس سریہ کے دوران ایک وقت ایسا بھی آیا تھا کہ صحابہ درختوں کے پتے کھانے پر مجبور ہو گئے تھے۔

اس سریہ کے امیر حضرت ابوعبیدہ بن جراحؓ تھے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں تین سو مہاجرین اور انصار صحابہ کا ایک لشکر دے کر بنو جُھَیْنَہ کی ایک شاخ کی طرف بھیجا اس لشکر میں حضرت عمر بھی شامل تھے۔ بنو جُھَیْنَہ قبیلہ مقام پر آباد تھے۔ قبیلہ مدینہ سے پانچ راتوں کی مسافت پر ساحل سمندر کے قریب ایک مقام ہے۔ اس سریہ کا مقصد یہ بیان کیا جاتا ہے کہ قریش مکہ کا ایک قافلہ جو اناج لے کر ساحل سمندر کے ساتھ ساتھ شام سے مکہ جا رہا تھا اس پر جُھَیْنَہ کے ایک قبیلہ کی طرف سے حملہ کا خطرہ تھا۔ یہ صلح حدیبیہ کا زمانہ تھا اور چونکہ جُھَیْنَہ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کے حلیف تھے اس لیے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دور اندیشی سے کام لیتے ہوئے ایک حفاظتی دستہ بطور احتیاط ان کی طرف بھیج دیا تاکہ شام سے آنے والے قریشی قافلے سے تعرض نہ ہو اور قریش کو نقض معاہدہ کا بہانہ نہ مل جائے۔ ان کی حفاظت کے لیے یعنی قریش کے قافلے کی حفاظت کے لیے بھیجا تھا تاکہ یہ کہیں اس قبیلہ پر جو وہاں رستے میں آباد ہے حملہ نہ کر دے کیونکہ صلح حدیبیہ ہو چکی تھی اور ان کی حفاظت بھی فرض تھا۔ آپ نے عہد کی پابندی کرنی تھی اس لیے آپؐ نے یہاں سے تین سو آدمیوں کا فوجی وفد بھیجا کہ ان کی حفاظت کریں تاکہ وہ یعنی قریش کا قافلہ آرام سے وہاں سے گزر جائیں۔ اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ یہ اصحاب کسی سے لڑنے کے لیے نہیں گئے تھے۔ اس لیے پندرہ دن سے زائد عرصہ کے قیام میں کسی لڑائی کا ذکر نہیں ملتا۔

(ماخوذ از سبل الھدیٰ والرشاد جلد 6 صفحہ 176 دار الکتب العلمیۃ بیروت)

(بخاری جلد 9 صفحہ 239، شائع کردہ نظارت اشاعت)

اس سریہ پر روانگی اور زادِراہ کے ختم ہو جانے کے بارے میں ایک تفصیل اس طرح بیان ہوئی ہے کہ حضرت جابرؓ اس سریہ کے متعلق بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں بھیجا۔ ہم تین سو سوار تھے۔ ہمارے امیر حضرت ابوعبیدہ بن جراحؓ تھے۔ ہم نکلے اور ابھی کچھ راستہ ہی طے کیا تھا کہ زادِراہ ختم ہو گیا۔ حضرت ابوعبیدہؓ نے حکم دیا کہ سب توشے اکٹھے کیے جائیں۔ جو جو تمہارے پاس کھانا سٹاک ہے وہ لے آؤ۔ چنانچہ وہ اکٹھے کیے گئے تو وہ کل دو تھیلے کھجوروں کے بنے۔ حضرت ابوعبیدہ ہمیں ہر روز تھوڑا تھوڑا کھانے کے لیے دیتے یہاں تک کہ وہ بھی ختم ہو گیا۔ پھر ہمیں ایک ایک کھجور ملتی تھی۔ راوی کہتے ہیں کہ میں نے حضرت جابر سے پوچھا کہ ایک کھجور تمہاری کیا بھوک دور کرتی ہوگی۔ انہوں نے کہا کہ جب وہ بھی نہ رہی تو ہم نے اس وقت ایک کھجور کی عدم موجودگی محسوس ہوئی۔ اس وقت جب بالکل کچھ نہ رہا تو ہمیں وہ ایک کھجور بھی غنیمت محسوس ہونے لگی۔ ایک روایت کے مطابق حضرت جابر نے بتایا کہ ہم سارا دن اسی ایک کھجور کو چوستے رہتے اور پھر پانی پی لیتے۔ ہمارے لیے رات تک یہی کافی ہوتی تھی۔

حضرت جابر بیان کرتے ہیں کہ ہم قریش کے تجارتی قافلے کی حفاظت کے لیے نگرانی میں بیٹھ گئے۔ سمندر کے کنارے ہم آدھا مہینہ ٹھہرے رہے اور ہمیں سخت بھوک لگی یہاں تک کہ ہم نے پتے بھی کھائے۔ اسی لیے اس فوج کا نام جیش الخَبَط یعنی پتے کھانے والا لشکر رکھا گیا۔ کہتے ہیں ہماری اس خوراک کی وجہ سے ہم بہت کمزور ہو چکے تھے اور ہمارے ہونٹ اور منہ کے اطراف زخمی ہو گئے تھے حتیٰ کہ ایک شخص نے کہا کہ اگر اس حالت میں ہمارا دشمن سے مقابلہ ہو جاتا تو ہم اس مشقت کی وجہ سے جو ہمیں کرنی پڑتی اس کی طرف حرکت بھی نہ کر سکتے، کوئی مقابلہ نہ کر سکتے۔

خوراک کے لیے ایک جگہ یہاں اونٹوں کے ذبح کرنے کا ذکر بھی بیان ہوا ہے۔ حضرت جابرؓ بیان کرتے ہیں کہ لشکر میں ایک شخص تھا جس نے لوگوں کے کھانے کے لیے تین دن تین تین اونٹ ذبح کیے۔ پھر حضرت ابوعبیدہؓ نے اس کو روک دیا۔ (سبل الھدیٰ والرشاد جلد 6 صفحہ 176 دار الکتب العلمیة بیروت)

(صحیح البخاری کتاب المغازی باب غزوة سیف البحر روایت 4360، 4361، 4362)

(صحیح البخاری کتاب الشرکة باب فی الطعام……حدیث 2483)

کتب سیر سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ شخص حضرت قیس بن سعدؓ تھے۔ حضرت قیس بن سعد نے کہا کہ کون مجھ سے ایک اونٹ کے بدلے کھجوریں خریدے گا۔ اونٹ تو میں یہیں پر ذبح کر دوں گا لیکن اس کی قیمت مدینہ جا کر ادا کروں گا۔ یعنی صحابہ کی بھوک کی حالت دیکھ کر انہوں نے کہا کہ مَیں اونٹ خریدتا ہوں اور یہاں ذبح کر کے تمہارے کھانے کا انتظام کرتا ہوں۔ حضرت عمرؓ موجود تھے انہوں نے کہا کہ اس لڑکے پر تعجب ہے کہ اپنے پاس مال تو کچھ ہے نہیں اور دوسرے کے مال میں تصرف کرتا ہے۔ گھر جا کے یہ کہاں سے دے گا؟ اپنا تو باغ کوئی نہیں۔ حضرت قیس کو جُھَیْنہ کا ایک شخص ملا انہوں نے اس شخص سے کہا کہ مجھے اونٹ بیچو۔ وہاں جو قبیلہ تھا اس سے پھر انہوں نے اونٹ خریدے کہ مَیں اس کی قیمت تمہیں مدینہ میں کھجوروں کی صورت میں دے دوں گا۔ اس آدمی نے کہا کہ میں تو جانتا نہیں کہ تم کون ہو؟ حضرت قیس نے کہا کہ میں قیس بن سعد بن عبادہ ہوں۔ اس شخص نے کہا کہ تم نے اپنے نسب سے یعنی خاندانی تعارف سے مجھے کتنی پہچان کروا دی ہے۔ میرے اور یثرب کے سردار سعد کے درمیان تو دوستی ہے۔ ہم دونوں کے درمیان دوستی ہے۔ حضرت قیس نے اس سے پانچ وسق کھجور کے بدلے پانچ اونٹ خرید لیے یعنی کُل تقریباً کوئی ساڑھے سات سو کلو کھجوریں تھیں۔ اس نے کہا کہ مجھے گواہ دے دو۔ کوئی ضامن بھی ہونا چاہیے۔ اس پر چند مہاجرین اور انصار صحابہ ان کے گواہ بن گئے۔ حضرت عمر نے گواہ بننے سے انکار کر دیا کہ کھجوروں کی بات کر رہا ہے اور یہ مال تو اس کا ہے ہی نہیں بلکہ ان کے والد کا ہے۔ کھجوروں کے باغ تو اس کے والد کے ہیں یہ کہاں سے دے گا؟ بہرحال جب یہ لشکر مدینہ واپس آیا تو حضرت سعدؓ نے حضرت قیسؓ سے پوچھا کہ جب صحابہ کرامؓ بھوکے تھے تو تم نے کیا کیا؟ انہوں نے کہا میں نے اونٹ ذبح کیا۔ حضرت سعد نے پوچھا پھر کیا کیا؟ حضرت قیس نے کہا میں نے پھر اونٹ ذبح کیا۔ حضرت سعدؓ نے پوچھا پھر کیا کیا؟ حضرت قیس نے کہا میں نے پھر اونٹ ذبح کیا۔ حضرت سعد نے پوچھا پھر کیا کیا؟ حضرت قیس نے کہا پھر مجھے منع کر دیا گیا۔ حضرت سعد نے پوچھا کس نے منع کیا تھا؟ حضرت قیس نے بتایا کہ حضرت ابوعبیدہ نے۔ پھر پوچھا کہ کیوں منع کیا تھا؟ تو حضرت قیس نے بتایا کہ ان کا کہنا تھا کہ میرا کوئی مال نہیں بلکہ میرے والد کا ہے۔ حضرت سعد نے کہا کہ میں تمہیں چار باغ دیتا ہوں۔ اس پر ان کے والد خوش ہوئے۔ انہوں نے کہا میں تمہیں چار باغ دیتا ہوں ان میں سے سب سے کم درجہ باغ جو ہے وہاں سے بھی تمہیں پچاس وسق کھجوریں ملیں گی۔ کافی بڑی تعداد ہے، کئی سو کلو ہیں۔ حضرت سعد نے ایک تحریر لکھ دی اور حضرت ابوعبیدہ وغیرہ کو اس پر گواہ بنا دیا۔ بنو جُھَیْنہ کا شخص بھی حضرت قیس کے ساتھ مدینہ آیا تھا۔ حضرت سعد نے اسے کھجوریں دیں۔ اسے سواری دی اور پوشاک پہنائی۔ حضرت جابر کہتے ہیں کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تک یہ بات پہنچی تو آپؐ نے فرمایا: سخاوت تو اس گھرانے کی جبلت میں شامل ہے۔

(سبل الھدیٰ والرشاد جلد 6 صفحہ 177، 178 دار الکتب العلمیة بیروت)

(لغات الحدیث جلد 2 صفحہ 648، جلد 4 صفحہ 487)

حضرت سید زین العابدین ولی اللہ شاہ صاحبؓ اس واقعہ کے متعلق تشریح میں لکھتے ہیں کہ صحابہ کرامؓ کا شدت بھوک میں غایت درجہ صبر سے کام لینا اور کسی قافلے یا بستی سے خوراک کے لیے تعرض نہ کرنا دلیل ہے کہ غزوہ مذکور کا تعلق کسی جنگ سے نہ تھا اور نہ ان کے نفوس زکیہ چیرہ دستی جائز سمجھتے تھے یعنی پاک نفس جو تھے وہ کوئی ظلم اور زبردستی کو جائز نہیں سمجھتے تھے۔ (بخاری جلد 9 صفحہ 240، شائع کردہ نظارت اشاعت)

بہرحال اللہ تعالیٰ نے بھی اس دوران میں اُن کی بھوک کو مٹانے کا یہاں ایک انتظام کیا۔

اس کے بارے میں لکھا ہے کہ حضرت جابر اس سریہ کے مزید حالات بیان کرتے ہیں۔ انہوں نے ہی بیان کیا ہے کہ سمندر نے ہمارے لیے ایک بڑے ٹیلے جیسی مچھلی جسے عنبر کہتے ہیں سمندر سے باہر پھینک دی۔ یہ عنبر بڑی مچھلی ہے۔ وہیل مچھلی کہہ لیں اس کو۔ علامہ ازہری کہتے ہیں کہ عنبر سمندر کی ایک بہت بڑی مچھلی ہے جس کی لمبائی پچاس گز تک پہنچ جاتی ہے۔ حضرت جابر کہتے ہیں کہ ہم اس کا گوشت آدھا مہینہ اور دوسری روایت کے مطابق اٹھارہ دن یا ایک ماہ تک کھاتے رہے۔ وہاں رہنے اور واپس آنے تک کھاتے رہے اور اس کی چربی بدن پر ملا کرتے یہاں تک کہ ہمارے جسم پھر ویسے کے ویسے تازہ ہو گئے۔ بھوک کی وجہ سے جو کمزوری ہو گئی تھی وہ دور ہو گئی۔ حضرت جابر کہتے ہیں کہ اس مچھلی کی آنکھیں بڑے بڑے مٹکوں کی طرح تھیں۔ ہم نے اس سے کئی مٹکے تیل نکالا اور اس کے جسم کے بڑے بڑے ٹکڑے کاٹ لیے اور اس کا کچھ گوشت بازاروں میں جا کر بھی بیچا۔

(کتاب العظمة جزء 4 صفحہ 1398 روایت نمبر 914 از علامہ ابوالشیخ الاصبھانی)

اس مچھلی کی آنکھ میں بیٹھنے کے حوالے سے دو طرح کی روایات ہیں۔ حضرت جابر کہتے ہیں کہ ہم کل چھ افراد مچھلی کی آنکھ میں بیٹھ گئے جبکہ ایک روایت میں تیرہ افراد کے بیٹھے کا ذکر بھی ملتا ہے۔ حضرت ابوعبیدہ نے اس کی پسلیوں میں سے ایک پسلی اور ایک روایت کے مطابق دو پسلیاں لیں اور ان کو کھڑا کیا اور سب سے لمبے شخص حضرت قیس کو سب سے اونچے اونٹ پر بٹھایا اور وہ دونوں اس کے درمیان سے گزر گئے اور ان پسلیوں کو چھوا تک نہیں۔

مدینہ واپسی کے بارے میں لکھا ہے حضرت جابرؓ کہتے ہیں کہ جب ہم مدینہ آئے تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے ہم نے اس مچھلی کا ذکر کیا۔ آپؐ نے فرمایا جو رزق اللہ تعالیٰ نے نکالا ہوا سے تم کھاؤ اور اگر تمہارے پاس کچھ ہو تو اس میں سے ہمیں بھی کھلاؤ۔ ان میں سے کسی نے آپؐ کو ایک حصہ دیا اور آپ نے اس کو کھایا۔

(ماخوذ از سبل الھدیٰ والرشاد جلد 6 صفحہ 177-178 دار الکتب العلمیة بیروت)

(صحیح البخاری کتاب المغازی باب غزوة سیف البحر روایت 4360، 4361، 4362)

(نعمة الباری جلد 7 صفحہ 747 ضیاء القرآن پبلیکیشنز کراچی)

(فتح الباری جلد 8 صفحہ 100 قدیمی کتب خانہ آرام باغ کراچی)

(سیرة الحلبیہ جلد 3 صفحہ 270 دار الکتب العلمیة بیروت)

اس کا یہ ذکر یہاں ختم ہوا۔ کوشش تو میری یہ تھی کہ یہ جلدی ختم ہو جائے تاکہ دوسرے مضامین بھی شروع ہوں لیکن کچھ جنازوں کا، شہداء کا ذکر آتا رہا اس لیے اس میں سے ابھی بھی کچھ حصہ رہتا ہے پھر آخر میں فتح مکہ کا بھی ذکر آئے گا۔ بہرحال یہ ذکر ابھی چل رہا ہے لیکن آج میں یہ بھی کہنا چاہتا ہوں، گذشتہ جمعہ بھی میں نے کہا تھا کہ پاکستان اور ہندوستان کے درمیان جو جنگ کی صورتحال ہے اس بارے میں بہت دعا کریں کہ آپس میں صلح اور امن کی فضا قائم ہو جائے کیونکہ جنگوں میں آجکل جو ہتھیار استعمال ہوتے ہیں اس سے شہری بھی مارے جاتے ہیں اور اب جو جنگ کی نئی صورت بن رہی ہے اس میں مارے جا رہے ہیں۔ پس دعا کرنی چاہیے کہ دونوں فریقین صلح پر راضی ہوں اور بڑے نقصان سے بچ جائیں۔

اس حوالے سے یہ بات بھی یاد رکھنی چاہیے کہ آجکل سوشل میڈیا پر یا انٹرنیٹ کے اَور جو ذرائع ہیں، الیکٹرانک میڈیا جو بھی ہے، میسیجز ہیں۔ اس پر ہر ایک بڑے آزادانہ تبصرے کر دیتا ہے اور اپنی مرضی سے جو چاہے وہ کہہ دیتا ہے جس سے فائدہ کم ہے اور نقصان زیادہ ہے۔ اپنی طرف سے بڑا اظہار ہو رہا ہوتا ہے کہ ہم کیا چاہتے ہیں۔

احمدیوں کو اس سے پرہیز کرنا چاہیے کیونکہ یہ اظہار جو ہے اس کا فائدہ کم ہے اور نقصان زیادہ ہے۔ اگر کسی کو پیغام دینے کی بہت زیادہ خواہش ہے تو امن اور سلامتی کا پیغام دیں۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بھی اپنی زندگی کے آخر میں جو پیغام صلح تصنیف فرمائی تھی اس میں آپؑ نے یہی پیغام دیا تھا کہ امن اور صلح کا پیغام تھا۔ اس لیے اسے ہر احمدی کو یاد رکھنا چاہیے اور اسی کے لیے کوشش کرنی چاہیے۔ اللہ تعالیٰ سب کو معصوم جانوں کے نقصان سے بچائے۔ بعض بڑی طاقتیں بھی لگتا ہے اسے ہوا دینے کی کوشش کر رہی ہیں۔ وہ چاہتی ہیں کہ دونوں طاقتیں لڑیں اور کمزور ہوں اور ان کا اسلحہ بھی بکے۔ اللہ تعالیٰ ان کے شر سے بھی بچائے۔

اسی طرح فلسطین کے عوام کے لیے بھی دعا کریں۔ اللہ تعالیٰ ان کے لیے بھی آسانیاں پیدا کرے اور یہ امن سے اپنے ملک میں رہ سکیں لیکن بظاہر یہ لگتا ہے کہ امن کا کوئی امکان نہیں ہے بلکہ کوشش یہی ہے کہ ان کو کسی طرح یہاں سے نکالا جائے اور اس میں سب طاقتیں شامل ہو رہی ہیں۔

مسلم ممالک کو اللہ تعالیٰ عقل دے اور وہ ایک ہو جائیں۔ اگر وہ ایک ہو جائیں تو بہت سے مسائل حل ہو سکتے ہیں۔ اگر عالمی جنگ ہوئی تو بعض لوگوں کا، بعض ملکوں کا یہ خیال غلط ہے کہ وہ بچ جائیں گے۔ یہ سب کو اپنی لپیٹ میں لے لے گی۔ پس اس غلط فہمی سے ہر ایک کو بچنا چاہیے۔ اللہ تعالیٰ سب کو محفوظ رکھے۔ بہرحال اس کا حل صرف اور صرف جیسا میں ہمیشہ کہتا ہوں یہی ہے کہ خدا تعالیٰ کی طرف جھکیں اور وہی ایک راستہ ہے جو ان کو بچا سکتا ہے۔ اس کے علاوہ اور کوئی راستہ نہیں۔

اللہ تعالیٰ سب کو اس کی توفیق دے۔

(الفضل انٹرنیشنل ۳۰ مئی ۲۰۲۵ء صفحہ ۲ تا ۷)

☆……☆……☆

سیرت خاتم النّبیین صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

(از حضرت مرزا بشیر احمد صاحب ایم۔اے۔ رضی اللہ عنہ)

اہل خیبر کی طرف سے مزید خطرہ اور قتل اُسیر بن رِزام شوال 6 ہجری

ابورافع سلام بن ابی الحقیق کے قتل کے بعد خیبر کے یہودیوں نے اپنی سرداری کا تاج ایک ایسے شخص کے سر پر رکھا جو اسلام کی عداوت میں ابورافع سے کم نہیں تھا۔اس شخص کا نام اُسیر بن رزام تھا۔اس ظالم نے اپنے نئے عہدہ پر فائز ہوتے ہی اس کام کی تکمیل کا تہیہ کرلیا جسے ابورافع ادھورا چھوڑ کر مر گیا تھا۔چنانچہ سب سے پہلا کام اُسیر نے یہ کیا کہ تمام یہودیوں کو ایک جگہ جمع کر کے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف ایک سخت اشتعال انگیز تقریر کی اور کہا کہ اب تک یہودی رؤساء نے جو تدابیر اسلام کے خلاف اختیار کی ہیں وہ درست نہیں تھیں۔اب میں ایک نیا طریقہ اختیار کروں گا اور قبائل غطفان وغیرہ کی مدد سے ایک ایسی چال چلوں گا کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کے گھر کی بنیاد میں نقب لگ جائے گی اس کے بعد اس بدبخت نے نجدی قبائل غطفان وغیرہ کا دورہ کرنا شروع کیا اور اپنی اشتعال انگیز تقریروں سے ان میں ایسی آگ لگا دی کہ وہ پھر حملہ آور ہونے کے لئے جمع ہونے لگے۔

جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو ان حالات سے اطلاع ہوئی تو آپؐ نے فوراً اپنے ایک انصاری صحابی عبداللہ بن رواحہ کو تین دوسرے صحابیوں کی معیت میں خیبر کی طرف روانہ فرمایا اور انہیں تاکید فرمائی کہ خفیہ خفیہ جائیں اور سارے حالات معلوم کر کے جلد تر واپس آجائیں۔چنانچہ عبداللہ بن رواحہ اور ان کے ساتھی گئے اور خفیہ خفیہ تمام حالات اور کوائف کا پتہ لے کر اور یہ تصدیق کر کے کہ یہ خبریں درست ہیں واپس آگئے۔بلکہ عبداللہ بن رواحہ اور ان کے ساتھیوں نے ایسی ہوشیاری سے کام لیا کہ خیبر کے قلعوں کے آس پاس گھوم کر اور اُسیر بن رزام کی مجلس گاہوں کے پاس پہنچ کر خود اُسیر اور اس کے ساتھیوں کی زبانی یہ سن لیا کہ وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف یہ یہ تدبیریں کر رہے ہیں۔انہی دنوں میں ایک غیر مسلم شخص خارجہ بن حُسَیل اتفاقاً خیبر کی طرف سے مدینہ میں آیا اور اس نے بھی عبداللہ بن رواحہ کی تصدیق کی اور کہا کہ میں اُسیر کو ایسی حالت میں چھوڑ کر آیا ہوں کہ وہ مدینہ پر حملہ آور ہونے کے لئے اپنے لاؤلشکر کو جمع کر رہا تھا۔

اس تصدیق کے بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے عبداللہ بن رواحہ کی امارت میں تیس صحابہ کی ایک پارٹی خیبر کی طرف روانہ فرمائی اور گو روایات سے یہ پتہ نہیں چلتا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس پارٹی کو کیا ہدایات دے کر روانہ فرمایا تھا مگر اس گفت وشنید سے جو خیبر میں عبداللہ بن رواحہ اور اُسیر بن رزام میں ہوئی یہ ظاہر ہوتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا منشا یہ تھا کہ اُسیر کو مدینہ میں بلا کر اس کے ساتھ کوئی ایسا سمجھوتہ کیا جائے جس سے اس فتنہ انگیزی کا سلسلہ رک جائے اور ملک میں امن وامان کی صورت پیدا ہو۔اس خواہش میں آپؐ اس حد تک تیار تھے کہ اگر اُسیر کو خیبر کے علاقہ کا امیر تک تسلیم کرنا پڑے تو تسلیم کرلیا جائے بشرطیکہ آئندہ کے لئے وہ مسلمانوں کے خلاف اپنی فتنہ انگیزی سے باز آجائے۔

جب عبداللہ بن رواحہ کی پارٹی خیبر میں پہنچی تو سب سے پہلے انہوں نے اُسیر بن رزام سے دوران گفتگو کے لئے امن وامان کا عہد لیا جس سے ظاہر ہوتا ہے کہ اس وقت خطرہ اس قدر بڑھ چکا تھا کہ مسلمان سمجھتے تھے کہ کہیں اس گفت وشنید کے درمیان ہی اُسیر کی طرف سے کوئی غداری کی صورت نہ پیدا ہو جائے۔اُسیر نے اقرار کیا کہ ایسا نہیں ہوگا مگر ساتھ ہی اپنی شرم رکھنے کے لئے اسی قسم کا عہد عبداللہ بن رواحہ سے بھی لیا۔مگر عبداللہ بن رواحہ کی طرف سے اس معاملہ میں پہل ہونا ظاہر کرتا ہے کہ اصل خطرہ کس کی طرف سے تھا۔بہرحال اس قول وقرار کے بعد عبداللہ بن رواحہ نے اُسیر سے گفتگو شروع کی جس کا مال یہ تھا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تمہارے ساتھ ایک امن وامان کا معاہدہ کرنا چاہتے ہیں تاکہ یہ آپس کی جنگ رک جائے اور اس کے لئے بہترین صورت یہ ہے کہ تم خود مدینہ میں چل کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے بالمشافہ بات کرو۔اگر اس قسم کا معاہدہ ہو گیا تو میں امید کرتا ہوں کہ رسولؐ اللہ تمہارے ساتھ احسان کا معاملہ کریں گے اور ممکن ہے کہ تمہیں خیبر کا باقاعدہ رئیس تسلیم کرلیا جائے۔اُسیر کو جو سخت جاہ طلب تھا، یا یہ بھی ممکن ہے کہ اس کے دل میں کوئی اور نیت مخفی ہو یہ تجویز پسند آئی اور کم ازکم اس نے یہ ظاہر کیا کہ مجھے یہ تجویز پسند ہے مگر ساتھ ہی اس نے خیبر کے یہودی عمائد کو جمع کر کے ان سے مشورہ مانگا کہ مسلمانوں کی طرف سے یہ تجویز پیش ہوئی ہے اس کے متعلق کیا کیا جائے۔یہود نے جو اسلام کے خلاف عامیانہ عداوت میں اندھے ہو رہے تھے عام طور پر اس تجویز کی مخالفت کی اور اُسیر کو اس ارادے سے باز رکھنے کی غرض سے کہا کہ ہمیں امید نہیں کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) تمہیں خیبر کا امیر تسلیم کریں۔مگر اُسیر جو حالات سے زیادہ واقف تھا اپنی بات پر قائم رہا اور کہنے لگا ’’تم نہیں جانتے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اس جنگ سے تنگ آیا ہوا ہے اور دل سے چاہتا ہے کہ جس طرح ہو اس لڑائی کا سلسلہ رک جائے۔

الغرض اُسیر بن رزام عبداللہ بن رواحہ کی پارٹی کے ساتھ مدینہ چلنے کے لئے تیار ہو گیا اور عبداللہ بن رواحہ کی طرح خود اس نے بھی تیس یہودی اپنے ساتھ لے لئے۔جب یہ دونوں پارٹیاں خیبر سے نکل کر ایک مقام قرقرہ میں پہنچیں جو خیبر سے چھ میل کے فاصلہ پر تھا۔تو اُسیر کی نیت بدل گئی یا اگر اس کی نیت پہلے سے خراب تھی تو یوں سمجھنا چاہئے کہ اس کے اظہار کا وقت آگیا۔چنانچہ اس نے باتیں کرتے کرتے بڑی ہوشیاری کے ساتھ مسلمانوں کی پارٹی کے ایک معزز فرد عبداللہ بن انیس انصاری کی تلوار کی طرف ہاتھ بڑھایا۔عبداللہ فوراً تاڑ گئے کہ اس بدبخت کے تیور بدلے ہوئے ہیں۔چنانچہ انہوں نے جھٹ اپنی اونٹنی کو ایڑ لگا کر اسے آگے کرلیا اور پھر اُسیر کی طرف گھوم کر آواز دی کہ ’’اے دشمن خدا کیا تم ہمارے ساتھ غداری کرنا چاہتے ہو؟‘‘ عبداللہ بن انیس نے دو دفعہ یہ الفاظ دہرائے۔مگر اُسیر نے کوئی جواب نہیں دیا اور نہ ہی اس نے اپنی کوئی بریت کی بلکہ وہ سامنے سے جنگ کے لئے تیار تھا۔یہ غالباً یہودیوں میں پہلے سے مقرر شدہ اشارہ تھا کہ ایسا موقع آئے تو سب مل کر مسلمانوں پر ٹوٹ پڑیں۔چنانچہ اسی جگہ عین راستہ میں مسلمانوں اور یہودیوں میں تلوار چل گئی۔اور گو دونوں پارٹیاں تعداد میں برابر تھیں اور یہودی لوگ پہلے سے ذہنی طور پر تیار تھے اور مسلمان بالکل بے ارادہ تھے مگر خدا کا ایسا فضل ہوا کہ بعض مسلمان زخمی تو بیشک ہوئے مگر ان میں سے کسی جان کا نقصان نہیں ہوا، لیکن دوسری طرف سارے یہودی اپنی غداری کا مزا چکھتے ہوئے خاک میں مل گئے۔

جب صحابہ کی یہ پارٹی مدینہ میں واپس پہنچی اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو حالات سے اطلاع ہوئی تو آپؐ نے مسلمانوں کے صحیح سلامت بچ جانے پر خدا کا شکر کیا اور فرمایا:

قَدْ نَجَّاكُمُ اللّٰهُ مِنَ الْقَوْمِ الظّٰلِمِيْنَ

’’شکر کرو کہ خدا نے تمہیں اس ظالم پارٹی سے نجات دی۔‘‘

اس واقعہ کے متعلق بعض مسیحی مؤرخین نے یہ اعتراض کیا ہے کہ گویا عبداللہ بن رواحہ کی پارٹی اُسیر وغیرہ کو خیبر سے اسی نیت سے نکال کر لائی تھی کہ رستہ میں موقع پا کر انہیں قتل کر دیا جائے۔مگر یہ اعتراض مغربی سینہ زوری کے ایک ناگوار مظاہرہ کے سوا کچھ حقیقت نہیں رکھتا۔کیونکہ جیسا کہ اوپر بیان کیا جا چکا ہے تاریخ میں اس بات کا کوئی ثبوت نہیں ملتا کہ مسلمان اس نیت سے وہاں گئے تھے، بلکہ غور کیا جاوے تو قطع نظر دوسرے شواہد کے صرف عبداللہ بن انیس کے یہ الفاظ ہی کہ ’’اے دشمن خدا! کیا غداری کی نیت ہے؟‘‘ اور پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے یہ الفاظ کہ ’’شکر کرو کہ خدا نے تمہیں اس ظالم پارٹی سے نجات دی۔‘‘ اس بات کے ثابت کرنے کے لئے کافی ہیں کہ مسلمانوں کی نیت بالکل صاف اور پرامن تھی اور جو کچھ ہوا وہ محض اس غداری کا نتیجہ تھا جو یہودی لوگ حسب عادت مسلمانوں کے ساتھ کرنا چاہتے تھے مگر جسے خدا نے اپنے فضل سے خود انہی پر الٹا دیا۔

(سیرت خاتم النّبیین، صفحہ 738 تا 741، مطبوعہ قادیان 2006)

❁❁❁

SAFOORA COLLECTION CENTER
LOVE FOR ALL HATRED FOR NONE
Partap Nagar Qadian Pin 143516
Dist: Gurdaspur Punjab
WE ACCEPT ONLINE ORDER ALSO
ALL KINDS OF LADIES GARMENTS AND KIDS PARTY WEAR & BURQA ALSO
INSTAGRAM
Shabana Omer : +91-8699710284 / Omer Farooque: +91-7347608447

130 واں جلسہ سالانہ قادیان مورخہ 26، 27، 28 دسمبر 2025ء کو منعقد ہوگا

سیّدنا حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے 130 ویں جلسہ سالانہ قادیان 2025ء کیلئے مورخہ 26، 27، 28 دسمبر (بروز جمعہ، ہفتہ، اتوار) کی تاریخوں کی منظوری مرحمت فرمائی ہے۔احباب جماعت ابھی سے دعاؤں کے ساتھ اس مبارک جلسہ میں شمولیت کی نیت کر کے تیاری شروع کر دیں۔اللہ تعالیٰ زیادہ سے زیادہ احباب جماعت کو اس للّٰہی جلسہ سے فیضیاب ہونے کی توفیق عطا فرمائے۔نیز جو دعائیں حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام نے شاملین جلسہ کیلئے کی ہیں ہم سب کو ان کا وارث بنائے۔آمین۔اسی طرح اس جلسہ سالانہ کے ہر لحاظ سے کامیاب اور بابرکت ہونے نیز سعید روحوں کی ہدایت کا موجب بننے کیلئے دعائیں جاری رکھیں۔

(ناظر اصلاح وارشاد مرکزیہ قادیان)

تذکارِ مہدی

سیّدنا حضرت مسیح موعود و مہدی معہود علیہ السلام کی سیرت طیبہ متعلق حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ کی روایات

مرتبہ مکرم حبیب الرحمٰن زیروی صاحب

سیالکوٹ ملازمت میں حکمت

خدا تعالیٰ جو آپؑ کو سیالکوٹ لے گیا تو اس کی وجہ یہ نہ تھی کہ آپؑ کو گھر میں کھانے کو نہ ملتا تھا اور معاش کے لئے آپؑ کو کسی نوکری کی تلاش تھی۔ خدا کے فضل سے گورنمنٹ ہمارے خاندان کو رؤسائے پنجاب میں شمار کرتی ہے۔ ہماری جائیداد کو دیکھ لو قادیان کے ہم مالک ہیں اور اُن لوگوں سے قبل جنہوں نے سکونت کی غرض سے ہم سے زمین خریدی کسی کی چپہ بھر زمین بھی وہاں نہ تھی۔ اس کے علاوہ تین اور گاؤں ہماری ملکیت ہیں اور دو میں تعلقہ داری ہے۔ پس سوچنا چاہئے کہ اگر مرزا صاحب نے نوکری کی تو ضرور اس میں کوئی اور غرض ہوگی آپؑ کے دل کی یا خدا تعالیٰ کی اور حقیقت یہ ہے کہ اس میں دونوں کی ایک ایک غرض تھی۔ حضرت مرزا صاحب کی ایک تحریر ملی ہے جو آپؑ نے والد صاحب کے نام لکھی تھی۔ آپؑ کے والد صاحب آپؑ کو دنیوی معاملات میں ہوشیار کرنے کے لئے مقدمات وغیرہ میں مصروف رکھنا چاہتے تھے اور آپؑ کی جو تحریر ملی ہے اس میں آپؑ نے اپنے والد صاحب کو لکھا ہے کہ دنیا اور اس کی دولت سب فانی چیزیں ہیں مجھے ان کاموں سے معذور رکھا جائے۔ مگر انہوں نے جب آپؑ کا پیچھا نہ چھوڑا تو آپؑ سیالکوٹ چلے گئے کہ دن کو تھوڑا سا کام کر کے رات کو بے فکری کے ساتھ ذکر الٰہی کر سکیں۔ دوسری حکمت اس میں یہ ہے کہ قادیان سارا ہماری ملکیت ہے اور اب بھی جن لوگوں نے وہاں زمینیں لی ہیں وہ سب احمدی ہیں اس لحاظ سے بھی گویا وہاں کے لوگ ہماری رعایا ہیں۔ اس لئے وہاں کے لوگوں کی حضرت مرزا صاحب کے متعلق شہادت پر کوئی کہہ سکتا تھا کہ ”خواجہ کا گواہ مینڈک“ اس لئے اللہ تعالیٰ نے آپؑ کو سیالکوٹ لا ڈالا۔ جہاں آپؑ کو غیروں میں رہنا پڑا اور اس طرح خدا تعالیٰ کا منشاء یہ تھا کہ ناواقف لوگوں میں سے وہ لوگ جن پر آپؑ یا آپؑ کے خاندان کا کوئی اثر نہ ہو، آپؑ کی پاکیزہ زندگی کے لئے شاہد کھڑے کئے جائیں۔ پھر سیالکوٹ پنجاب میں عیسائیوں کا مرکز ہے وہاں آپؑ کو ان سے مقابلہ کا بھی موقعہ مل گیا۔ آپؑ عیسائیوں سے مباحثات کرتے رہتے تھے اور مسلمانوں نے آپؑ کی زندگی کو دیکھا۔ قادیان کے لوگوں کو آپ کے مزارع کہا جا سکتا تھا مگر سیالکوٹ کے لوگوں کی یہ حیثیت نہیں تھی۔ وہاں کے تمام بڑے بڑے مسلمان آپؑ کی علُو شان کے معترف ہیں۔ مولوی میر حسن صاحب جو ڈاکٹر سر محمد اقبال صاحب کے استاد تھے اور جن کے متعلق ڈاکٹر صاحب ہمیشہ اظہار عقیدت کرتے رہے ہیں، اگرچہ آخر تک سلسلہ کے مخالف رہے مگر وہ ہمیشہ اس بات کے معترف تھے کہ مرزا صاحب کا پہلا کیریکٹر بے نظیر تھا اور آپؑ کے اخلاق بہت ہی اعلیٰ تھے۔ پس اللہ تعالیٰ نے آپؑ کو سیالکوٹ میں معمولی نوکری اس غرض سے کرائی تھی۔ اس زمانہ میں عیسائیوں کا بڑا رعب ہوتا تھا۔ اب تو کانگرس نے اسے بہت کچھ مٹا دیا ہے اس زمانہ میں پادریوں کا رعب بھی سرکاری افسروں سے کم نہ تھا اور اعلیٰ افسر تو الگ رہے ادنیٰ ملازموں تک کی یہ حالت تھی کہ چٹھی رسان دیہات میں بڑی شان سے جاتے اور کہتے لاؤ مٹھائی کھلاؤ تمہارا خط لایا ہوں۔ تو اس وقت پادریوں کا بہت رعب تھا لیکن جب سیالکوٹ کا انچارج مشنری ولایت جانے لگا تو وہ حضرت مرزا صاحب کے ملنے کے لئے خود کچہری آیا۔ ڈپٹی کمشنر اسے دیکھ کر اس کے استقبال کے لئے آیا اور دریافت کیا کہ آپ کس طرح تشریف لائے ہیں؟ کوئی کام ہو تو ارشاد فرمائیں مگر اس نے کہا۔ میں صرف آپ کے اس منشی سے ملنے آیا ہوں۔ یہ ثبوت تھا اس امر کا کہ آپؑ کے مخالف بھی تسلیم کرتے تھے کہ یہ ایک ایسا جوہر ہے جو قابل قدر ہے۔

سید میر حسن صاحب کی سچی گواہی

حضرت مسیح موعود علیہ السلام سیالکوٹ میں قریباً دو سال رہے ہیں اور وہاں کے لوگ جو رات دن آپ کی مجلس میں رہے، ان سے آپؑ نے کبھی ایسی بات نہ کہی۔ کہی تو ایک گھنٹہ کی ملاقات میں سید چنن شاہ صاحب سے کہی۔ سیالکوٹ کے لوگوں پر آپ کی زندگی کا جو اثر تھا وہ اس سے معلوم ہو سکتا ہے کہ سید میر حسن صاحب جو ایک بہت مشہور شخص گزرے ہیں ڈاکٹر سر اقبال بھی ان کے شاگردوں میں سے ہیں، سیالکوٹ اور پنجاب کا علمی طبقہ ان کی عظمت، صاف گوئی اور سچائی کا قائل ہے۔ وہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے قیامِ سیالکوٹ کے ہر وقت کے ساتھی تھے وہ نیچری تھے اور سر سید کے متبع تھے اور آخر تک احمدیت کے مخالف رہے ہیں۔ مگر جب بھی کسی نے آپ کی قبل از بعثت زندگی پر اعتراض کیئے، انہوں نے ہمیشہ اس کی تردید کی اور عَلَی الْاِعْلَانْ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بزرگی اور نیکی اور اسلام سے محبت کا ذکر کرتے رہے۔ پس کیا یہ عجیب بات نہیں کہ سیالکوٹ جہاں حضرت مسیح موعود علیہ السلام لمبے عرصہ تک رہے وہاں کے لوگ تو آپ کی زندگی میں کوئی عیب نہ نکال سکے بلکہ آپؑ کی بزرگی اور ولایت کے قائل رہے لیکن یہ سید محمد مظہر کہتا ہے کہ قادیان کی واپسی کے وقت سید چنن شاہ صاحب سے آپؑ راستہ میں یہ بات کہتے آئے کہ انسان ذرا ڈھیٹھ بن جائے تو نبی بن سکتا ہے۔ دراصل یہ الفاظ کہہ کر اس شخص نے اپنی گندی فطرت کا اظہار کیا ہے اور اُس ڈھیٹھ پن کا مظاہرہ کیا ہے جو اس کے اندر موجود ہے۔ غرض احرار کی طرف سے گالیوں میں کمی نہیں آئی بلکہ ان میں زیادتی ہو رہی ہے۔ گالیاں دی جاتی ہیں اور اتنی ناپاک اور گندی گالیاں دی جاتی ہیں کہ کوئی انسان انہیں سننے کی تاب نہیں رکھتا۔ اس کے مقابلہ میں حکومت خاموش ہے اور مسلسل خاموش ہے حالانکہ اگر یہی گالیاں حضرت مسیح ناصری کو دی جائیں، اگر یہی گالیاں حضرت کرشن کو دی جائیں اور اگر یہ گالیاں سکھوں کے گروؤں کو دی جائیں تو گورنمنٹ کے حلقہ ہائے اعلیٰ تھرا جائیں اور ملک میں فساد اور خونریزی کی ایسی رَو پیدا ہو جائے جس کا سنبھالنا حکومت کے بس میں نہ ہو مگر کیا چیز ہے جو حکومت کو خاموش رکھے ہوئے ہے، کس چیز نے اس کی قلموں کو روکا ہؤا ہے، اور کس چیز نے اس کے ہاتھوں کو حرکت کرنے سے روکا ہؤا ہے۔ صرف اس بات نے کہ احمدی امن پسند ہیں اور وہ ملک کے امن کو برباد نہیں کریں گے۔

(خطبات محمود جلد 16 صفحہ 682)

یادالٰہی میں مشغول رہنا پسند کرتے تھے

جب آپ اس قسم کے (دنیاوی مقدمات و ملازمت وغیرہ) معاملات سے تنگ آ گئے۔ تو آپؑ نے ایک خط اپنے والد صاحب کو لکھا۔ جس میں اس قسم کے کاموں سے فارغ کر دیئے جانے کی درخواست کی۔ اس خط کو میں یہاں نقل کر دیتا ہوں تا کہ معلوم ہو کہ آپ ابتدائی عمر سے کس قدر دنیا سے متنفر تھے اور یاد الٰہی میں مشغول رہنے کو پسند کرتے تھے۔ یہ خط آپؑ نے اس وقت کے دستور کے مطابق فارسی زبان میں لکھا تھا۔

ترجمہ اردو: حضرت والد مخدوم من سلامت غلامانہ مراسم اور فدویانہ آداب کی بجا آوری کے بعد آپ کی خدمت میں یہ عرض کرتا ہوں کہ ان دنوں یہ امر مشاہدہ میں آرہا ہے۔ اور ہر روز یہ بات دیکھی جارہی ہے کہ تمام ممالک اور قطعات زمین میں ہر سال اس قسم کی وبا پھوٹ پڑتی ہے جو کہ دوستوں کو دوستوں سے اور رشتہ داروں کو رشتہ داروں سے جدا کر دیتی ہے اور ان میں دائمی مفارقت ڈال دیتی ہے اور کوئی سال بھی اس بات سے خالی نہیں گزرتا کہ یہ عظیم الشان آگ اور المناک حادثہ ظاہر نہ ہوتا ہو۔ یا اس کی تباہی کی وجہ سے شور قیامت برپا نہ ہوتا ہو۔ ان حالات کو دیکھ کر میرا دل دنیا سے سرد ہو گیا ہے اور چہرہ اس غم سے زرد ہے اور اکثر حضرت شیخ سعدی شیرازی رحمۃ اللہ علیہ کے یہ دو مصرعہ زبان پر جاری رہتے ہیں اور حسرت وافسوس کی وجہ سے آنکھوں سے آنسو بہ پڑتے ہیں۔

مکن تکیہ بر عمر ناپائیدار
مباش ایمن از بازیٔ روزگار

ناپائیدار عمر پر بھروسہ نہ کر اور زمانہ کی کھیل سے بے خوف نہ ہو۔

نیز فرخ قادیانی کے دیوان سے یہ دو مصرعہ بھی میرے زخموں پر نمک چھڑکتے رہتے ہیں۔

بدنیائے دوں دل مبند اے جواں
کہ وقت اجل مے رسد ناگہاں

اپنے دل کو دنیائے دوں میں نہ لگا۔ کیونکہ موت کا وقت ناگہاں پہنچ جاتا ہے۔

اس لئے میں چاہتا ہوں کہ باقی عمر گوشۂ تنہائی اور کنج عزلت میں بسر کروں اور عوام کی صحبت اور مجالس سے علیحدگی اختیار کروں اور اللہ تعالیٰ سبحانہٗ کی یاد میں مصروف ہو جاؤں تا کہ تلافی مافات کی صورت پیدا ہو جائے۔

عمر بگذشت و نماند ست جز ایامے چند
بہ کہ در یاد کسے صبح کنم شامے چند

عمر کا اکثر حصہ گزر گیا ہے۔ اور اب چند دن باقی رہ گئے ہیں۔ بہتر ہے کہ یہ چند (روز) کسی کی یاد میں بسر ہوں کیونکہ دنیا کی کوئی پختہ بنیاد نہیں۔ اور زندگی کا کوئی اعتبار نہیں۔ اور حیات مستعار پر کوئی اعتماد نہیں۔

توبہ جان کندنی تک قبول ہوتی ہے

جب غرغرہ موت شروع ہو جاتا ہے تو انسان کے حواس پر اثر پڑنا شروع ہو جاتا ہے گو وہ بھی کبھی زیادہ لمبا اور کبھی بہت قلیل عرصہ کے لئے ہوتا ہے۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ توبہ جان کندنی تک قبول ہوتی ہے۔ جب جان کندنی شروع ہو جائے تو پھر توبہ قبول نہیں ہوتی کیونکہ جب غرغرہ موت شروع ہو جاتا ہے تو حواس جاتے رہتے ہیں۔ یہ غرغرہ بھی دو قسم کا ہوتا ہے ایک ابتدائی اور ایک اُس کے بعد کا جو اصلی اور حقیقی ہوتا ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرمایا کرتے تھے کہ ہمارے والد صاحب بڑے طاقتور تھے۔ غرغرۂ موت شروع ہؤا تو فرمانے لگے۔ غلام احمد یہ غرغرہ ہے اور پھر چند منٹ کے بعد فوت ہو گئے۔ تو اِذْ حَضَرَ یَعْقُوْبَ الْمَوْتُ (البقرہ: 134) سے مراد جیسا کہ بعض نے سمجھا ہے یہ نہیں کہ جب جان کندنی شروع ہو گئی تھی بلکہ اس سے مراد یہ ہے کہ اُن کی موت کا وقت قریب آ گیا تھا۔ (تفسیر کبیر جلد دوم صفحہ 203)

(تذکار مہدی صفحہ 48 تا 53، ایڈیشن 2020، یوکے)

سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:

خدا نے جو عام لوگوں کے نفوس میں رؤیا اور کشف اور الہام کی کچھ کچھ تخم ریزی کی ہے وہ محض اس لئے ہے کہ وہ لوگ اپنے ذاتی تجربہ سے انبیاء علیہم السلام کو شناخت کر سکیں اور اس راہ سے بھی اُن پر حجت پوری ہو اور کوئی عذر باقی نہ رہے۔ (لیکچر سیالکوٹ، روحانی خزائن، جلد 20، صفحہ 226)

Courtesy:Alladin Builders e-mail: khalid@alladinbuilders.com

ارشاد حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس

احمدی مومن اور مومنہ میں دین میں بڑھنے کیلئے مسابقت کی روح ہونی چاہئے نہ کہ دنیاوی چیزوں کیلئے

(مستورات سے خطاب برموقع جلسہ سالانہ ہالینڈ 2019)

طالب دعا: ناصر احمد ایم.بی (R.T.O) ولد مکرم بشیر احمد ایم.اے (جماعت احمدیہ بنگلور، کرناٹک)

مسلمان اپنی غلطی سے تائب ہو کر خدا تعالیٰ کی طرف رجوع کریں اور خود اسلام کو سمجھیں اور اس کی حقیقت سے آگاہ ہوں اور دوسروں کو آگاہ کریں تا کہ وہ نکبت و اِدبار جو اس وقت مسلمانوں پر آ رہا ہے وہ دُور ہو......اگر مذہب کی خاطر انہوں نے تبلیغ نہیں کی، اگر خدا کے حکم کے ماتحت انہوں نے اس بے نظیر تعلیم کو دنیا کے سامنے پیش نہیں کیا تو اب اپنی حیات کے قیام کے لیے ہی کچھ کوشش کریں۔ کیونکہ ان کی زندگی اور اسلام کی تبلیغ دونوں لازم و ملزوم ہو گئے ہیں۔ (حضرت مصلح موعودؓ)

خطبہ جمعہ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ فرمودہ 21 ؍فروری 2025 بطرز سوال و جواب

بمنظوری سیّدنا حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

سوال: 20 فروری کی جماعت احمدیہ میں کیا اہمیت ہے؟

جواب: حضور انور نے فرمایا: 20 ؍فروری جماعت میں پیشگوئی مصلح موعود کے حوالے سے جانا جاتا ہے۔ اس حوالے سے اس دن یا ان دنوں میں آگے پیچھے جماعتوں میں پیشگوئی مصلح موعود کے جلسے بھی ہوتے ہیں۔ یہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی ایک لمبی پیشگوئی ہے جس میں ایک بیٹے کی پیدائش اور اس کی خصوصیات کا ذکر ہے۔ 20 ؍فروری 1886ء کو اس کو اشتہار کی صورت میں شائع کیا گیا۔ اس پیشگوئی میں لڑکے کی خصوصیات کے بارے میں الہامی الفاظ کا ایک حصہ اس طرح سے ہے کہ ”وہ سخت ذہین و فہیم ہو گا“ اور پھر ہے کہ ”......علوم ظاہری و باطنی سے پُر کیا جائے گا۔“

سوال: حضرت مصلح موعود علیہ السلام کی دنیاوی تعلیم اور دینی تعلیم میں کیا امتیاز تھا؟

جواب: حضور انور نے فرمایا: دنیاوی لحاظ سے تو آپ کی تعلیم شاید پرائمری تھی بلکہ یہ بھی نہیں تھی۔ ہاں سکول جاتے رہے لیکن امتحانوں میں حضرت مصلح موعودؓ نے خود لکھا ہے کہ کبھی پاس نہیں ہوتے تھے۔ دنیاوی مضمونوں میں بہت کمزور تھے لیکن اللہ تعالیٰ نے آپؓ سے ایسے ایسے علمی اور دینی اور انتظامی کام کروائے ہیں کہ بڑے بڑے پڑھے لکھے بھی آپؓ کے سامنے طفلِ مکتب لگتے ہیں، بالکل بچے لگتے ہیں اور آپؓ کا باون سالہ دورِ خلافت اس کا منہ بولتا ثبوت ہے۔

سوال: اللہ تعالیٰ نے حضرت مصلح موعودؓ سے کیسے کام کروائے؟

جواب: حضور انور نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے حضرت مصلح موعودؓ سے ایسے ایسے علمی اور دینی اور انتظامی کام کروائے ہیں کہ بڑے بڑے پڑھے لکھے بھی آپؓ کے سامنے طفلِ مکتب لگتے ہیں، بالکل بچے لگتے ہیں اور آپؓ کا باون سالہ دورِ خلافت اس کا منہ بولتا ثبوت ہے۔

سوال: مسلمان نکبت و ادبار سے کس طرح بچ سکتے ہیں؟

جواب: حضرت مصلح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں: مسلمان اپنی غلطی سے تائب ہو کر خدا تعالیٰ کی طرف رجوع کریں اور خود اسلام کو سمجھیں اور اس کی حقیقت سے آگاہ ہوں اور دوسروں کو آگاہ کریں تا کہ وہ نکبت و اِدبار جو اس وقت مسلمانوں پر آ رہا ہے وہ دُور ہو......اگر مذہب کی خاطر انہوں نے تبلیغ نہیں کی، اگر خدا کے حکم کے ماتحت انہوں نے اس بے نظیر تعلیم کو دنیا کے سامنے پیش نہیں کیا تو اب اپنی حیات کے قیام کے لیے ہی کچھ کوشش کریں۔ کیونکہ ان کی زندگی اور اسلام کی تبلیغ دونوں لازم و ملزوم ہو گئے ہیں۔

سوال: کس طرق پر مخالف قوم کا مقابلہ کیا جا سکتا ہے؟

جواب: حضور انور نے فرمایا: حضرت مصلح موعودؓ نے مسلمانوں کو نصیحت کی کہ وہ باہمی تفرقہ اور اختلافات کو ترک کر دیں اور قومی مفاد کی خاطر اتفاق اور اتحاد سے کام کریں۔ صرف اسی طریق پر وہ مخالف قوم کا مقابلہ کرتے ہوئے اپنے حقوق حاصل کرنے میں کامیاب ہو سکیں گے۔

سوال: ”آل مسلم پارٹیز کانفرنس کے پروگرام پر ایک نظر“ پمفلٹ حضرت مصلح موعودؓ نے کب تحریر فرمایا؟

جواب: حضور انور نے فرمایا: آپؓ نے ”آل مسلم پارٹیز کانفرنس کے پروگرام پر ایک نظر“ کے عنوان سے ہدایات دیں۔ یہ پمفلٹ حضور نے آل انڈیا مسلم پارٹیز کانفرنس کے اجلاس میں پیش کرنے کے لیے 13 ؍جولائی 1925ء کو تحریر فرمایا۔

سوال: حضرت مصلح موعودؓ نے ”آل مسلم پارٹیز کانفرنس کے پروگرام پر ایک نظر“ میں مسلمانوں کے باہمی تنازعات کو ختم کر کے باہم اتحاد اور یگانگت کی اہمیت کی طرف توجہ دلاتے ہوئے کیا فرمایا؟

جواب: حضور انور نے فرمایا: حضرت مصلح موعودؓ نے مسلمانوں کے باہمی تنازعات کو ختم کر کے باہم اتحاد اور یگانگت کی اہمیت کی طرف توجہ دلائی اور فرمایا کہ پھر ایک دفعہ اس امر کی طرف توجہ دلاتے ہوئے میں اپنے مضمون کو ختم کرتا ہوں کہ سب محنت رائیگاں اور سب تدبیریں عبث جائیں گی اگر اس امر کو اچھی طرح نہ سمجھ لیا گیا کہ ہم باوجود ایک دوسرے کو کافر کہنے کے اغیار کی نظروں میں مسلمان ہیں اور ایک کا نقصان دوسرے کا نقصان ہے۔ پس سیاسی میدان میں ہمیں مذہبی فتووں کو نظر انداز کر دینا چاہیے کیونکہ وہ ان کے دائرہ عمل سے خارج ہیں۔ اسلام ہرگز یہ نہیں کہتا کہ تم اپنی سیاسی ضروریات کے لیے ان لوگوں سے مل کر کام نہیں کر سکتے جن کو تم مسلمان نہیں سمجھتے۔ اگر رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم مشرکوں کے مقابلہ میں یہود سے سمجھوتہ کر سکتے ہیں تو کوئی وجہ نہیں کہ مسلمان کہلانے والے فرقے اسلام کی سیاسی برتری بلکہ کہو کہ سیاسی حفاظت کے لیے اس میں مل کر کام نہ کر سکیں۔ اگر ہم اس موقع پر اتحاد نہ کر سکیں گے تو یقیناً اس سے یہ ثابت ہو گا کہ ہمارا اختلاف اسلام کے لیے نہیں بلکہ اپنی ذات کے لیے ہے، اپنے نفسوں کے لیے ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اس بدبختی سے محفوظ رکھے۔

سوال: ”ترکی کا مستقبل اور مسلمانوں کا فرض“ کتاب کب تحریر فرمائی اور اس کتاب کو لکھنے کی کیا وجہ حضور انور نے بیان فرمائی؟

جواب: حضور انور نے فرمایا: آپؓ نے ’ترکی کا مستقبل اور مسلمانوں کا فرض‘ کے نام پر ایک مشورہ دیا، اس پر تبصرہ کیا اور یہ 1919ء کی بات ہے یعنی آپؓ کی خلافت کے ابتدائی دور کی۔ اس کا خلاصہ یا تعارف یہ ہے کہ اتحادِ ملت کے ہر موقع سے پوری طرح فائدہ اٹھانے کے لیے حضورؓ نے ایسے وقت میں جبکہ ترکیہ حکومت خطرے میں تھی نہایت مدبّرانہ راہنمائی کرتے ہوئے 18 ؍ستمبر 1919ء کو یہ کتاب تحریر فرمائی۔

سوال: دنیا کی موجودہ بے چینی کا اسلام کیا علاج پیش کرتا ہے؟

جواب: حضور انور نے فرمایا: اس بارے میں بھی آپؓ نے لکھا۔ عالمگیر امن کے بارے میں جو تقریریں ہوئی تھیں۔ خلاصۃً بیان کر دوں کہ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی نے عالمگیر امن کو مدنظر رکھتے ہوئے یہ پرمعارف تقریر 9 ؍اکتوبر 1946ء کو بوقت شام ساڑھے پانچ بجے 8 پارک روڈ دہلی کے وسیع صحن میں ارشاد فرمائی۔ اس تقریر کو سننے کے لیے کئی سو غیر احمدی اور غیر مسلم معززین تشریف لائے اور انہوں نے نہایت توجہ اور سکون کے ساتھ حضور کی تقریر کو سنا۔ یہ تقریر پہلی دفعہ مورخہ 15 ؍اپریل 1961ء کو الفضل میں شائع ہوئی......اس تقریر کے بارے میں اخبار ”تیج“ دہلی نے اپنی 14 اکتوبر 1946ء کی اشاعت میں حسب ذیل نوٹ شائع کیا: ”احمدیوں کے امام حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد نے تقریر کرتے ہوئے بتایا کہ امن اور شانتی کا مسئلہ اتنا ہی پرانا ہے جتنا کہ خود انسان کیونکہ انسانی فطرت کے ساتھ اس کا نہایت گہرا تعلق ہے۔ اگر اس کا قیام مطلوب ہے تو اس کے لیے جذبہ دشمنی و نفرت کو ختم کرنا پڑے گا۔ مسئلہ سیاسی نہیں ہے بلکہ اخلاقی ہے اور اگر ہم خدا کی خدائی سے باخبر ہوں اور روٹی کا پیار، لالچ وغیرہ کو چھوڑ دیں تو اس کے بعد ہم میں نفرت اور لالچ کے بجائے برادری اور محبت کے جذبات پیدا ہو سکتے ہیں۔ مذہبی دنیا کے اختلافات ختم ہو سکتے ہیں بشرطیکہ ہم ایک دوسرے کے جذبات کا احترام کرنا سیکھیں۔ اور اپنے اندر قوتِ برداشت پیدا کریں۔ جس طرح مذہبی معاملات میں تحمل کی ضرورت ہے ٹھیک اسی طرح دنیاداری کے معاملات میں بھی اس کا ہونا لازمی ہے مسلمانوں اور ہندوؤں کے زمانے میں بھی یہ مسئلہ عیسائیوں کے ساتھ بھی کافی تھا۔ ہمیں قومیت و رنگ کے جھگڑوں کو ختم کر کے عالمگیر برادری کا جذبہ پیدا کرنا چاہیے۔

سوال: حضرت مصلح موعودؓ کی تصانف کے بارے میں غیر احمدی احباب کی رائے؟

جواب: حضور انور نے فرمایا: سیٹھ حاجی عبداللہ ہارون صاحب ایم ایل اے کراچی کہتے ہیں ”میری رائے میں سیاست کے باب میں جس قدر کتابیں ہندوستان میں لکھی گئی ہیں ان میں کتاب ’ہندوستان کے سیاسی مسئلہ کا حل‘ بہترین تصانیف میں سے ہے۔“

علامہ ڈاکٹر سر محمد اقبال لکھتے ہیں کہ ”تبصرہ کے چند مقامات کا میں نے مطالعہ کیا ہے نہایت عمدہ اور جامع ہے۔“

اخبار انقلاب لاہور نے لکھا۔ ”جناب مرزا صاحب نے اس تبصرہ کے ذریعہ سے مسلمانوں کی بہت بڑی خدمت انجام دی ہے۔ یہ بڑی بڑی اسلامی جماعتوں کا کام تھا جو مرزا صاحب نے انجام دیا۔“

❁❁❁

ابتلاؤں سے احمدیوں کو گھبرانا نہیں چاہئے اپنے آقا و مطاع حضرت محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی اتباع کی وجہ سے مسیح محمدی کی قوت قدسیہ دیکھیں کہ دنیا کے ہر کونے میں احمدی اپنی جان، مال اور وقت کی قربانی کیلئے ہر وقت تیار کھڑا ہے

ہم مخالفین اور مُلّاں کے شکر گزار بھی ہیں کہ وہ ہمارے راستے صاف کرتے رہتے ہیں، جن لوگوں کی توجہ احمدیت کی طرف نہیں ہوتی وہ بھی احمدیت کی طرف توجہ کرتے ہیں کہ دیکھیں یہ کیا چیز ہے جس کے خلاف مُلّاں اتنا بھرا بیٹھا ہے اور ایک صاف دل انسان جب ہر قسم کے تعصب سے پاک ہو کر احمدیت کو قریب سے دیکھتا ہے تو اسلام کی خوبصورت تعلیم کا حُسن اسے جماعت احمدیہ میں ہی نظر آتا ہے اور اُس کیلئے اِس کے سوا کوئی چارہ نہیں رہتا کہ ایک خوشبودار اور شیریں پھل کی طرح احمدیت کی آغوش میں گر پڑے

خطبہ جمعہ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ فرمودہ 27 ؍اکتوبر 2006 بطرز سوال و جواب

بمنظوری سیّدنا حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

سوال: حضرت مسیح موعو علیہ السلام نے نوافل کے متعلق کیا بان فرمایا؟

جواب: حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ: صحیح بخاری میں حدیث موجود ہے کہ نوافل سے مومن میرا مقرب ہو جاتا ہے۔ ایک فرائض ہوتے ہیں دوسرے نوافل۔ یعنی ایک تو وہ احکام ہیں جو بطور حق واجب کے ہیں اور نوافل وہ ہیں جو زائد از فرائض ہیں اور وہ اس لئے ہیں تا کہ فرائض میں اگر کوئی کمی رہ گئی ہو تو نوافل سے پوری ہو جاوے۔

لوگوں نے نوافل صرف نماز ہی کے نوافل سمجھے ہوئے ہیں۔ نہیں یہ بات نہیں ہے۔ ہر فعل کے ساتھ نوافل ہوتے ہیں۔ انسان زکوٰۃ دیتا ہے تو کبھی زکوٰۃ کے سوا بھی دے۔ رمضان میں روزے رکھتا ہے کبھی اس کے سوا بھی رکھے۔ قرض لے تو کچھ ساتھ زائد دے کیونکہ اس نے مروّت کی ہے۔

نوافل مُتمّم فرائض ہوتے ہیں۔ نفل کے وقت دل میں ایک خشوع اور خوف ہوتا ہے کہ فرائض میں جو قصور ہوا ہے وہ پورا ہو جائے۔ یہی وہ راز ہے جو نوافل کو قرب الٰہی کے ساتھ بہت بڑا تعلق ہے گویا خشوع اور تذلّل اور انقطاع کی حالت اس میں پیدا ہوتی ہے اور اسی لئے تقرب کی وجہ میں ایام بیض کے روزے، شوال کے چھ روزے یہ سب نوافل ہیں۔ پس یاد رکھو کہ خدا سے محبت تام نفل ہی کے ذریعہ ہوتی ہے۔ اس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ فرماتا ہے کہ پھر مَیں ایسے مقرب اور مومن بندوں کی نظر ہو جاتا ہوں، یعنی جہاں میرا منشاء ہوتا ہے وہیں ان کی نظر پڑتی ہے۔

سوال: جب رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم جب کسی بستی میں داخل ہوتے تو کیا دعا کرتے؟

جواب: حضور انور نے فرمایا: حضرت صہیبؓ سے مروی ہے، آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم جب کسی بستی میں داخل ہوتے تو داخل ہونے سے پہلے اسے دیکھتے ہی یہ دعا کرتے۔ اے اللہ جو ساتوں آسمانوں اور جن پر یہ سایہ فگن ہیں ان کا ربّ ہے اور جو ساتوں زمینوں اور جن کو وہ اٹھائے ہوئے ہیں ان کا ربّ ہے اور جو شیاطین ہیں اور جن کو وہ گمراہ کرتے ہیں ان کا ربّ

ہے اور جو ہواؤں اور جن اشیاء کو وہ بکھیرتی پھرتی ہیں ان کا ربّ ہے، ہم تجھ سے اس بستی اور اس کے باشندوں کی بھلائی کے طالب ہیں اور ہم اس بستی کے شر اور اس کے رہنے والوں کے شر، اور جو کچھ اس میں ہے اس کے شر سے تیری پناہ میں آتے ہیں۔

سوال: جب رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو کوئی پریشانی ہوتی تو آپؐ کون سی دعا کرتے؟

جواب: حضور انور نے فرمایا: آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو جب کوئی پریشانی ہوتی تھی تو یہ دعا کرتے تھے یَا حَیُّ یَا قَیُّوْمُ بِرَحْمَتِكَ اَسْتَغِیْثُ۔ اے حی و قیوم خدا مَیں تیری رحمت کا طلبگار ہوں۔

سوال: شریر کی شرارت سے بچنے کی کون سی دعا ہے؟

جواب: حضور انور نے فرمایا: حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی چند دعائیں ہیں۔ ایک دُعا تو آپ کو پڑھنے کی تلقین کی گئی اور آپ کو الہاماً سکھائی گئی۔ رَبِّ كُلُّ شَیْءٍ خَادِمُكَ رَبِّ فَاحْفَظْنِیْ وَانْصُرْنِیْ وَارْحَمْنِیْ۔ اے میرے خدا ہر ایک چیز تیری خادم ہے۔ اے میرے خدا شریر کی شرارت سے مجھے نگہ رکھ اور میری مدد کر اور مجھ پر رحم کر۔

سوال: کن ممالک میں جماعت کی مخالفت زیادہ ہورتی ہے؟

جواب: حضور انور نے فرمایا: جس ملک میں بھی مسلمانوں کی تعداد کچھ اچھی ہو اور وہ ملک ترقی یافتہ نہ ہو وہاں عموماً یہ دیکھا گیا ہے کہ احمدیت کی مخالفت ضرور ہوتی ہے۔

سوال: جماعت احمدیہ کی مخالفت کرنے کا نام نہاد ملاں کا اصل مقصد کیا ہوتا ہے؟

جواب: حضور انور نے فرمایا: جہاں بھی احمدیت کا اثر قائم ہو رہا ہے وہاں ضرور مخالفت کی جائے اور ان کو اس کام کے لئے نام نہاد علماء یا مُلّاں مل جاتے ہیں جن کا مقصد صرف اور صرف اپنا اثر قائم کرنا اور دنیا کی دولت کمانا ہوتا ہے۔

سوال: مخالفین اور مُلّاں کا ہم کیوں شکر ادا کرتے ہیں؟

جواب: حضور انور نے فرمایا: ہم مخالفین اور مُلّاں کے شکر گزار بھی ہیں کہ وہ ہمارے راستے صاف کرتے رہتے ہیں، جن لوگوں کی توجہ احمدیت کی طرف نہیں ہوتی وہ بھی احمدیت کی طرف توجہ کرتے ہیں کہ دیکھیں یہ کیا چیز ہے جس کے خلاف مُلّاں اتنا بھرا بیٹھا ہے اور ایک صاف دل انسان جب ہر قسم کے تعصب سے پاک ہو کر احمدیت کو قریب سے دیکھتا ہے تو اسلام کی خوبصورت تعلیم کا حُسن اسے جماعت احمدیہ میں ہی نظر آتا ہے اور اُس کیلئے اِس کے سوا کوئی چارہ نہیں رہتا کہ ایک خوشبو دار اور شیریں پھل کی طرح احمدیت کی آغوش میں گر پڑے۔

سوال: ابتلاؤں کے وقت احمدیوں کو کیا نمونہ پیش کرنا چاہئے؟

جواب: حضور انور نے فرمایا: ابتلاؤں سے احمدیوں کو گھبرانا نہیں چاہئے اپنے آقا و مطاع حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی اتباع کی وجہ سے مسیح محمدی کی قوت قدسیہ دیکھیں کہ دنیا کے ہر کونے میں احمدی اپنی جان، مال اور وقت کی قربانی کیلئے ہر وقت تیار کھڑا ہے۔ چاہے وہ ایشیا ہے یا امریکہ ہے یا افریقہ ہے، مشرق بعید ہے یا جزائر ہیں۔ ہر جگہ احمدیت کی خاطر قربانی دینے والے اپنی جانوں کے نذرانے پیش کرنے سے بھی دریغ نہیں کرتے اور یہ نظارے ہمیں ہر جگہ نظر آتے ہیں اور ہم دیکھتے ہیں کہ اس مخالفت کے بعد ہر جگہ پر جماعت احمدیہ نے ترقی کی ہے۔

سوال: حضور انور نے پاکستان کے احمدیوں کے بارے میں کیا فرمایا؟

جواب: حضور انور نے فرمایا: میں پاکستان کے احمدیوں کو کہتا ہوں کہ آجکل جو حالات ہیں ان میں دعاؤں کی طرف زیادہ توجہ دیں۔ یہ جو مقدمے بن رہے ہیں، حکومت کی طرف سے ہمارے تربیتی رسائل الفضل وغیرہ پر آئے دن جو پابندیاں لگائی جاتی ہیں، حکومت کا ایک اہلکار اٹھتا ہے اور انتظامیہ پر دہشت گردی کی دفعہ لگا دیتا ہے اور اُن دہشت گردوں کو جو حقیقت میں دہشت گرد ہیں جو بغیر کسی وجہ کے روزانہ درجنوں جانیں لے لیتے ہیں، جو قانونی کارروائی کرنے والے کو شہید کر کے اس لئے بچ جاتے ہیں کہ مرنے والا احمدی تھا، جو کئی معصوم عورتوں کو بیوہ اور بچوں کو یتیم کر دیتے ہیں ان کو کوئی ہاتھ نہیں لگاتا کہ ان کے بڑے بڑے لیڈروں کے ساتھ تعلقات ہیں، یہ ان کے پروردہ ہیں۔ لیکن الفضل اخبار یا جماعت کا کوئی رسالہ جو جماعت کی تربیت کیلئے نکالا جاتا ہے ان کے پرنٹر پر، مینیجر پر، پبلشر پر اس لئے مقدمہ کر دیا جاتا ہے کہ اس رسالے میں یہ کیوں لکھا ہے کہ اللہ میرا ربّ ہے اور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اس کے رسول اور مرزا غلام احمد قادیانی اس کے مسیح اور مہدی ہیں۔ اگر یہ دہشت گردی ہے تو ہزار جان سے ہمیں یہ دہشت گردی منظور ہے۔

سوال: اللہ تعالیٰ کے رحم کو حاصل کرنے کیلئے کون سی دعا ہے؟

جواب: حضور انور نے فرمایا: اللہ تعالیٰ کے رحم کو حاصل کرنے کیلئے آج کل جو دعا پڑھنی چاہئے وہ یہ ہے۔ رَبَّنَآ اٰمَنَّا فَاغْفِرْ لَنَا وَارْحَمْنَا وَاَنْتَ خَیْرُ الرّٰحِمِیْنَ۔ اے ہمارے رب ہم ایمان لے آئے پس تو ہمیں بخش دے، ہم پر رحم کر اور تو رحم کرنے والوں میں سے بہترین ہے۔

✡✡✡✡

حضرت مسیح موعود علیہ السلام اپنے منظوم کلام میں فرماتے ہیں:

مجھ کو کافر کہہ کے اپنے کفر پر کرتے ہیں مہر ✡ یہ تو ہے سب شکل اُن کی ہم تو ہیں آئینہ دار

ساٹھ سے ہیں کچھ برس میرے زیادہ اس گھڑی ✡ سال ہے اب تیسواں دعوے پہ از روئے شمار

طالب دعا: آٹو ٹریڈرز (16 مینگو لین کلکتہ 70001) دکان: 2248-5222 رہائش: 2237-8468

اعلان نکاح: از حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

سیّدنا حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مؤرخہ 03 مئی 2025ء بعد نماز عصر مسجد مبارک اسلام آباد میں درج ذیل 5 نکاحوں کا اعلان فرمایا:

(1) مکرمہ ماہین وقار صاحبہ بنت مکرم سید وقار احمد شاہ صاحب مرحوم (امریکہ) ہمراہ مکرم ابراہیم منیب منٹو صاحب ابن مکرم فیصل منیب منٹو صاحب (یوکے)

(2) مکرمہ امینہ تارڑ صاحبہ بنت مکرم محمد انور تارڑ صاحب (جرمنی) ہمراہ مکرم رضوان اللہ سندھو صاحب (فارغ التحصیل جامعہ احمدیہ جرمنی) ابن مکرم احسان اللہ سندھو صاحب

(3) مکرمہ رمشا خلت احمد صاحبہ (واقفۂ نو) بنت مکرم کلیم احمد صاحب (جرمنی) ہمراہ مکرم طلحہ احمد صاحب (متعلم جامعہ احمدیہ جرمنی) ابن مکرم رفیع احمد صاحب

(4) مکرمہ صوفیہ خلیل صاحبہ بنت مکرم طارق خلیل صاحب (ناروے) ہمراہ مکرم ارسلان محمود صاحب (واقفِ نو) ابن مکرم خالد محمود صاحب (یوکے)

(5) مکرمہ دانیہ طاہر صاحبہ بنت مکرم محمد صدیق طاہر صاحب (یوکے) ہمراہ مکرم سید دانیال خلیق احمد صاحب (واقفِ نو) ابن مکرم سید رفیق سفیر احمد صاحب مرحوم (یوکے)

اللہ تعالیٰ یہ اعزاز طرفین کیلئے مبارک فرمائے اور نئے رشتے کے بندھن میں بندھنے والوں کو دین و دنیا کے ثمرات سے نوازے۔ آمین۔

☆......☆......☆

احباب توجہ فرمائیں
نورہسپتال قادیان میں ایم بی بی ایس ڈاکٹر کی ضرورت ہے

مطلوبہ کوائف/تعلیمی قابلیت/تجربہ

(1) اُمیدوار MBBS کی ڈگری مع Rotatory Internship مکمل کر چکا/چکی ہو۔

(2) کسی بھی صوبہ کے میڈیکل کاؤنسل کا رجسٹریشن رکھتا/رکھتی ہو۔

(3) کسی معروف ہسپتال میں کم از کم 02 سالہ تجربہ ہو۔

(4) عمر 30 سال سے زائد نہ ہو۔ (حالات کے پیش نظر استثنائی صورت پر غور کیا جا سکتا ہے۔)

(5) گریڈ 20052-561-24540-784-33948-884-41020 مع مراعات حسب قواعد۔

(6) اُمیدوار صحت مند ہو۔ دینی و اخلاقی حالت اچھی ہو۔ مہذب ہو، مریضوں و ساتھ کام کرنے والوں کے ساتھ حِلم کا رویہ رکھتی/رکھتا ہو۔

(7) Male اُمیدوار کو ترجیح دی جائیگی۔

ضروری ہدایات

(1) ہفت روزہ اخبار بدر میں شائع آخری اعلان کے بعد 2 ماہ کے اندر جو درخواستیں موصول ہونگی انہیں پر غور ہوگا۔

(2) خواہشمند اُمیدوار اپنی درخواستیں مطبوعہ فارم پر اپنے ضلع امیر/مقامی امیر/صدر جماعت/مبلغ انچارج کے تصدیقی دستخط مع مہر کے ساتھ ارسال کریں۔

(3) انٹرویو میں کامیابی کی صورت میں اُمیدوار کو نور ہسپتال قادیان سے طبی معائنہ کروانا ہوگا اور صرف وہی اُمیدوار خدمت کا اہل ہوگا جو نور ہسپتال کے طبی بورڈ کی رپورٹ کے مطابق صحت مند اور تندرست ہوگا۔

(4) سفر خرچ قادیان آمد و رفت و اخراجات میڈیکل سرٹفکیٹ اُمیدوار کے اپنے ذمہ ہوں گے۔

(5) بوقتِ انٹرویو اپنی اصل تعلیمی سندات اپنے ہمراہ لانا ضروری ہوگا۔

نوٹ: انٹرویو کی تاریخ سے اُمیدواران کو بعد میں مطلع کیا جائے گا۔

مزید معلومات کے لئے رابطہ کریں

نظارت دیوان صدر انجمن احمدیہ قادیان، گورداسپور پنجاب۔ پن کوڈ: 143516

موبائل: 9682587713,9888232530,9682627592 دفتر: 01872-501130

Email:diwan@qadian.in

بقیہ آن لائن ملاقات از صفحہ نمبر 02

کو مقرر کر دیں۔ اگر آپ کی جماعت میں 1200 افراد ہیں تو آپ کو نوجوانوں میں سے زیادہ کارآمد افراد تلاش کرنے کی کوشش کرنی چاہیے تاکہ آپ ان کی تربیت کر سکیں نیز اگر بوڑھے نوجوانوں کو ٹریننگ نہیں دے رہے تو پھر وہ ذمہ داری کیسے سنبھالیں گے؟

اس کے بعد سیکرٹری مال کو بجٹ کے مختلف امور کی بابت رپورٹ پیش کرنے کا موقع ملا۔ حضور انور نے دریافت فرمایا کہ کیا وہ ممبران کے چندہ سے مطمئن ہیں اور اسے معیاری بنانے کے لیے کیا کیا جا رہا ہے؟ موصوف نے بتایا کہ گذشتہ کچھ سالوں میں بہتری آئی ہے اور آہستہ آہستہ ترقی کی جانب مائل ہیں۔

حضور انور نے موصوف کو مخاطب کرتے ہوئے مالی قربانی کی روحانی اہمیت کو اجاگر کرنے پر زور دیا نیز تلقین فرمائی کہ تمام ممبران کو مقررہ شرح کے مطابق چندہ کی ادائیگی کرنی چاہیے اور ان کو چندہ کی اہمیت معلوم ہونی چاہیے اور ان کو چندہ اللہ کی محبت کے حصول کی خاطر ادا کرنا چاہیے اور یہی چندہ ادا کرنے کا حقیقی مقصد بھی ہونا چاہیے ورنہ مجھے اس بات کی پریشانی نہیں ہے کہ ہم اپنے کام کیسے جاری رکھ سکیں گے۔ اللہ تعالیٰ ہماری مدد کرے گا مگر بات یہ ہے کہ ہمیں ان احمدیوں کے ذہنوں میں جو کما رہے ہیں یہ ڈالنا چاہیے کہ اللہ کی محبت حاصل کرنے کے لیے وہ چندہ ادا کریں۔ قربانی دینے سے، چندہ ادا کرنے سے اللہ تعالیٰ ان کی آمدنی اور ان کی روحانیت کے معیار میں بھی برکت ڈالے گا۔

اس کے بعد عاملہ میں سے ایک ممبر فنانس کمیٹی کو حضور انور سے گفتگو کرنے کا موقع ملا، موصوف نے بتایا کہ وہ جماعت کے خصوصی پراجیکٹس پر کام کرنے کی توفیق پا رہے ہیں۔

سیکرٹری وقف نو سے حضور انور نے دریافت فرمایا کہ کیا وہ واقف نو ہیں اور کس شعبہ سے منسلک ہیں؟ موصوف نے پہلے سوال کا جواب اثبات میں دیتے ہوئے عرض کیا کہ وہ آپٹومیٹرسٹ (optometrist) ہیں۔

اپنے شعبہ کے حوالے سے انہوں نے بتایا کہ کل واقفینِ نَو کی تعداد چودہ ہے جن میں سے چار کی عمر اٹھارہ سال سے زیادہ ہے اور باقی ابھی بچے ہیں۔ حضور انور نے دریافت فرمایا کہ کیا انہوں نے اپنے بانڈ (bond) کی تجدید کی ہے؟ جس پر موصوف نے عرض کیا کہ وہ یقین سے نہیں کہہ سکتے۔ حضور انور نے توجہ دلاتے ہوئے فرمایا کہ آپ کیوں یقین سے نہیں کہہ سکتے؟ آپ سیکرٹری وقف نو ہیں، آپ کو علم ہونا چاہیے۔ حضور انور نے اس حوالے سے مزید وضاحت فرمائی کہ پندرہ سال یا اس سے زیادہ عمر کے واقفینِ نو کو بذات خود اپنے بانڈ (bond) کی تجدید کرنی چاہیے کہ آیا وہ اپنا وقف جاری رکھنا چاہتے ہیں یا نہیں۔

مقررہ نصاب وقف نو کی بابت حضور انور نے دریافت فرمایا کہ کیا آپ اس نصاب کو اپنے واقفین نو بچوں کی تعلیم و تربیت کے لیے استعمال کر رہے ہیں نیز ہر ماہ کتنی کلاسز منعقد ہوتی ہیں؟ اس پر موصوف نے عرض کیا کہ اسے ابھی شروع کیا جا رہا ہے۔ حضور انور نے استفہامیہ انداز میں پوچھا کہ تو آپ صرف شروع کرنے کی کوشش کر رہے ہیں۔ اب جب کہ میں نے پوچھا ہے تو اس لیے آپ اب شروع کرنے کی کوشش کر رہے ہیں؟ وقف نو سکیم کے گذشتہ چالیس سال میں آپ نے کچھ نہیں کیا؟ آپ کے سیکرٹری وقف نو ہونے کا کیا فائدہ ہے؟ حضور انور نے مزید دریافت فرمایا کہ کیا آپ نے واقفین نو میں سے کسی کو جامعہ احمدیہ بھجوانے کی کوشش کی ہے؟ اس پر موصوف نے نفی میں جواب دیا۔ آخر پر حضور انور نے دریافت فرمایا کہ کیا آپ نے واقفین نو سے ان کے مستقبل کے لائحہ عمل کے بارے میں کبھی مشاورت کی ہے؟ اس پر موصوف نے عرض کیا کہ وہ ایسا کرنے کا پلان کریں گے۔

سیکرٹری تحریک جدید نے اپنے شعبہ کے حوالے سے بتایا کہ تحریک جدید سکیم میں ممبران جماعت کی اکثریت شامل ہے۔ حضور انور نے یہ بات سماعت فرما کر موصوف کو ہدایت فرمائی کہ آپ کو معین تعداد معلوم ہونی چاہیے نیز تلقین فرمائی کہ محنت کرنے کی کوشش کریں، محض عہدہ پر فائز رہنا اہم نہیں ہے، اہم بات یہ ہے کہ آپ اپنے شعبہ کو بہتر کیسے بنا سکتے ہیں۔

صدر جماعت سپاریہ (Siparia) نے حضور انور سے بات کرنے کا موقع ملنے پر اپنی جماعت کے حوالے سے عرض کیا کہ وہاں ۷۵ رکی تعداد میں احباب جماعت ہیں اور ان میں سے ساٹھ فیصد فعّال ہیں۔

سیکرٹری وقف جدید و سیکرٹری جائیداد نے حضور انور کی خدمت میں عرض کیا کہ تمام ممبران جو چندہ دہندگان ہیں وہ وقف جدید میں حصہ لے رہے ہیں۔ اس پر حضور انور نے ہدایت فرمائی کہ سب کو وقف جدید میں شامل ہونا چاہیے، ایک مربوط منصوبہ بنائیں اور سَو فیصد ممبران جماعت کو وقف جدید میں شامل کریں۔

موصوف نے شعبہ جائیداد کے حوالہ سے بتایا کہ وہاں سات مساجد اور چار مشن ہاؤسز ہیں۔

مبلغ سلسلہ شہر Valencia اور نیشنل سیکرٹری تبلیغ نے حضور انور کی خدمت میں عرض کیا کہ وہ اصل میں ہیٹی (Haiti) سے ہیں اور گذشتہ تین سال میں صرف ان کے علاقے میں پانچ سے سات بیعتیں ہوئی ہیں۔ اس پر حضور انور نے ہدایت فرمائی کہ اپنے تمام سیکرٹریان تبلیغ سے کہیں کہ وہ محنت کریں، تبلیغ کا مربوط منصوبہ بنائیں اور مزید بیعتیں حاصل کریں۔ اس پر موصوف نے ان شاء اللہ کہا۔ یہ سماعت فرما کر حضور انور مسکرائے اور تلقین فرمائی کہ خیر! اب ان شاء اللہ ماشاء اللہ بھی ہونا چاہیے، اللہ محنت کرنے والوں کی مدد کرتا ہے۔

اس کے بعد مبلغ سلسلہ ٹوباگو (Tobago) کو حضور انور سے گفتگو کرنے کا موقع ملا۔ موصوف کا نام سماعت فرما کر حضور انور فوری پہچان گئے کہ موصوف گھانا سے ہیں نیز دریافت فرمایا کہ وہ ٹرینیڈاڈ (Trinidad) کب آئے ہیں؟ انہوں نے بتایا کہ وہ اگست میں جلسہ سالانہ یوکے، کے بعد آئے تھے۔ حضور نے مزید دریافت فرمایا کہ کیا وہ ٹرینیڈاڈ میں well-settled ہیں؟ جس پر انہوں نے اثبات میں جواب دیا۔ نیز عرض کیا کہ امیر صاحب، ٹوباگو میں، ان کے کام میں مدد کر رہے ہیں۔ اس پر حضور انور مسکرائے اور فرمایا کہ پھر تو آپ بہت خوش نصیب ہیں اگر وہ آپ کی مدد کر رہے ہیں۔

حضور انور نے موصوف سے دریافت فرمایا کہ ٹوباگو کے علاقے میں کتنے احمدی ہیں؟ اس پر انہوں نے عرض کیا کہ وہاں پہلے کوئی احمدی نہیں تھا لیکن جب سے وہ ٹوباگو آئے ہیں انہوں نے آٹھ لوگوں کی بیعت کروائی ہے۔

اس پر حضور انور نے حیرانگی کا اظہار کرتے ہوئے فرمایا کہ ٹوباگو میں کوئی احمدی نہیں، پچھلے چالیس سال میں امیر صاحب وہاں کیا کر رہے ہیں؟ پھر حضور انور نے امیر صاحب کو مخاطب کر کے دریافت فرمایا کہ آپ وہاں کتنے عرصے سے مقیم ہیں، جس پر امیر صاحب نے عرض کیا کہ وہ وہاں 35 سال سے ہیں۔ حضور انور نے مزید استفسار فرمایا کہ ان 35 سال میں آپ سے ایک بیعت بھی نہیں ہو سکی؟ امیر صاحب نے عرض کیا کہ ان کی کچھ بیعتیں حاصل ہوئی تھیں تاہم وہ دوسرے ممالک میں ہجرت کر گئے ہیں۔

پھر دوبارہ مبلغ سلسلہ کی طرف متوجہ ہوتے ہوئے حضور انور نے پچھلے تین مہینوں میں ہونے والی بیعتوں کے بارے میں پوچھا، جس کے جواب میں موصوف نے عرض کیا کہ آٹھ بیعتیں ہو چکی ہیں، اس پر حضور نے اظہار خوشنودی کرتے ہوئے ماشاء اللہ فرمایا۔

ٹوباگو میں خدمت کی توفیق پانے والے ایک دوسرے مبلغ نے حضور انور کی خدمت میں عرض کیا کہ ٹوباگو میں مبلغین کی تعداد تین ہے۔ حضور انور نے دریافت فرمایا کہ تین کیوں ہیں؟ اس پر امیر صاحب نے عرض کیا کہ دو مبلغین کو Islands (جزائر) بھیجنے کا ارادہ ہے لہٰذا ٹوباگو میں صرف ایک ہی مبلغ پیچھے باقی رہ جائے گا، تاہم انہوں نے مزید وضاحت کرتے ہوئے بتایا کہ وہاں رہائش کا مسئلہ تھا۔

اس پر حضور انور نے فرمایا کہ مبلغین کو جھونپڑی میں بھی رہنا پڑے تو رہنا چاہیے۔ میں خود ایک thatched house میں رہتا رہا ہوں، یہ بھی رہ سکتے ہیں۔ رہائش کوئی مسئلہ نہیں ہے۔

حضور انور نے مزید ہدایت فرمائی کہ جب بھی کوئی منصوبہ بنائیں تو اس میں تیزی لانے کی کوشش کریں۔

اس کے بعد حضور انور نے امیر صاحب کو اردو میں مخاطب کرتے ہوئے ٹرینیڈاڈ اور ٹوباگو میں مؤثر تبدیلی پیدا کرنے کے لیے کام میں تیزی لانے کی تلقین فرمائی۔

ٹوباگو میں خدمت کی توفیق پانے والے گھانا سے تعلق رکھنے والے ایک دوسرے مبلغ سلسلہ سے بات کرتے ہوئے حضور انور نے فرمایا کہ ٹوباگو میں صرف پینسٹھ ہزار لوگ آباد ہیں لہٰذا آپ ساری آبادی کو احمدی بنانے کی کوشش کریں، تین مبلغین ہیں، آپ کو تو وہاں انقلاب برپا کر دینا چاہیے۔

حضور انور نے سیکرٹری ضیافت سے دریافت فرمایا کہ کیا آپ نے اراکین مجلس عاملہ کے لیے ناشتہ کا انتظام کیا تھا، جس پر موصوف نے اثبات میں جواب دیا۔

سیکرٹری سمعی و بصری سے بات کرتے ہوئے حضور انور نے دریافت فرمایا کہ کیا وہ ایم ٹی اے کے لیے کوئی پروگرام بناتے ہیں؟ انہوں نے عرض کیا کہ ہم نے گذشتہ سالوں میں کووڈ کے دوران کچھ پروگرام بھیجے تھے۔ اس پر حضور انور نے ہدایت فرمائی کہ آپ کو ہر مہینے کم از کم ایک پروگرام تیار کرنا چاہیے، کوئی ڈاکومنٹری (documentary) وغیرہ۔ اگر وہ معیار کے مطابق ہو تو اسے ایم ٹی اے پر بھی دکھایا جا سکتا ہے۔

ایک صاحب نے عرض کیا کہ میں عہدیدار نہیں ہوں لیکن آپ کی خدمت میں درخواست کے بعد اس میٹنگ میں شامل ہوا ہوں۔ اس پر حضور انور نے مسکراتے ہوئے فرمایا کہ آپ کے پاس کوئی عہدہ نہیں ہے، لیکن آپ صرف اپنے اراکین مجلس عاملہ کی خامیاں جاننے کے لیے میٹنگ میں آئے ہیں۔

بعد ازاں میٹنگ میں شریک دیگر افراد جماعت جو کہ مجلس عاملہ کے ممبر نہیں تھے انہیں حضور انور سے گفتگو کا شرف حاصل ہوا۔

ایک شریک مجلس نے بتایا کہ ان کا تعلق جماعت کے مرکز سے ہے۔ حضور انور نے موصوف سے دریافت فرمایا کہ کیا وہ شادی شدہ ہیں اور ان کے بچے ہیں؟ موصوف نے اثبات میں جواب دیتے ہوئے عرض کیا کہ وہ شادی شدہ ہیں اور ان کا نو ماہ کا ایک بچہ ہے، جس پر حضور انور نے انہیں تلقین فرمائی کہ اس کی اچھی تربیت کریں تاکہ وہ ایک بہتر اور مضبوط احمدی بنے۔

ایک اور شریک مجلس نے حضور انور کی خدمت میں

سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:

بیعت کرنے سے غرض یہ ہے کہ تا دنیا کی محبت ٹھنڈی ہو اور اپنے مولیٰ کریم اور رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی محبت دل پر غالب آ جائے اور ایسی حالت انقطاع پیدا ہو جائے جس سے سفرِ آخرت مکروہ معلوم نہ ہو

(آسمانی فیصلہ، روحانی خزائن، جلد 4، صفحہ 375)

طالب دُعا: افراد خاندان محترم ڈاکٹر خورشید احمد صاحب مرحوم جماعت احمدیہ ارول (بہار)

ارشاد حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس

ہر احمدی مرد اور عورت کا کام ہے کہ تقویٰ میں ترقی کرے تاکہ نیکیوں میں توفیق ملے، اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل ہو

(مستورات سے خطاب بر موقع جلسہ سالانہ ہالینڈ 2019)

طالب دعا: مصدق احمد، نائب امیر جماعت احمدیہ بنگلور، کرناٹک

عرض کیا کہ وہ صرف بطور زائر اس میٹنگ میں شامل ہوئے ہیں۔ ان سے بات کرتے ہوئے حضور انور نے موصوف اور ان کے بیٹے کی بابت تبصرہ فرمایا کہ بیٹا اور باپ دونوں ہم عمر ہی لگتے ہیں۔

آخر پر حضور انور نے فرمایا کہ میں آپ سے ملاقات کر کے لطف اندوز ہوا ہوں۔ اگرچہ میں سمجھتا تھا کہ آپ کے پاس پوچھنے کے لیے کچھ سوالات ہوں گے، مگر اب تو وقت گزر چکا ہے اور جو کچھ میں کہنا چاہتا تھا وہ میں نے عہدیداروں کے ساتھ اپنی گفتگو کے دوران پہلے ہی کہہ دیا ہے۔

مزید برآں حضور انور نے ممبران عاملہ پر عائد ہونے والی ذمہ داریوں کی اہمیت کی جانب توجہ مبذول کرواتے ہوئے تلقین فرمائی کہ آپ سب کو قواعد و ضوابط کے مطابق عمل کرنا چاہیے جیسا کہ آپ کے قواعد وضوابط کی کتاب میں بیان کیا گیا ہے۔ اپنے شعبوں کو قواعد وضوابط کی کتاب میں بیان کردہ ہدایات کے مطابق چلائیں اور پہلے سے زیادہ چاق و چوبند ہو کر کام کریں۔ آپ کے کاموں میں نمایاں فرق نظر آنا چاہیے۔ سیکرٹری وقف نو بھی ایک نوجوان ہیں لیکن وہ اپنی مفوضہ ذمہ داریوں کے بارے میں نہیں جانتے اور اگر جانتے بھی ہیں تو وہ اسے اچھی طرح ادا نہیں کر رہے۔ چنانچہ یہ امیر صاحب کا فرض ہے کہ ان تمام شعبوں کی نگرانی کریں اور اس بات کا جائزہ لیں کہ تمام شعبہ جات سیکرٹریان کے ذریعہ نیز جماعتوں میں سیکرٹریان بھی درست طور پر اپنا کام کر رہے ہیں یا نہیں۔ اللہ تعالیٰ آپ کی مدد کرے اور آپ پر فضل فرمائے۔

میٹنگ کے اختتام پر حضور انور نے سب شاملین کو اللہ حافظ کہتے ہوئے السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ کہا۔

(بشکریہ الفضل انٹرنیشنل 07 دسمبر 2023ء)

✡✡✡✡

بقیہ تفسیر کبیر از صفحہ نمبر 01

زمین میں سے اپنی روزی پیدا کرتا ہے گو اپنی محنت کا پھل کھاتا ہے مگر درحقیقت وہ اُس زمین سے فائدہ اُٹھاتا ہے جو تمام بنی نوع انسان کیلئے مشترکہ طور پر بنائی گئی تھی۔ پس اُسکی آمد میں سے بھی ایک حصہ لازمی طور پر حکومت کو دلوایا جاتا ہے تا کہ تمام بنی نوع انسان کے فائدہ کیلئے اُسے خرچ کیا جائے۔ یہی حال تجارت کا ہے۔ تجارت کرنیوالا بظاہر اپنے مال سے تجارت کرتا ہے لیکن اُسکی تجارت ملکی امن کے بغیر کبھی نہیں چل سکتی اور امن کے قیام میں ملک کا ہر شخص حصہ دار ہوتا ہے پس اسکا حق دلانے کیلئے تجارتی اموال پر بھی اسلام نے زکوٰۃ مقرر کر دی تا کہ ان اموال میں جو دوسرے لوگوں کے حق شامل ہیں وہ ادا ہو جائیں اور حکومت ایسے تمام روپیہ کو بنی نوع انسان سے تعلق رکھنے والے مشترکہ امور کی تکمیل اور اُنکی سرانجام دہی کیلئے خرچ کرے۔

(تفسیر کبیر جلد 6 صفحہ 127 تا 128، مطبوعہ قادیان 2010)

❀❀❀

احمدی طلباء متوجّہ ہوں

احمدیہ ووکیشنل ٹریننگ سینٹر (دارالصناعت) میں داخلہ شروع ہے

(سیشن 2025-26)

دارالصناعت قادیان کا قیام حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی منظوری وخصوصی راہ نمائی سے 2010ء میں ہوا۔ ادارہ کا خاص مقصد احمدی طلباء کو ہنر مند بنانا اور ٹیکنیکل کورس سکھا کر روزگار کے مواقع پیدا کرنا ہے۔ دارالصناعت قادیان سرکاری ادارہ NSIC دہلی اور ISO رجسٹرڈ ہے جس میں ایک سال کے مندرجہ ذیل کورس کروائے جاتے ہیں:

(1) Computer applications (2) Plumbing (3) Electrician (4) Welding (5) Motor Vehicle (6) Diesel Mechanic (7) A/C & Refrigerator

بیرون قادیان سے آنے والے احمدی طلباء کے لیے Hostel و Mess کا انتظام موجود ہے۔ رہائش اور Food کی کوئی فیس نہیں ہے۔ صرف کورس کی بورڈ فیس آسان اقساط میں لی جاتی ہے۔ ایسے احمدی نوجوان جو اپنے اسکول کی تعلیم مکمّل نہیں کر سکے یا 8th اور 10th کے بعد ٹیکنیکل کورس کرنے کے خواہشمند ہوں داخلہ کے لئے جلد رابطہ کریں۔ احمدی بچّوں کی دینی تعلیم کا بھی انتظام موجود ہے۔ اس کے علاوہ روزانہ Personality Development و English Speaking کی کلاس بھی لی جاتی ہے۔ نئے سیشن 2025-26ء کے لئے داخلہ شروع ہو گیا ہے۔ جس کی کلاسز 16 جولائی 2025ء سے شروع ہوں گی۔

مزید معلومات کے لئے مندرجہ ذیل نمبرز و email.id پر رابطہ کر سکتے ہیں۔

darulsanaat.qadian@gmail.com

*9872725895 ,*8604024043

(پرنسپل دارالصناعت قادیان)

ہجومِ مشکلات سے نجات حاصل کرنے کا طریق

(ذیل میں جو نظم درج کی جاتی ہے یہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ایک صاحب شیخ محمد بخش رئیس کڑیانوالہ ضلع گجرات کو لکھ کر عطا فرمائی تھی جبکہ وہ سخت مالی مشکلات میں مبتلا تھے خدا تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی دُعا کے طفیل اُن کی تکالیف دُور کر دیں۔)

❀

اِک نہ اِک دن پیش ہو گا تو فنا کے سامنے
چل نہیں سکتی کسی کی کچھ قضا کے سامنے

❀

چھوڑنی ہوگی تجھے دُنیائے فانی ایک دن
ہر کوئی مجبور ہے حکمِ خدا کے سامنے

❀

مستقل رہنا ہے لازم اَے بشر تجھ کو سَدا
رنج و غم یاس و اَلم فکر و بلا کے سامنے

❀

بارگاہِ ایزدی سے تو نہ یوں مایوس ہو
مشکلیں کیا چیز ہیں مشکل کشا کے سامنے

❀

حاجتیں پوری کریں گے کیا تری عاجز بشر
کر بیاں سب حاجتیں حاجت روا کے سامنے

❀

چاہیے تجھ کو مٹانا قلب سے نقشِ دُوئی
سر جُھکا بس مالکِ ارض و سما کے سامنے

❀

چاہیے نفرت بدی سے اور نیکی سے پیار
ایک دن جانا ہے تجھ کو بھی خدا کے سامنے

❀

راستی کے سامنے کب جھوٹ پھلتا ہے بھلا
قدر کیا پتھر کی لعلِ بے بہا کے سامنے

❀

(اخبار الفضل ۱۳ رجنوری ۱۹۲۸ء۔ درّثمین صفحہ ۱۸۱)

❀❀❀❀

حضرت مسیح موعود علیہ السلام اپنے منظوم کلام میں فرماتے ہیں:

سب جہاں چھان چکے ساری دکانیں دیکھیں ✡ مئے عرفاں کا یہی ایک ہی شیشہ نکلا

کس سے اس نور کی ممکن ہو جہاں میں تشبیہ ✡ وہ تو ہر بات میں ہر وصف میں یکتا نکلا

طالب دعا: برہان الدین چراغ ولد چراغ الدین صاحب مرحوم مع فیملی، افراد خاندان و مرحومین، ننگل باغبانہ، قادیان

A. SAMSUL ALAM
A. ABDUL RAHIM

Dealers of Natural Precious & Semi-Precious Gemstones

TOONICE
DEALERS OF PRECIOUS & SEMI-PRECIOUS GEMSTONES
No. 100/59-A, 1st Floor, South Thaikkat Street Melapalayam, Tirunelveli-627005 Tamil Nadu, India
+91 9659389953
toonicegems@gmail.com

Al-Nida GEMS
No. 1/B3, 1st Floor Village Road Balaji Nagar Extension Puzhuthivakkam, Chennai-600091 Tamil Nadu, India
+91 9042150339
alnidagems@gmail.com

HG GEMS
HANIYAHANA GEMS CO., LTD.
No. 191/16, Soi Puttha Osot Siphraya, Bangrak Bangkok - 10500 Thailand
+66 638751327
gemscertify22@gmail.com

طالب دعا : اے شمس العالم (جماعت احمدیہ میلا پالم، صوبہ تامل ناڈو)

وصایا منظوری سے قبل اس لیے شائع کی جاتی ہیں کہ اگر کسی صاحب کو کسی وصیت پر کوئی اعتراض ہو تو وہ تاریخ اشاعت سے ایک ماہ کے اندر دفتر بہشتی مقبرہ کو مطلع کرے۔ (سیکرٹری مجلس کارپرداز قادیان)

مسل نمبر 12272: میں عرفان خان ولد مکرم گلزار دین صاحب مرحوم قوم احمدی مسلمان طالب علم تاریخ پیدائش 3 دسمبر 2001ء پیدائشی احمدی ساکن: کوٹلی ابلو ڈاکخانہ خاص تحصیل وضلع مکتسر صوبہ پنجاب بقائمی ہوش و حواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ 28 جنوری 2025ء وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیّہ قادیان بھارت ہوگی۔ خاکسار کی اس وقت جائیداد مندرجہ ذیل ہے۔ ڈھائی مرلہ زمین شاملاٹ خاکسار کے نام پر ہے۔ میرا گزارہ آمد از جیب خرچ ماہوار -/3,000 روپے ہے۔ میں اقرار کرتا ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصّہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتا رہوں گا اور اگر کوئی جائداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہوں گا اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔

گواہ : چوہدری محمود احمد العبد : عرفان خان گواہ : محمد اقبال

مسل نمبر 12273: میں بی بی پولی زوجہ مکرم بوڑ شاہ صاحب قوم احمدی مسلمان پیشہ خانہ داری عمر 52 سال تاریخ بیعت 1992ء ساکن: شوشک ونڈ تحصیل زیرا ضلع فروز پور صوبہ پنجاب بقائمی ہوش و حواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ 30 جنوری 2025ء وصیت کرتی ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ و غیر منقولہ کے 1/10 حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیّہ قادیان بھارت ہوگی۔ خاکسار کی اس وقت جائداد مندرجہ ذیل ہے۔ حق مہر -/20,000 روپے۔ میرا گزارہ آمد از جیب خرچ ماہوار -/500 روپے ہے۔ میں اقرار کرتی ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصّہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتی رہوں گی اور اگر کوئی جائداد اسکے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتی رہوں گی اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔

گواہ : مکرم بوڑ شاہ الامۃ : بی بی پولی گواہ : ترسیم محمد

مسل نمبر 12274: میں طاہرہ پروین زوجہ مکرم اطہر احمد بلالی صاحب قوم احمدی مسلمان پیشہ خانہ داری تاریخ پیدائش: 22 اکتوبر 1992ء پیدائشی احمدی موجودہ پتہ: چوچک ونڈ تحصیل زیرا ضلع فروز پور صوبہ پنجاب مستقل پتہ: کوٹلی کالابن ضلع راجوری صوبہ جموں کشمیر بقائمی ہوش و حواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ 30 جنوری 2025ء وصیت کرتی ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیّہ قادیان بھارت ہوگی۔ خاکسار کی اس وقت جائداد مندرجہ ذیل ہے۔ حق مہر -/62,000 روپے۔ میرا گزارہ آمد از جیب خرچ ماہوار -/500 روپے ہے۔ میں اقرار کرتی ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصّہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتی رہوں گی اور اگر کوئی جائداد اسکے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتی رہوں گی اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔

گواہ : اطہر احمد بلالی الامۃ : طاہرہ پروین گواہ : بوڑ شاہ

مسل نمبر 12275: میں منپریت شاہ ولد مکرم بوڑ شاہ صاحب قوم احمدی مسلمان پیشہ پرائیویٹ ملازمت عمر 25 سال پیدائشی احمدی ساکن: شوشک ونڈ ڈاکخانہ شوشک تحصیل زیرا ضلع فیروز پور صوبہ پنجاب بقائمی ہوش و حواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ 30 جنوری 2025ء وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیّہ قادیان بھارت ہوگی۔ خاکسار کی اس وقت کوئی جائیداد نہیں ہے۔ میرا گزارہ آمد از پرائیویٹ ملازمت ماہوار -/6,500 روپے ہے۔ میں اقرار کرتا ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصّہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتا رہوں گا اور اگر کوئی جائداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہوں گا اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔

گواہ : بوڑ شاہ العبد : منپریت شاہ گواہ : اسلم محمد

مسل نمبر 12276: میں امۃ المتین زوجہ مکرم شبیر احمد بٹ صاحب قوم احمدی مسلمان پیشہ خانہ داری عمر 39 سال پیدائشی احمدی موجودہ پتہ: سیاں والی بانگر تحصیل وضلع فروز پور صوبہ پنجاب مستقل پتہ: ڈاکخانہ کوکگام صوبہ جموں کشمیر بقائمی ہوش و حواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ یکم فروری 2025ء وصیت کرتی ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیّہ قادیان بھارت ہوگی۔ خاکسار کی اس وقت جائداد مندرجہ ذیل ہے۔ زیور طلائی: ایک ہار آدھا تولہ، کان کے جھمکے ایک جوڑی 6 گرام، گلے کی چین چار گرام، دوعدد کنگی 8 گرام، 4 عدد انگوٹھی 3 گرام (تمام زیورات 22 کیریٹ) حق مہر 30 ہزار روپے۔ میرا گزارہ آمد از جیب خرچ ماہوار -/500 روپے ہے۔ میں اقرار کرتی ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصّہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتی رہوں گی اور اگر کوئی جائداد اسکے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتی رہوں گی اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔

گواہ : شبیر احمد بٹ الامۃ : امۃ المتین گواہ : داؤد احمد ڈار

مسل نمبر 12277: میں حور گلشن زوجہ مکرم داؤد احمد ڈار صاحب قوم احمدی مسلمان پیشہ خانہ داری عمر 44 سال پیدائشی احمدی ساکن: زیرہ تحصیل زیرہ ضلع فروز پور صوبہ پنجاب مستقل پتہ: ڈاکخانہ وضلع کولگام صوبہ جموں کشمیر بقائمی ہوش و حواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ یکم فروری 2025ء وصیت کرتی ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیّہ قادیان بھارت ہوگی۔ خاکسار کی اس وقت جائداد مندرجہ ذیل ہے۔ زیور طلائی: کان کے جھمکے تین گرام، انگوٹھیاں 6 گرام (تمام زیورات 22 کیریٹ) حق مہر -/70,000 روپے۔ میرا گزارہ آمد از جیب خرچ ماہوار -/500 روپے ہے۔ میں اقرار کرتی ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصّہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتی رہوں گی اور اگر کوئی جائداد اسکے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتی رہوں گی اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔

گواہ : ذاکر احمد ڈار الامۃ : حور گلشن گواہ : ذاکر احمد پڈر

مسل نمبر 12278: میں دانش احمد ولد مکرم غلام احمد مبارک صاحب قوم احمدی مسلمان پیشہ فارماسسٹ تاریخ پیدائش 31 مارچ 2000 پیدائشی احمدی ساکن: ڈاکخانہ کالکی بابا بکالہ ضلع امرتسر صوبہ پنجاب بقائمی ہوش و حواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ 6 فروری 2025ء وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیّہ قادیان بھارت ہوگی۔ خاکسار کی اس وقت کوئی جائیداد نہیں ہے۔ میرا گزارہ آمد از ملازمت ماہوار -/7,000 روپے ہے۔ میں اقرار کرتا ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصّہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتا رہوں گا اور اگر کوئی جائداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہوں گا اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔

گواہ : غلام احمد مبارک العبد : دانش احمد گواہ : حاشر احمد

مسل نمبر 12279: میں بادشاہ خان ولد مکرم زویل دین صاحب قوم احمدی مسلمان پیشہ مزدوری تاریخ پیدائش 31 جنوری 2004ء پیدائشی احمدی ساکن: جماعت احمدیہ گدلی پوسٹ آفس پنگوالی تحصیل وضلع امرتسر بقائمی ہوش و حواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ 6 فروری 2025ء وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیّہ قادیان بھارت ہوگی۔ خاکسار کی اس وقت کوئی جائیداد نہیں ہے۔ میرا گزارہ آمد از خورونوش ماہوار -/2,000 روپے ہے۔ میں اقرار کرتا ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصّہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتا رہوں گا اور اگر کوئی جائداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہوں گا اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔

گواہ : زویل دین العبد : بادشاہ خان گواہ : منصور احمد ساجہ

مسل نمبر 12280: میں نسرین بیگم زوجہ مکرم عبدالمجید صاحب قوم احمدی مسلمان پیشہ خانہ داری عمر 41 سال پیدائشی احمدی ساکن: ڈاکخانہ پنگواں تحصیل وضلع امرتسر صوبہ پنجاب بقائمی ہوش و حواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ 6 فروری 2025ء وصیت کرتی ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیّہ قادیان بھارت ہوگی۔ خاکسار کی اس وقت جائداد مندرجہ ذیل ہے۔ زیور طلائی: ایک تولہ کان کے جھمکے، ایک تولہ گلے کا ہار، ایک تولہ گلے کا ہار، دوعدد انگوٹھی ایک تولہ، ایک عدد کان کی بالی ایک تولہ، ایک عدد کان کی بالی 2 گرام (تمام زیورات 22 کیریٹ) حق مہر 50 ہزار روپے۔ میرا گزارہ آمد از جیب خرچ ماہوار -/500 روپے ہے۔ میں اقرار کرتی ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصّہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتی رہوں گی اور اگر کوئی جائداد اسکے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتی رہوں گی اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔

گواہ : زویل دین الامۃ : نسرین بیگم گواہ : منصور احمد ساجہ

مسل نمبر 12281: میں شاہدہ پروین زوجہ مکرم بلال احمد صاحب قوم احمدی مسلمان پیشہ خانہ داری تاریخ پیدائش یکم جنوری 1984ء پیدائشی احمدی ساکن مہروں ضلع کوگا صوبہ پنجاب بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ 29 جنوری 2025ء وصیت کرتی ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیّہ قادیان بھارت ہوگی۔ خاکسار کی اس وقت جائداد مندرجہ ذیل ہے۔ زیور طلائی: گلے کا ہار آدھا تولہ 22 کیریٹ۔ حق مہر -/25,000 روپے۔ میرا گزارہ آمد از جیب خرچ ماہوار -/500 روپے ہے۔ میں اقرار کرتی ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصّہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتی رہوں گی اور اگر کوئی جائداد اسکے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتی رہوں گی اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔

گواہ : داؤد احمد ڈار الامۃ : شاہدہ پروین گواہ : غلام نبی ڈار

نماز جنازہ حاضر وغائب

سیّدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے 25 جنوری 2025ء بروز ہفتہ 12 بجے دوپہر اسلام آباد (ٹلفورڈ) میں اپنے دفتر سے باہر تشریف لاکر درج ذیل مرحومین کی نماز جنازہ حاضر وغائب پڑھائی۔

(نماز جنازہ حاضر)

مکرم منور احمد ناصر صاحب

ابن مکرم ناصر احمد صاحب

(Ash۔یوکے)

22 جنوری 2025ء کو 65 سال کی عمر میں بقضائے الٰہی وفات پاگئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیۡہِ رَاجِعُوۡنَ۔ مرحوم کا تعلق سری لنکا سے تھا۔ آپ سری لنکا کے پہلے احمدی امام مکرم عبدالماجد صاحب مرحوم کے پوتے اور مکرم مولانا محمد عمر صاحب مرحوم (سابق نائب ناظر اعلیٰ وناظر اصلاح وارشاد قادیان) کے داماد تھے۔ سری لنکا میں جماعت کی مخالفت اور پرسیکیوشن کی وجہ سے 1982ء میں سوئٹزرلینڈ چلے گئے اور وہاں لوکل اور نیشنل سطح پر خدمت کی توفیق پائی۔ 2004ء میں یوکے آگئے اور مسجد فضل کے قریب رہائش اختیار کی۔ آپ لمبے عرصہ سے دفتر پرائیویٹ سیکرٹری کی ڈاک ٹیم میں تامل، ملیالم اور سنہالی زبان کے خطوط کا ترجمہ اور جوابات تیار کرنے کی خدمت بجالا رہے تھے۔ آپ کی آواز بلند اور اچھی تھی۔ اس لیے کئی دفعہ جمعہ پر بھی اذان دینے کی توفیق پائی۔ مرحوم نماز اور روزہ کے پابند، تہجد گزار، ہمدرد، ملنسار، خوش مزاج، نیک اور مخلص انسان تھے۔ چندوں میں باقاعدہ تھے اور مالی قربانی کے لیے ہر وقت تیار رہتے تھے۔ اپنے اہل خانہ اور حلقہ احباب میں خلافت کے ساتھ پختہ تعلق قائم کرنے کی تلقین کرتے رہتے تھے۔ مرحوم موصی تھے۔ پسماندگان میں اہلیہ کے علاوہ ایک بیٹا اور دو بیٹیاں شامل ہیں۔

(نماز جنازہ غائب)

(1) مکرمہ ارشاد سعید صاحبہ

اہلیہ مکرم سعید احمد عابد صاحب

(جرمنی)

7 جنوری 2025ء کو بقضائے الٰہی وفات پاگئیں۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیۡہِ رَاجِعُوۡنَ۔ مرحومہ صوم وصلوٰۃ کی پابند، تہجد گزار، مہمان نواز، نرم مزاج، غریب پرور، بڑی صابرہ وشاکرہ، نیک اور مخلص خاتون تھیں۔ چندوں کی ادائیگی میں بڑی باقاعدہ تھیں۔ اپنا سارا زیور سو مساجد سکیم میں پیش کرنے کی بھی توفیق پائی۔ آپ نے مقامی طور پر لجنہ میں لمبا عرصہ سیکرٹری مال کے علاوہ مختلف عہدوں پر خدمت کی توفیق پائی۔ تبلیغ کا بہت شوق تھا اور باقاعدگی سے تبلیغی سرگرمیوں میں حصہ لیا کرتی تھیں۔ مرحومہ موصیہ تھیں۔ پسماندگان میں دو بیٹیاں اور تین بیٹے شامل ہیں۔

(2) مکرمہ شاہدہ نورین صاحبہ

اہلیہ مکرم خواجہ نصیر احمد صاحب

(کینیڈا)

8 دسمبر 2024ء کو 69 سال کی عمر میں بقضائے الٰہی وفات پاگئیں۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیۡہِ رَاجِعُوۡنَ۔ آپ حضرت شادی خان صاحب رضی اللہ عنہ صحابی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی نواسی تھیں۔ مرحومہ کو گوجرانوالہ میں لوکل صدر لجنہ اور سیکرٹری مال کے طور پر خدمت کی توفیق ملی۔ مرحومہ پابند صوم وصلوٰۃ، بڑی حلیم طبع، ضرورت مندوں کی دل کھول کر مدد کرنے والی ایک مخلص اور باوفا خاتون تھیں۔ پسماندگان میں میاں کے علاوہ 5 بیٹیاں شامل ہیں۔

(3) مکرم اسد اللہ شاداب کرم علی صاحب

ابن مکرم لطف اللہ کرم علی صاحب

(سکندر آباد صوبہ تلنگانہ انڈیا)

30 ستمبر 2024ء کو 56 سال کی عمر میں بقضائے الٰہی وفات پاگئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیۡہِ رَاجِعُوۡنَ۔ مرحوم کا تعلق حیدرآباد کے پرانے احمدی خاندان سے تھا۔ صوم وصلوٰۃ کے پابند، غریب پرور، دیندار، نیک اور مخلص انسان تھے۔ جماعتی پروگراموں میں باقاعدہ حاضر ہوا کرتے تھے۔ آپ کو مقامی جماعت میں بطور سیکرٹری تحریک جدید خدمت کا موقع ملا۔ پسماندگان میں اہلیہ کے علاوہ تین بیٹے شامل ہیں۔

(4) مکرمہ Helena Henderikx صاحبہ

اہلیہ مکرم KT Tjoa صاحب

(بلجیم)

2 جنوری 2025ء کو 94 سال کی عمر میں بقضائے الٰہی وفات پاگئیں۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیۡہِ رَاجِعُوۡنَ۔ مرحومہ بیلجیئن نیشنل تھیں اور 2006ء میں بیعت کرکے جماعت میں شمولیت اختیار کی تھی۔ نمازوں کی پابند، تہجد گزار، خلافت سے بے پناہ محبت اور وفا کا تعلق رکھنے والی ایک نیک اور مخلص خاتون تھیں۔

(5) عزیزم عفان احمد

ابن مکرم لقمان احمد صاحب

(نیپال)

25 نومبر 2024ء کو 9 سال کی عمر میں بقضائے الٰہی وفات پاگیا۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیۡہِ رَاجِعُوۡنَ۔ مرحوم وقف نو کی بابرکت تحریک میں شامل تھا۔ بہت ہی ذہین بچہ تھا اور اطفال الاحمدیہ کے پروگراموں میں جوش وخروش سے حصہ لیتا تھا۔ امسال اکتوبر میں ہونے والے نیشنل اجتماع اطفال الاحمدیہ میں اپنے گروپ کے تمام علمی مقابلوں میں اول پوزیشن حاصل کی تھی۔ اپنی بیماری کے ایام میں بار بار کہتا تھا کہ حضور انور کے دفتر میں فون کرکے میرے لیے دعا کا پیغام لکھوائیں کہ حضور میرے لیے دعا فرمائیں۔ مرحوم کی والدہ مکرمہ رضوانہ لقمان صاحبہ صدر لجنہ اماء اللہ نیپال کے طور پر خدمت کی توفیق پارہی ہیں۔

اللہ تعالیٰ تمام مرحومین سے مغفرت کا سلوک فرمائے اور انہیں اپنے پیاروں کے قرب میں جگہ دے۔ اللہ تعالیٰ ان کے لواحقین کو صبر جمیل عطا فرمائے اوران کی خوبیوں کو زندہ رکھنے کی توفیق دے۔ آمین۔

❁❁❁❁

بقیہ پیغام حضور انور جلسہ سالانہ آئرلینڈ از صفحہ نمبر 19

نیک اثر ڈالے اوران کا اتفاق اسلام کے لئے برکت و عظمت ونتائج خیر کا موجب ہو اور وہ بہ برکت کلمہ واحدہ پر متفق ہونے کے اسلام کی پاک و مقدس خدمات میں جلد کام آسکیں۔‘‘

(مجموعہ اشتہارات جلد 1 صفحہ 196۔ ایڈیشن 1986ء)

یاد رکھیں کہ ہر شرطِ بیعت اپنے اندر بے انتہا حکمتیں رکھتی ہے۔ یہ شرائط آپ کی زندگی کی راہنما ہونی چاہئیں۔ اور اگر آپ ان کے مطابق عمل کریں تو آپ دنیا میں حقیقی اخلاقی انقلاب لانے والے ہوسکتے ہیں۔ ایک احمدی مسلمان کو اپنے ایمان کو زندہ رکھنے کے لیے تمام شرائط بیعت پر ہر وقت غور وخوض کرتے رہنا چاہیے۔

مثال کے طور پر چھٹی شرط بیعت یوں ہے:

یہ کہ اتباعِ رسم اور متابعتِ ہواوہوس سے باز آجائے گا اور قرآن شریف کی حکومت کو بکلّی اپنے سر پر قبول کرے گا اور قَالَ اللّٰہ اور قَالَ الرَّسُوۡل کو اپنے ہر یک راہ میں دستور العمل قرار دے گا۔

ناپسندیدہ رسوم ورواج سے بچنا اور خود کو نفسانی خواہشات سے دور رکھنا یقیناً اسلامی تعلیمات کا حصہ ہے۔ اس تعلیم کو سمجھنے کے لیے ہمیں قرآن کریم کی طرف رخ کرنا ہوگا اور آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ہدایات پر مکمل طور پر عمل کرنا ہوگا۔

حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں:

دیکھو! اللہ تعالیٰ نے قرآن شریف میں فرمایا ہے قُلۡ اِنۡ کُنۡتُمۡ تُحِبُّوۡنَ اللّٰہَ فَاتَّبِعُوۡنِیۡ یُحۡبِبۡکُمُ اللّٰہُ (آل عمران: 23) خدا کے محبوب بننے کے واسطے صرف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی ہی ایک راہ ہے اور کوئی دوسری راہ نہیں کہ تم کو خدا سے ملاوے۔ انسان کا مدعا صرف اس ایک واحد لاشریک خدا کی تلاش ہونا چاہیے شرک اور بدعت سے اجتناب کرنا چاہیے رسوم کا تابع اور ہواوہوس کا مطیع نہ بننا چاہیے۔ دیکھو! میں پھر کہتا ہوں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سچی راہ کے سوا اور کسی طرح انسان کامیاب نہیں ہوسکتا۔

(ملفوظات جلد 3 صفحہ 102)

میری آپ کو نصیحت ہے کہ روزانہ قرآن کی تلاوت کریں، اپنی پنج وقتہ نمازیں باقاعدگی کے ساتھ باجماعت ادا کریں، کثرت کے ساتھ درود شریف پڑھیں اور اپنے خالق حقیقی اللہ تعالیٰ سے ایک ذاتی تعلق پیدا کرنے کی بھرپور کوشش کریں تاکہ آپ ایک بہترین احمدی مسلمان بن سکیں۔

میں آپ کو یہ بھی نصیحت کرتا ہوں کہ خلافت احمدیہ کے بابرکت نظام کو مضبوطی سے تھامے رکھیں۔ خلیفۃ المسیح کے ساتھ قریبی تعلق قائم رکھنے کی کوشش کریں اور ہمیشہ اس کے وفادار رہیں۔ نیز ایم ٹی اے باقاعدگی کے ساتھ دیکھا کریں اور اپنی فیملی اور خاص طور پر بچوں کو بھی ایم ٹی اے دیکھنے کی عادت ڈالیں۔ بالخصوص آپ کو چاہئے کہ میرے خطبات جمعہ کو باقاعدگی سے سنیں اور میری تمام ہدایات اور نصائح پر عمل کریں۔

میں آپ کی توجہ تبلیغ کی ذمہ داریوں کی طرف بھی دلانا چاہتا ہوں جو ہر احمدی مسلمان کے لیے لازمی ہے۔ آپ کو حکمت عملی سے منصوبہ بندی کرنی چاہئے اور آئرلینڈ کے تمام لوگوں تک اسلام احمدیت کا پُرامن پیغام پہنچانے کے لیے ہر ممکن کوشش کرنی چاہیے۔ اللہ تعالیٰ آپ کو اس کی توفیق دے۔ اللہ تعالیٰ آپ سب پر اپنا رحم فرمائے۔

(بشکریہ الفضل انٹرنیشنل 11 جنوری 2025ء)

❁❁❁❁

CHANDIGARH DIAGNOSTIC LABORATORY
Thane wala Chowk, Thikriwal Rd (Darul Salam Kothi Rd)
(Near Canara and Punjab & Sind Bank Qadian)
ہمارے یہاں ہر طرح کے جسمانی ٹیسٹ خون، پیشاب، بلغم، بایوپسی، وغیرہ کمپیوٹرائزڈ دستیاب ہیں
ہمارے ساتھی: SRL-Super Ranbaxy Lab,Thyrocare Mumbai
چوہدری محمد خضر باجوہ صاحب درویش قادیان — لقمان احمد باجوہ صاحب
پروپرائٹر: عمران احمد باجوہ، رضوان احمد باجوہ — فون نمبر: +91-85579-01648, +91-96465-61639

JYOTI SAW MILL
SAWMILL
IDCO, Plot No.2, At-Ampore
P.O Kenduapada Dist - Bhadrak - 756112 (Odisha)
Mobile No. 9861330620 & 7008841940
طالب دعا: شیخ طاہر احمد (جماعت احمدیہ بھدرک، صوبہ اڈیشہ)

IMPERIAL GARDEN FUNCTION HALL
a desired destination for royal weddings & celebrations.
2 - 14 -122 / 2 - B , Bushra Estate
HYDRABAD ROAD, YADGIR - 585201
Contact Number : 09440023007, 08473296444

ہمیں اس منفرد اجتماع کے مقدس ماحول سے بھرپور فائدہ اٹھانا چاہئے تا کہ ہم اپنے باطن کو بہتر بنا سکیں اور اس طرح اپنی اخلاقی حالت کو پاک کر سکیں اور اس کے نتیجہ میں ہم اپنے ایمان کو مضبوط کر سکیں اور تقویٰ یعنی راستبازی کے اپنے معیار کو بڑھا سکیں اور اپنے اندر اللہ کا حقیقی خوف پیدا کر سکیں

یہ جلسہ ہمارے دلوں میں نرمی، شفقت اور عاجزی پیدا کرنے والا ہونا چاہئے یہ جماعت کے اندر پیار اور بھائی چارہ کے رشتوں کو بڑھانے کا ذریعہ ہونا چاہئے اور ہمیں اس قابل بنانے والا ہونا چاہئے کہ ہم نہ صرف ایک دوسرے کا خیال رکھیں بلکہ دوسرے ضرورت مند لوگوں کی فلاح و بہبود کے لئے بھی بہترین مثال قائم کریں

اب وقت آ گیا ہے کہ آگے بڑھیں اور پورے عزم اور ہمت کے ساتھ عہد کریں کہ آپ ہمیشہ اپنی زندگیوں میں تمام پاک تبدیلیاں لانے کی کوشش کریں گے تا کہ آپ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ السلام کے ساتھ کی گئی بیعت کی ہر ایک شرط پر عمل کرتے ہوئے اسے پورا کر سکیں

سیّدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے جلسہ سالانہ تنزانیہ 2024ء کے موقعہ پر بصیرت افروز پیغام کا اردو مفہوم

پیارے احباب جماعت تنزانیہ!

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مجھے اس بات کی بہت خوشی ہے کہ آپ اپنا ترپن واں جلسہ سالانہ مورخہ 27، 28 اور 29 ستمبر 2024ء کو منعقد کر رہے ہیں۔ میری دلی دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ آپ کے جلسہ کو بڑی کامیابی سے نوازے، آپ سب بے انتہا فضلوں کے وارث بنیں اور ہمارے مذہب یعنی اسلام اور ہمارے پیارے نبی کریم محمد ﷺ کی دی ہوئی تعلیمات اور ہدایات کے متعلق علم و فہم میں اضافہ کرنے والے ہوں۔

یاد رکھیں کہ یہ کوئی عام دنیاوی تہوار یا میلہ نہیں ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا: ’’اس جلسہ کے اغراض میں سے بڑی غرض تو یہ ہے کہ تا ہر ایک مخلص کو بالمواجہ دینی فائدہ اُٹھانے کا موقع ملے اور ان کے معلومات وسیع ہوں اور خدا تعالیٰ کے فضل سے ان کی معرفت ترقی پذیر ہو۔ پھر اس کے ضمن میں یہ بھی فوائد ہیں کہ اس ملاقات سے تمام بھائیوں کا تعارف بڑھے گا اور اس جماعت کے تعلقات اخوت استحکام پزیر ہوں گے۔‘‘ (مجموعہ اشتہارات جلد اول صفحہ 340، ایڈیشن 1989ء)

پس ہمیں اس منفرد اجتماع کے مقدس ماحول سے بھرپور فائدہ اٹھانا چاہئے تا کہ ہم اپنے باطن کو بہتر بنا سکیں اور اس طرح اپنی اخلاقی حالت کو پاک کر سکیں اور اس کے نتیجہ میں ہم اپنے ایمان کو مضبوط کر سکیں اور تقویٰ یعنی راستبازی کے اپنے معیار کو بڑھا سکیں اور اپنے اندر اللہ کا حقیقی خوف پیدا کر سکیں۔

یقیناً یہ جلسہ ہمارے دلوں میں نرمی، شفقت اور عاجزی پیدا کرنے والا ہونا چاہئے۔ یہ جماعت کے اندر پیار اور بھائی چارہ کے رشتوں کو بڑھانے کا ذریعہ ہونا چاہئے اور ہمیں اس قابل بنانے والا ہونا چاہئے کہ ہم نہ صرف ایک دوسرے کا خیال رکھیں بلکہ دوسرے ضرورت مند لوگوں کی فلاح و بہبود کے لئے بھی بہترین مثال قائم کریں۔ ہمیں اپنے روز مرہ کے طرز عمل اور سلوک میں عاجزی اور نرمی پیدا کرنی چاہئے۔ سب سے بڑھ کر یہ کہ ہمیں اسلام کی خدمت کے لیے جوش و جذبہ پیدا کرنا چاہئے اور اپنے خالق اللہ تعالیٰ کے ساتھ ایک زندہ تعلق قائم کرنے کی کوشش کرنی چاہئے۔

اس حوالہ سے حضرت مسیح موعودؑ نے فرمایا: ’’یہ وہ امور اور شرائط ہیں جو میں ابتدا سے کہتا چلا آیا ہوں۔ میری جماعت میں سے ہر ایک فرد پر لازم ہوگا کہ ان تمام وصیتوں کے کاربند ہوں اور چاہئے کہ تمہاری مجلسوں میں کوئی ناپاکی اور ٹھٹھے اور ہنسی کا مشغلہ نہ ہو۔ اور نیک دل اور پاک طبع اور پاک خیال ہو کر زمین پر چلو۔ اور یاد رکھو کہ ہر ایک شر مقابلہ کے لائق نہیں ہے۔ اس لئے لازم ہے کہ اکثر اوقات عفو اور درگذر کی عادت ڈالو اور صبر اور حلم سے کام لو اور کسی پر ناجائز طریق سے حملہ نہ کرو اور جذبات نفس کو دبائے رکھو۔ اور اگر کوئی بحث کرو یا کوئی مذہبی گفتگو ہو تو نرم الفاظ اور مہذبانہ طریق سے کرو اور اگر کوئی جہالت سے پیش آوے تو سلام کہہ کر ایسی مجلس سے جلد اٹھ جاؤ...... خدا تعالیٰ چاہتا ہے کہ تمہیں ایک ایسی جماعت بنا دے کہ تم تمام دنیا کے لئے نیکی اور راستبازی کا نمونہ ٹھہرو۔‘‘

(اشتہار 29 مئی 1898ء، مجموعہ اشتہارات جلد دوم صفحہ 434)

میں آپ کو تاکید کرتا ہوں کہ خلافت احمدیہ کے الٰہی نظام کو ہمیشہ اولین ترجیح دیں۔ خلیفۃ المسیح سے قریبی تعلق بنانے کی کوشش کریں اور ہمیشہ وفادار رہیں۔ آپ اپنے بچوں کو بھی خلافت کی ان گنت نعمتوں کا بتائیں (کی تعلیم دیں) اور اس بات کو یقینی بنائیں کہ آپ کی آنے والی نسلیں خلافت احمدیہ کی بابرکت راہنمائی، حفاظت اور پناہ گاہ میں مستقل رہیں۔ آپ کو ایم ٹی اے کثرت سے دیکھنا چاہئے اور اپنے اہل خصوصاً اپنے بچوں کو بھی اس کی تلقین کرتے رہیں۔

میں جماعت کے ہر ایک فرد کو تبلیغ کی اہمیت کی یاد دلاتا ہوں۔ مورخہ 8 ستمبر 2017ء کے خطبہ جمعہ میں مَیں نے کہا تھا: ’’ہمارے سے اگر پوچھا جائے گا تو صرف اتنا جو اللہ تعالیٰ نے ہم سے پوچھنا ہے کہ کیا ہم نے پیغام پہنچایا؟ یا پھر کیوں ہم نے اپنا تبلیغ کا فریضہ ادا نہیں کیا؟ اور کیوں اللہ تعالیٰ کی ہدایت پر عمل کرتے ہوئے نہیں کیا؟ ...... تمہارا کام تبلیغ کرنا ہے۔ پیغام پہنچانا ہے۔ حق کا پیغام دنیا کے ہر شخص تک پہنچانا ہے۔ اسلام کی خوبیوں اور خوبصورت تعلیم کو دوسروں پر ظاہر کرنا ہے۔ وہ کئے جاؤ۔‘‘

پس تنزانیہ کے تمام لوگوں تک اسلام احمدیت کے پُر امن پیغام کو پہنچانے کے لئے حکمت سے منصوبے بنائیں اور نئے ذرائع تلاش کریں۔

آخر میں، مَیں آپ سب کو کہتا ہوں کہ اب وقت آ گیا ہے کہ آگے بڑھیں اور پورے عزم اور ہمت کے ساتھ عہد کریں کہ آپ ہمیشہ اپنی زندگیوں میں تمام پاک تبدیلیاں لانے کی کوشش کریں گے تا کہ آپ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ السلام کے ساتھ کی گئی بیعت کی ہر ایک شرط پر عمل کرتے ہوئے اسے پورا کر سکیں۔ ان شاء اللہ اگر آپ ایسا کرتے ہیں تو آپ دنیا میں ایک حقیقی روحانی انقلاب پیدا کر سکتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ آپ کو اس ہدایت پر بہترین انداز میں عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ اللہ آپ سب پر رحم کرے۔

(بشکریہ الفضل انٹرنیشنل 17 دسمبر 2024ء)

❁❁❁❁

یاد رکھیں کہ ہر شرطِ بیعت اپنے اندر بے انتہا حکمتیں رکھتی ہے یہ شرائط آپ کی زندگی کی راہنما ہونی چاہئیں اور اگر آپ ان کے مطابق عمل کریں تو آپ دنیا میں حقیقی اخلاقی انقلاب لانے والے ہو سکتے ہیں

میری آپ کو نصیحت ہے کہ روزانہ قرآن کی تلاوت کریں، اپنی پنج وقتہ نمازیں باقاعدگی کے ساتھ باجماعت ادا کریں، کثرت کے ساتھ درود شریف پڑھیں اور اپنے خالق حقیقی اللہ تعالیٰ سے ایک ذاتی تعلق پیدا کرنے کی بھرپور کوشش کریں تا کہ آپ ایک بہترین احمدی مسلمان بن سکیں

میں آپ کی توجہ تبلیغ کی ذمہ داریوں کی طرف بھی دلانا چاہتا ہوں جو ہر احمدی مسلمان کے لئے لازمی ہے آپ کو حکمت عملی سے منصوبہ بندی کرنی چاہئے اور آئرلینڈ کے تمام لوگوں تک اسلام احمدیت کا پُر امن پیغام پہنچانے کے لیے ہر ممکن کوشش کرنی چاہئے

میں آپ کو یہ بھی نصیحت کرتا ہوں کہ خلافت احمدیہ کے بابرکت نظام کو مضبوطی سے تھامے رکھیں خلیفۃ المسیح کے ساتھ قریبی تعلق قائم رکھنے کی کوشش کریں اور ہمیشہ اس کے وفادار رہیں نیز ایم ٹی اے باقاعدگی کے ساتھ دیکھا کریں اور اپنی فیملی اور خاص طور پر بچوں کو بھی ایم ٹی اے دیکھنے کی عادت ڈالیں

سیّدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے جلسہ سالانہ آئرلینڈ 2024ء کے موقعہ پر بصیرت افروز پیغام کا اُردو مفہوم

پیارے احباب جماعت احمدیہ آئرلینڈ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مجھے اس بات کی بہت خوشی ہے کہ آپ اپنا بائیسواں جلسہ سالانہ 24 اور 25 اگست 2024ء کو منعقد کر رہے ہیں۔ میری دعا ہے کہ اللہ آپ کے جلسے کو ہر لحاظ سے کامیاب کرے اور شاملین جلسہ بے شمار فضلوں کے وارث بنیں۔ اور ہمارے پیارے مذہب اسلام کی تعلیمات اور ہمارے پیارے نبی حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی ہدایات کا علم و فہم حاصل کرنے والے ہوں۔

یہ منفرد جلسہ ہمیں اپنی روحانی اور اخلاقی حالتوں کو بہتر بنانے، اپنے دل و دماغ کو پاک کرنے، اللہ تعالیٰ کے قریب ہونے اور زیادہ تقویٰ شعار بننے کا موقع فراہم کرتا ہے۔ یہ وہ حقیقی سوچ ہے جس کے ساتھ ہر فرد جماعت کو جلسے میں شریک ہونا چاہیے۔

حضرت مسیح موعودؑ نے جن پاک عزائم کے ساتھ اس جماعت کی بنیاد رکھی تھی وہ ہمیشہ آپ کے ذہن نشین ہونے چاہئیں۔ اور آپ کو اپنی بیعت سے متعلقہ ذمہ داریوں کو پورا کرنے کی ہر ممکن کوشش کرنی چاہیے۔ جس کے متعلق وضاحت یوں ہے۔

’’یہ سلسلہ بیعت محض بمراد فراہمی طائفہ متقین یعنی تقویٰ شعار لوگوں کی جماعت کے جمع کرنے کے لئے ہے تا ایسے متقیوں کا ایک بھاری گروہ دنیا پر اپنا

باقی صفحہ نمبر 18 پر ملاحظہ فرمائیں

EDITOR
MANSOOR AHMAD
Mobile. : +91 82830 58886
e -mail : badrqadian@rediffmail.com
website : www.akhbarbadr.in
www.alislam.org/badr

REGISTERED WITH THE REGISTRAR OF THE NEWSPAPERS FOR INDIA AT NO RN 61/57

ہفت روزہ بدر قادیان
Weekly **BADAR** Qadian
Qadian - 143516 Distt. Gurdaspur (Punjab) INDIA
Postal Reg. No. GDP/001/2023-25 Vol. 74 Thursday 29 May - 2025 Issue. 22

MANAGER
SHAIKH MUJAHID AHMAD
Mobile : +91 99153 79255
e-mail: managerbadrqnd@gmail.com

ANNUAL SUBSCRIPTION : Rs.850/- (Per Issue : Rs.16/-) By Air : 50 Pounds or 80 US Dollars - 60 Euro (**WEIGHT** : 50 -100 Gms/Issue)

جنگ میں ایک مسلمان نے ایک شخص کو باوجود اس کے سلام کہنے کے قتل کر دیا

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نہ صرف اس سے روکا بلکہ ایسا کرنے والے پر بہت ہی غصے اور رنج کا اظہار فرمایا

کاش! آج کل پاکستان کے نام نہاد ملاں، دین کے ٹھیکیداروں کو بھی یہ بات سمجھ آجائے اور احمدیوں پر جو ظلم کر رہے ہیں اس سے باز آجائیں تاکہ اللہ تعالیٰ کی پکڑ سے بچ سکیں

والدین کا بیحد احترام کرنیوالے، خلافت کے عاشق، غریبوں کے مسیحا، عاجزی و انکساری کے وصف میں نمایاں

سرگودھا کے پہلے ماہر امراض جگر و معدہ، ڈاکٹر شیخ محمد محمود صاحب شہید کا ذکر خیر اور نماز جنازہ غائب

اللہ تعالیٰ شہید مرحوم کے درجات بلند فرمائے، انکے لواحقین کو صبر اور حوصلہ عطا فرمائے، انکی والدہ کے غم کو ہلکا کرے، انکی بیوی اور بچے سب کو اپنی حفظ و امان میں رکھے آمین

خلاصہ خطبہ جمعہ سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرمودہ 23 مئی 2025ء بمقام مسجد مبارک (اسلام آباد) یو.کے

گذشتہ خطبے میں مَیں نے ایک مسلمان کا ایک شخص کے سلام کہنے کے باوجود اسے قتل کرنے کا ذکر کیا تھا اور اس حوالے سے سورۃ النساء کی آیت پڑھی تھی جس میں ذکر ہے کہ اگر کوئی تمہیں سلام کہے تو یہ نہ کہو کہ وہ مومن نہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نہ صرف اس سے روکا بلکہ ایسا کرنے والے پر بہت غصّے کا اظہار بھی فرمایا اور اسے اپنی نظروں سے دُور کر دیا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اس کا بہت رنج تھا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اسے بڑا گھناؤنا جرم قرار دیا تھا، کاش! آج کل پاکستان کے نام نہاد ملاں اور دین کے ٹھیکیداروں کو بھی یہ بات سمجھ آجائے اور احمدیوں پر جو ظلم کر رہے ہیں اس سے باز آجائیں تاکہ اللہ تعالیٰ کی پکڑ سے بچ سکیں۔

اب فتح مکّہ کا ذکر ہوگا جو رمضان 8ھجری میں ہوا۔ اسے فتح عظیم بھی کہتے ہیں۔ اس کی بشارت اللہ تعالیٰ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو پہلے ہی دے دی تھی جس کے نتیجے میں جوق در جوق لوگ اسلام میں داخل ہوئے۔

حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ آیت قُلْ رَّبِّ اَدْخِلْنِیْ مُدْخَلَ صِدْقٍ ...... جو ہجرت سے پہلے آپؐ پر نازل ہوئی تھی، اس میں ہجرت اور پھر فتح مکّہ کی بشارت دی گئی تھی۔

سورۃ الفتح میں فتح مکّہ کی بشارت یوں بیان ہوئی ہے کہ لَقَدْ رَضِیَ اللّٰہُ عَنِ الْمُؤْمِنِیْنَ اِذْ یُبَایِعُوْنَکَ تَحْتَ الشَّجَرَۃِ فَعَلِمَ مَا فِیْ قُلُوْبِھِمْ فَاَنْزَلَ السَّکِیْنَۃَ عَلَیْھِمْ وَاَثَابَھُمْ فَتْحًا قَرِیْبًا (الفتح:۱۹) یقیناً اللہ مومنوں سے راضی ہوگیا جب وہ درخت کے نیچے تیری بیعت کر رہے تھے، وہ جانتا ہے جو ان کے دلوں میں تھا، پس اُس نے ان پر سکینت اتاری اور ایک فتح عطا کی۔

حقیقت تو یہ ہے کہ جس دن آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مکّے سے ہجرت کی، اللہ تعالیٰ نے اُسی روز آپؐ کو فتح مکّہ کی بشارت دے دی تھی۔

چنانچہ ہجرت کے دوران اس آیت کے نازل ہونے کا بھی ذکر ملتا ہے کہ اِنَّ الَّذِیْ فَرَضَ عَلَیْکَ الْقُرْاٰنَ لَرَآدُّکَ اِلٰی مَعَادٍ۔ (القصص:۸۶) یقیناً وہ جس نے تجھ پر قرآن کو فرض کیا ہے ایک روز ضرور تجھے واپس آنے کی جگہ واپس لے آئے گا۔ امام فخر الدین رازی کہتے ہیں اس جگہ واپس آنے کی جگہ سے مراد مکّہ ہے۔

سورۃ البقرۃ کی ایک آیت میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وَ مِنْ حَیْثُ خَرَجْتَ فَوَلِّ وَجْھَکَ شَطْرَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ اس آیت کے معنی یہ ہوئے کہ تم جہاں سے بھی نکلو، یا جس جگہ سے بھی نکلو تمہارا مقصد یہ ہونا چاہیے کہ ہم نے مکّہ فتح کرنا ہے۔ پھر خروج کے معنی لشکر کشی کے بھی ہوتے ہیں، اس طرح آیت کے معنی یہ ہوئے کہ تم جہاں بھی لشکر کشی کرو، کسی جگہ بھی لڑائی کے لیے جاؤ...... تمہارا مقصد یہ ہونا چاہیے کہ تمہارا یہ خروج فتح مکّہ کی بنیاد رکھنے والا ہو۔

اس آیت کے معنی یہ ہیں کہ (اے مسلمانو!) تمہارا ایک ہی مقصد ہونا چاہیے کہ تم نے خانہ کعبہ کو فتح کر کے اسے اسلام کا مرکز بنانا ہے، کیونکہ جب تک مکّے میں اسلام پھیل نہیں جاتا، جب تک مکّہ مسلمانوں کے ماتحت نہیں آجاتا، اس وقت تک باقی تمام عرب مسلمان نہیں ہوسکتا، یہ پروگرام تھا جو مسلمانوں کا مقرر کیا گیا۔ اس میں کوئی شبہ نہیں کہ یہ پروگرام مسلمانوں کی طاقت سے بہت بالا تھا۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ایک شہید کا ذکر کروں گا اور نمازِ جنازہ غائب بھی پڑھاؤں گا۔ یہ ذکر مکرم ڈاکٹر شیخ محمد محمود صاحب آف سرگودھا ابن مکرم شیخ مبشر احمد صاحب دہلوی کا ہے، جنہیں ایک معاندِ احمدیت نے 16 مئی کو فائرنگ کر کے شہید کر دیا تھا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

وقوعے کے روز ڈاکٹر صاحب نمازِ جمعہ کی ادائیگی کے بعد اپنی فیملی کے ہمراہ فاطمہ ہسپتال سرگودھا جہاں وہ پریکٹس کرتے تھے، پہنچے تو راہ داری میں ایک شخص جو وہاں پہلے سے موجود تھا، اس نے شاپنگ بیگ سے پستول نکالا اور پشت سے آپ پر فائرنگ کر دی۔ انہیں دو گولیاں لگیں جو آر پار ہوگئیں، انہیں فوری طور پر سول ہسپتال لے جایا گیا لیکن زخموں کی تاب نہ لاتے ہوئے ڈاکٹر صاحب شہید ہوگئے۔ وقوعے کے بعد حملہ آور اسلحہ لہراتے ہوئے اپنے ساتھی کے ساتھ وہاں سے فرار ہوگیا۔ شہادت کے وقت شہید مرحوم کی عمر 59سال تھی۔

شہید مرحوم کے خاندان میں احمدیت کا نفوذ ان کے پڑدادا مکرم بابو اعجاز حسین صاحب کے بھائی حضرت سرفراز حسین صاحب دہلویؓ کے ذریعے سے ہوا تھا، جنہوں نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بیعت کی تھی۔ بعد میں شہید مرحوم کے پڑدادا مکرم بابو اعجاز حسین صاحب نے اپنے بھائی کی وساطت سے بیعت کر لی۔ شہید مرحوم کے پڑدادا مکرم بابو اعجاز حسین صاحب دہلوی اور دادا مکرم بابو نذیر احمد صاحب دونوں کو یکے بعد دیگرے بحیثیت امیر جماعت احمدیہ دہلی خدمت کی توفیق ملی۔

شہید مرحوم نے ایف سی کالج لاہور سے ایف ایس سی کی، پھر راولپنڈی میڈیکل کالج سے 1990ء میں ایم بی بی ایس کیا، اس کے بعد پنجاب سروس کمیشن کا امتحان پاس کیا اور چار سال سروسز ہسپتال اور جناح ہسپتال میں جاب کی۔ 1998ء میں رائل کالج آف فزیشنز یوکے کی ممبر شپ اور 2021ء میں فیلوشپ کا اعزاز ملا۔

شہید مرحوم 2001ء میں سرگودھا منتقل ہوئے، اس میں بھی انسانیت کی خدمت کا پہلو نمایاں تھا، آپ سرگودھا کے پہلے ماہر امراضِ جگر و معدہ تھے۔ سرگودھا میں ایک نجی ہسپتال جوائن کر لیا، جہاں اس کے مالک سے بہت اچھے تعلقات تھے، مگر اُس کا سیاسی پس منظر تھا، 2018ء میں اس نے قومی اسمبلی کے انتخاب میں حصّہ لینا تھا، اسے مولویوں نے دھمکیاں دیں تو اُس نے ڈاکٹر صاحب سے کہا کہ آپ ہسپتال چھوڑ دیں۔

2001ء میں سرگودھا منتقل ہونے کے بعد باقاعدگی سے فضلِ عمر ہسپتال میں بھی وزیٹنگ ڈاکٹر کے طور پر خدمات انجام دے رہے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے ان کے ہاتھ میں شفا رکھی تھی، کثیر تعداد میں مریض شفایاب ہو رہے تھے۔ دنیاوی علم کے ساتھ دینی علم بھی بہت تھا، قرآن کریم کی تفسیر، تذکرہ، روحانی خزائن، دیگر جماعتی کُتب اور اختلافی امور پر مشتمل کتب کا بھی وسیع مطالعہ تھا۔ شہید مرحوم کو نائب امیر ضلع سرگودھا کے طور پر بھی خدمت کی توفیق ملی۔ مریضوں سے ہمدردی، محبت اور ضرورت مندوں کا مفت علاج آپ کا نمایاں وصف تھا۔

مالی لحاظ سے کمزور بچیوں کی شادیوں کے لیے کوشش کرتے، بڑی نمایاں مدد کرتے۔ ایک ضرورت مند کی مستقل مدد کیا کرتے تھے، جب اس نے ہر دوسرے دن آنا شروع کر دیا تو ایک روز جب اس نے زیادہ ضد کی ہوگی تو ڈاکٹر صاحب جو عموماً ناراض نہیں ہوتے تھے اُن کے منہ سے کوئی سخت بات نکل گئی۔ مگر طبیعت کی نرمی اور نیکی تھی کہ ساری رات بے چین رہے۔ اگلے روز اسے بلایا اور اس سے معذرت کی اور پھر اسے مالی مدد کے لیے کافی رقم دے دی۔ بزرگانِ سلسلہ سے عقیدت کا تعلق تھا ضرورت پڑنے پر خصوصی طور پر ربوہ جا کر مریضوں کا علاج کرتے۔

شہید مرحوم کی والدہ محترمہ امۃ الحئی صاحبہ کہتی ہیں کہ والدین کا بے حد احترام کرنے والے تھے، کوئی ایسی ضرورت نہیں تھی جو بغیر مطالبے کے پوری نہ کی ہو۔ بچپن سے بے شمار خوبیوں کے مالک تھے، اپنے کام سے کام رکھنے والے، خلافت سے بے انتہا عشق تھا، غریبوں اور مریضوں کا بہت خیال رکھتے، مالی معاملات اور لین دین کا پورا حساب رکھتے، خاندان کے سب افراد کو باہم جوڑ کر رکھا ہوا تھا۔

ان کی اہلیہ محترمہ امۃ النور صاحبہ کہتی ہیں کہ بچوں کو ہمیشہ نظامِ جماعت سے جوڑنے کی تلقین کرتے، خلافت سے والہانہ عقیدت تھی، خطبات باقاعدہ سنتے اور نکات ڈائری میں نوٹ کرتے۔ حضورِ انور نے فرمایا کہ بہت کم لوگ ایسے ہیں بلکہ واقفینِ زندگی بھی پوائنٹس نوٹ نہیں کرتے۔

چندہ جات کی ادائیگی مثالی تھی، بوقتِ شہادت ان کا چندہ وصیت کا 2025ء تک حساب صاف تھا۔ ان کے بیٹے ڈاکٹر بصیر کہتے ہیں کہ ہمیشہ ہمیں خلافت سے وابستہ رہنے کی تلقین کرتے۔ ان کی بیٹی صائمہ کہتی ہیں کہ بے حد شفیق باپ تھے، میری شادی پر مجھے ایک ہی نصیحت کی کہ بیٹا! اپنے سسرال جا کر ہمیشہ نظامِ جماعت سے منسلک رہنا۔ اگر کبھی کسی حوالے سے جماعتی خدمت کا اعزاز ملے تو کبھی انکار نہ کرنا۔

امیر صاحب ضلع سرگودھا کہتے ہیں غریبوں کے مسیحا اور نافع الناس ہونے کے علاوہ عاجزی اور انکسار کا وصف نمایاں تھا۔

مخالفین نے ضلع بھر میں ان کے خلاف اشتہار بھی تقسیم کیے تھے۔ معاندین کی ٹارگیٹ میں ان کا نام سرِ فہرست تھا۔ ایک مولوی نے اِن کے واجب القتل ہونے کا فتویٰ دیا ہوا تھا، یہی نہیں بلکہ یہ فتویٰ تقسیم بھی کیا گیا تھا لیکن پھر بھی حکومت نے کوئی قدم نہیں اٹھایا۔

حضورِ انور نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ جلد ان کی پکڑ کے سامان کرے کیونکہ ملک کو بچانے کے لیے ضروری ہے کہ اب ان سے چھٹکارا حاصل کیا جائے۔ یہ نام نہاد مذہبی لوگ جو مذہب کے نام پر دہشت گردی کر رہے ہیں یہ لوگ ملک کو تباہ کرنے پر تُلے ہوئے ہیں۔ ہماری فریادیں تو اللہ تعالیٰ کی طرف ہیں اور اس کا حق ادا کرنے کی طرف ہمیں پوری توجہ کرنی چاہیے۔

اللہ تعالیٰ شہید مرحوم کے درجات بلند فرمائے، ان کے لواحقین کو صبر اور حوصلہ عطا فرمائے۔ ان کی والدہ بڑی عمر کی ہیں اللہ تعالیٰ اُن کے غم کو ہلکا کرے، ان کی بیوی اور بچے سب کو اپنی حفظ و امان میں رکھے۔ آمین

❁❁❁

Printed & Published by: Jameel Ahmed Nasir on behalf of Nigran Board of Badar. Name of Owner: Nigran Board of Badar. And printed at Fazle-Umar Printing Press. Harchowal Road, Qadian, Distt. Gurdaspur-143516, Punjab. And published at office of Weekly Badar Mohallah - Ahmadiyya, Qadian Distt. Gsp-143516, Punjab. India. Editor:Mansoor Ahmad